پر تقاضا کرنیوالا کوئی نہ رہجائے مجلس وزرا و اراکین دیوان کے ناعاقبت اندیش اور خبطی افسروں نے تو اس تجویز پر فوراً اتفاق رائے ظاہر کردیا مگر دور اندیش مدبرین کی رائے اس موقع پر بھی غالب آگئی اور سلطانہ کے غضب آلود تجویزہ صرف یہ نتیجہ ہوا کہ صرف ... دیو فانی دارالخلافہ سے خارج کردئے گئے۔ سلطان نے روانگی سے پہلے عیسائی متخاصمین میں تفرقہ ڈالنے کی کوشش کی جسمیں ناکامیاب رہنے پر وہ جون ۱۵۹۶ء میں دار الخلافہ سے اس شان وشوکت اور جاہ و تجمل کے ساتھ سرحد کی طرف روانہ ہوا کہ بعض معمر لوگوں کو سلیمان اعظم کا زمانہ یاد آگیا۔ سلطان کے اس ارادہ کے مشہور ہونے پر عثمانیون کی جنگی جوش میں تازگی پیدا ہوگئی تھی۔ اور علم مقدس کے کھولے جانے پر جو مراد ثالث کے زمانہ میں دمشق سے قسطنطنیہ لایا گیا تھا۔ مسلمانوں میں جہاد کا زور اور بھی ترقی پر ہوگیا۔ اس مقدس جھنڈے کو جسے سرور عالم اپنے دست مبارک سے اٹھا چکے ہیں عثمانیہ سلاطین ایک نعمت عظمیٰ اور خزانہ غیبی سمجھکر نہایت احتیاط سے محفوظ رکھتے رہے ہیں اور اسے وہ صرف سخت مشکل کے وقت جبکہ ترکوں کے جنگی جوش تازہ کرنیکے لئے غیر معمولی وسائل کے استعمال کی ضرورت درپیش آجائے۔ یا اُن کو اور مسلمانان عالم کو سلطان کے منصب خلافت و جانشینی حضرت سرور کائنات کے یاد دلانیکی احتیاج نمودار ہو باہر نکالنا مناسب سمجھا گیا ہے +

مورخ سعدالدین سلطان کے ہمراہ گیا اور اسکی موجودگی حصول فتوحات اور حالات جنگ کو قلمبند کرنیکے لئے نہایت مفید ثابت ہوئی۔ سلطان کے ماتحت بڑے بڑے سپہ سالار وزیر اعظم ابراہیم پاشا حسن سقلی پاشا۔ سقالا پاشا تھے۔ آخر الذکر کو ترک چغال زادہ کہتے ہیں۔ وہ عیسویت چھوڑ کر مسلمان ہوا تھا اور اسکی مجمل حالات یہاں بتادینے مناسب معلوم ہیں۔ سقالا جیسا کہ اُس کے نام سے ظاہر ہے اور وہ پیدائش اطالین تھا۔ اُس کا باپ وائکونٹ ڈی سقالہ جنوا اٹلی کے شمال مغرب کا ایک مشہور بندرگاہ کی ایک معزز خاندان کا جو جزیرہ سسلی میں آباد ہوگیا تھا ممبر اور بحری قزاقوں کی ایک جماعت کا افسر تھا۔ وہ معاہدوں اور صلحناموں کی اسیقدر پرواہ کرتے جس قدر کہ الجبریا کی مسلمان رئیس انکی عیسائیوں کے ساتھ برتاؤ رکھنے میں کرتے تھے مسلمانوں کے سواحل اور تجارتی جہازوں پر چھاپہ مارا کرتا تھا۔ سالٹا کی نائٹ بحری حملوں میں اس لیڈر بحری قزاق کو اپنے ساتھ شریک کر لیا کرتے تھے جب انہوں نے ۱۵۴۱ء میں قصبہ مودان (واقع موریا) پر حملہ کیا تو وہ انکے ساتھ شامل تھا قلعہ تو فتح نہ ہوسکا مگر قصبہ کو ان عیسائی نیک بختوں نے کمال وحشت وسنگدلی کے ساتھ اول سے آخر تک تاخت وتاراج کرکے کوئی کسر باقی نہ اٹھا رکھی۔ مال غنیمت کے علاوہ وہ آٹھ سو ترکی خاتونوں کو لے گئے

جن میں سے ایک جو نہایت خوبصورت جوان عمر لڑکی تھی سقالہ کے حصہ میں آئی۔ وہ اسکے حسن دلفریب پر ایسا فریفتہ ہوا کہ مسلی کو واپس جاتے ہی اُسے عیسائی بناکر اس سے شادی کرلی۔ اور اس کا نام لکریشیا رکھ دیا۔ اُس کے بطن سے کئی لڑکے پیدا ہوئے۔ سب سے چھوٹا لڑکا۔ چیو اٹھارہ برس کی عمر میں اُس مہم جربہ میں جو بتاریخ ۱۴ مئی ۱۵۶۰ء عیسائی متفقہ بیڑوں کے حق میں بہت بری طرح ختم ہوئی تھی باپ کے ہمراہ گیا تھا دونوں باپ بیٹا ان قیدیوں کے زمرہ میں تھے جنکو فاتح ترکی امیر البحر پیالی بطور نشان فتح قسطنطنیہ لے گیا تھا باپ تو قید خانہ میں مر گیا۔ مگر چیو سقالا کی خوبصورتی اور نوعمری دیکھکر سلیمان اعظم کو رحم آگیا۔ چیو ماں کی طرف سے نیم ترک تو تھا ہی اُسے مذہباً پورا ترک بننے میں کوئی عذر نہ ہوا۔ سلیمان کے ایک پیرانہ سال اور بارسوخ عہدہ دار سنان پاشا نے اُسے خاص اپنی حمایت میں لے لیا۔ اور سقالہ عزت و ترقی کے میدان میں جس کا راستہ سلطان کی ملازمت میں داخل ہونے سے اس پر کھل گیا تھا بڑے شوق اور مستعدی کے ساتھ داخل ہو گیا۔ وہ بتدریج آغائے ینگچریاں کے منصب بلند پر سرفراز ہو گیا۔ اور گو عیسایان قسطنطنیہ پر بیجا ظلم کرنے پر ظلم کرنے کی وجہ سے وہ بعد میں اس عہدہ سے معزول کر دیا گیا۔ مگر محاربہ ایران میں اُسے ممتاز جگہ دیدی گئی۔ اور اس جنگ کے دوران میں اُس نے کئی معرکوں بالخصوص اس فتح میں جو ترکوں نے ۱۵۸۳ء میں رات کیوقت ایرانیوں پر پائی تھی اور مصاف مشاغل کے نام سے مشہور ہے کمال سرخروئی حاصل کی تھی اُس کی شادی سلطان سلیمان کی پوتی سے ہو گئی تھی۔ اور اس طرح سے محلسرا میں اُس کا رسوخ ہو گیا تھا۔ مراد ثالث کے زمانہ میں اُس کی بسرعت ترقی کا باعث اُس کی فتوحات اور لیاقت کی بہ نسبت زیادہ تر یہی تعلق تھا۔ اور یہی تعلق اُس کو اُس کی معدودے چند شکستوں کے نتائج بد اور اُس نامردلعزیزی کے خطرات سے جو خود اپنے ہی آدمیوں اور نیز ترکی اجنبی رعایا پر سختی کرنے کی بدولت پیدا ہو گئی تھی محفوظ رکھنے کا سبب تھا۔ وہ ایک سے زیادہ مرتبہ کپتان پاشا بنا اور اس عہدہ سے ممتاز ہو کر دو دفعہ مسینا (صدر مقام سسلی) کو گیا اور وہاں کے گورنر سسلی سے اپنی والدہ اور ہمشیرہ کی ملاقات کا جو وہاں رہتی تھی۔ مطالبہ کیا پہلی دفعہ سسلی کی ہسپانوی گورنر نے اس درخواست کو نامنظور کیا اُسکی عوض سقالہ نے جزیرہ کے تمام ساحل کو تاخت و تاراج کیا یہ کارروائی بے اثر نہ رہی۔ دوبارہ جب سقالہ نے پھر مسینا جاکر گورنر کے پاس پیغام بھیجا کہ مجھ کو والدہ سے ملنے کی اجازت دیدو میں نے اُنکو قسطنطنیہ جانے کے زمانہ سے نہیں دیکھا۔ وائسرائے کو پہلا سبق یاد تھا۔ اُس نے کونٹس سقالہ کو یہ اقرار لیکر بیٹے کے پاس بھجدیا کہ شام سے پہلے اسے واپس کردیا جائیگا۔ ماں بیٹے کے دنوں میں اس ملاقات سے عجیب و غریب پرانی

باتیں یاد آگئی ہونگی۔ ایک مسلمان والدین کے گھر پیدا ہوئی۔ اور جوانی میں اُسے گھر بار سے علیحدہ کر کے عیسائی بنایا گیا۔ دوسرے نے عیسائی دربار کی ملازمت میں اور عیسائی جھنڈے کے نیچے زندگی اور جوانی کا کارنامہ شروع کیا اور اب کئی برسوں سے ہلال کا سچا خادم اور عیسائیوں کا جانگداز دشمن تھا۔ سقالہ نے حسب وعدہ ماں کو وقت مقررہ سے پہلے واپس کر دیا اور اب یہ پہلی مرتبہ کسی عیسائی ساحل کو بلا تاخت و تاراج کرنے کے چھوڑ کر رخصت ہو گیا۔ سقالا کا زمانہ جو کہ مختلف انقلابات قسمت کے بعد آخرش مصائب پر ختم ہوا۔ شاہ عباس نے ایران میں اُسے شکست فاش دیکر بھگا دیا۔ اور وہ اپنی سرکش اور آزادہ دِل فوج کے ساتھ بسرعت تمام پیچھے ہٹتا ہوا بخار سے جو تکان اور دلی تشویش سے چڑھا تھا فوت ہو گیا۔ ۱۵۹۶ء میں جبکہ محمد ثالث نے ہنگری پر چڑھائی کی اُس وقت گو سلطان والدہ مخالف تھی مگر سلطان سقالہ پر بہت مہربان تھا اور اسی مہم میں اُس کا سب سے شاندار کارنامہ ظہور میں آیا +

آرچ ڈیوک میکسیملین سپہ سالار افواج آسٹریا عظیم الشان عثمانیہ فوج کے مقابلہ کی طاقت نہ پاکر پہلے پیچھے ہٹ گیا۔ اور سلطان نے قصبہ آرلا کا محاصرہ کر کے سات دن کے بعد اُسے فتح کر لیا۔ دریں ولا پرنس سجمنڈ حاکم ٹرینسلوینیا فوج لیکر میکسیملین سے آملا۔ اور وہ اس طرح سے تقویت پاکر پھر میدان جنگ کی طرف لوٹا۔ مگر آرلا اس کے آنے سے پہلے فتح ہو چکا تھا۔ ۲۳۔ اکتوبر ۱۵۹۶ء کو دونوں فوجیں سرسیس یا کرسٹیز کے دلدلی میدان میں جس میں سے گذر کر دریا سنیا دریا تھی اس میں گرتا ہے ایکدوسرے کے ہم مقابل ہوئیں۔ اس میدان میں تین دن لڑائی ہوئی پہلے دن ترکی فوج کے ایک حصّے نے زیر کمان جعفر پاشا سنیا کو عبور کیا۔ مگر کثیر التعداد دشمن سے عرصہ تک بہادرانہ لڑائی کرنے کے بعد مجبوراً پیچھے ہٹ گیا۔ اس لڑائی میں ایکہزار ینگچریوں۔ ایک سو سپاہیوں اور ۴۳ توپوں کا نقصان ہوا۔ اس پر سلطان نے کل فوج کو پیچھے ہٹا لیجانے یا کم از کم خود پیچھے ہٹ جانیکی خواہش ظاہر کی۔ تمام افسروں کی جنگی کونسل اُسی وقت عثمانیہ کیمپ میں منعقد ہوئی۔ مورخ سعد الدین موجود تھا۔ اُس نے کمال دلیری کے ساتھ مردانہ روش اختیار کرنے پر زور دیکر کہا "یہ آج تک دیکھا یا سنا نہیں گیا کہ عثمانیوں کا بادشاہ بغیر کسی اشد مجبوری کے دشمن کے مقابلہ سے پیٹھ پھیر کر چلا گیا ہو" حاضرین میں سے بعض نے تحریک پیش کی۔ کہ حسن سقلی پاشا فوج لیکر غنیم پر حملہ آور ہو سعد الدین نے جواب دیا "یہ پاشاؤں کا کام نہیں ہے۔ بادشاہ کی موجودگی بذات خاص لابدی ہے" آخرش لڑائی کرنے پر ہی فیصلہ ہوا۔ اور سلطان کو فوج کے ساتھ رہنے پر بمشکل راضی کیا گیا۔ ۲۴ اکتوبر کو دوسری لڑائی ہوئی

اور ترکون نے دلدلوں پر سے کچھ راستے چھین لئے ذیقین نے اپنی اپنی طاقت اب مجتمع کرلی۔اور ۲۶ اکتوبر کو فیصلہ کن لڑائی ہوئی شروع میں عیسائی بظاہر کامل فتحیاب ہو گئے۔انہوں نے ترکون اور تاتاریوں کے اُن دستونکو جو آگے بڑھ آئے تھے پیچھے ہٹا دیا۔ترکی باتریوں پر پہلو سے حملہ آور ہوکر

کل توپوں پر تصرف کرلیا ینگیچریوں کو میدان سے ہٹنے پر مجبور کر دیا اور ایشیائی صوبوں کی فیوڈل فوج سواران کو تتر بتر کر کے بھگا دیا سلطان پشت شتر پر بیٹھا ہوا ایک بلند مقام سے لڑائی کو دیکھ رہا تھا۔اُس نے یہ کیفیت دیکھکر بھاگنا چاہا۔ مگر سعد الدین نے اسے روک کر ثابت قدم رہنے کی التجا کی اور اس ارشاد ربانی سے اُسے حوصلہ دیا کہ صبر کا پھل فتح اور رنج کے بعد خوشی ہوتی ہے۔ سلطان نے علم مقدس کو مضبوط پکڑ لیا۔اور شاہی خاص فوج اور غلاموں کی حفاظت میں اپنے مقام پر قائم رہا۔فتحیاب آسٹر دی سلطان پر حملہ آور ہونیکے بجائے صفیں چھوڑ کر عثمانیہ کیمپ کے لوٹنے میں مصروف ہو گئے۔سقالہ نے جو ابتک بیقاعدہ ترکی فوج سواران کی تعداد عظیم کے سمیت ایک طرف بے حس و حرکت کھڑا رہا تھا۔اس نازک موقعہ پر اپنی فوج کو حملہ کا حکم دیکر گھوڑے کو ایڑ لگا دی یہ بہادر فوج دوست دشمن کو پھاندتی ہوئی طرفۃ العین میں دہشت زدہ عیسائیوں کے سر پر پہنچ گئی ہزاروں عیسائی بوکھلاہٹ میں سنیا کی دلدلوں میں غرق ہو گئے۔ آسٹر دی فوج کے ہر ایک دستہ میں خوف پھیل گیا اور بھاگڑ پڑ گئی اور سقالہ کے حملہ شروع کرنے سے آدھ گھنٹہ بعد میکسیمیلن اور سجسمنڈ دم دبائے بھاگے جا رہے تھے۔ اور کوئی عیسائی رجمنٹ ایسی نہ تھی جسکی صفیں درست ہوں اور وہ باقاعدگی سے پس پا ہو رہی ہو یا بھگوڑوں کو غنیم سے بچانیکے لئے کوئی رجمنٹ مجتمع ہو کر صف بستہ ہونے کی کوشش کر رہی ہو۔پچاس ہزار جرمن اور ٹرنسلونبی دلدلوں میں غرق یا عثمانیہ شمشیروں سے قتل ہوئے ۹۵ توپیں جو نہائیت خوبصورت اور عجیب صناعی سے بنائی گئیں تھیں انہی ترکوں کے ہاتھ آئیں۔جو شروع میں اپنا سارا توپخانہ کھو بیٹھے تھے۔انکے علاوہ آرچ ڈیوک کا کل کمپ اور خزانہ اور تمام سامان جنگ ترکوں کو غنیمت میں ملا اور ترکوں کو ایسی کامل فتح نصیب ہوئی جس کی برابری بہت تھوڑی فتوحات کر سکتی ہیں ۔

سب لوگوں نے سعد الدین اور سقالا کو اس فتح کا باعث تسلیم کیا جنگ کے بعد سقالا وزیر اعظم بنایا گیا مگر سلطان مراد کی رشک آمیز مداخلت کی وجہ سے جلد معزول ہو گیا۔تاہم وہ اُن سپاہیوں پر جو لڑائی کے شروع میں بھاگ گئے تھے بے اندازہ و مناسب سختی کرنے سے سلطنت کو بیحد نقصان پہنچانے کا باعث ہونے کے لئے کافی عرصہ وزیر رہا۔ لڑائی کے بعد معلوم ہوا کہ تیس ہزار عثمانیہ سپاہی جنمیں سے

زیادہ تر ایشیائی فیوڈل کیولری کے سوار تھے کفار کے مقابلہ سے بھاگ گئے تھے۔ سقالہ نے انکو فراری قرار دیکر اُن کی تنخواہ اور جاگیروں کی ضبطی کا حکم دیدیا۔ اور ان بدنصیب سپاہیوں میں سے اکثر کو جو اُس کے قابو آئے قتل کرادیا۔ مگر بہت سے سپاہی جدید وزیر اعظم کی سخت گیری کی خبر سنکر منتشر ہو گئے اور گھروں کو چلے گئے۔ اور جب گھروں ہی اُن کو گرفتار کرنیکی کوشش کیگئی تو لازمی طور پر برسر مقابلہ ہو گئے اور جو بغاوت تھوڑے ہی عرصہ بعد ایشیا کوچک میں پھوٹ کر کئی برسوں تک ملک کی بربادی کا باعث رہی میدان کرسیس کے فراری ہی اُس کے سب سے بڑے حامی و معاون تھے۔ فتح کے بعد محمد فتحیابی پر مبارکبادیں لینے اور پرانی پر از عیش و عشرت روش زندگی کو اختیار کرنے کے لئے فوراً قسطنطنیہ کو واپس چلا آیا۔ ہنگری میں ستواتورک کے معاہدہ صلح تک جو محمد کے جانشین کے عہد میں ہوا۔ لڑائی برابر کئی سال تک جاری رہی مگر اُن لڑائیوں میں فریقین نے کسی مستعدی سے کام نہ لیا۔ ۱۵۹۸ء میں جرمنی سپہ سالار نے کئی قلعے فتح کر لئے اور ترکی سرعسکر ستر وشی معزول کر کے قتل کر دیا گیا۔ ۱۵۹۹ء میں ابراہیم پاشا سپہ سالار افواج مقیمہ ٹرین سلونیا نے جرمن جرنیل باچی سے صلح کے لئے خط و کتابت کی۔ مگر فریقین کی شرائط ایسی سخت تھیں کہ کوئی نتیجہ نہ نکلا۔ ۱۶۰۲ء میں جرمن فوج نے کنشیہ کا محاصرہ کیا جس کو ترکوں نے اٹھادیا۔ اس طویل محاربہ میں گو نمایاں فوجی مقابلے نہ ہوئے مگر فریقین بالخصوص عیسائی رحم و انسانیت کو قطعی الوداع کہہ چکے ہوئے تھے۔ اس بارہ میں مینیر یز صاحب کے الفاظ حسب ذیل ہیں:۔ "وہ ہنگرین اور والشین جو جرمنیوں کے ملازم تھے اکثر اوقات ترکوں سے بدرجہا زیادہ مظالم کے مرتکب ہوتے تھے۔ کیونکہ ترکی وزیر خاص قسطنطنیہ میں گو بگڑے ہوئے اور سپاہیوں کے خواہ کیسے قابو میں ہوں جنگ کے موقع پر وہ اپنے کیمپوں میں کامل انتظام و ترتیب رکھتے تھے چنانچہ از انجملہ ابراہیم پاشا نرمی و ملاطفت سے سرحدوں کے باشندوں اور عیسائی رعایا کو رام کرنے کا ڈھب بخوبی جانتا تھا۔ سمندرا اور نتسوار کے صربی اور والیشی بانبوہ کثیر اسکے گرد جمع ہوئے۔ اس نے اُن کو تحائف سے لادیا۔ اور جھنڈے دیکر واپس کیا۔ قصبہ پوسیگا کے عیسائیوں نے بغاوت کر کے ایک ترک قاضی کو قتل کر دیا۔ اس نے اس حرکت پر غضب آلود ہونے کے بجائے الٹا ظاہر کیا کہ قتل میرے حکم سے ہوا ہے اور پھر جلدی ہی ایسی کارروائی کی جس سے تصدیق ہو گئی کہ قاضی کا قتل جائز طور پر ہوا ہے۔ جب دوسرے عہدہ داروں نے اس طریق عمل پر اُسے سرزنش کی تو اس نے جواب دیا کیا اُن لوگوں پر مقدمہ بنانے سے اُن کو دشمن کے ساتھ ملا دینے کا باعث بننا دانائی کی بات ہے۔ الغرض

اُس نے اسی طرح چاپلوسی لطف و مدارا اور سخاوت سے اکثر عیسائی جماعتوں کو اپنا مطیع بنالیا اور پھر اُنہی کے ہاتھ سے اُن لیٹروں کو جنہوں نے خود ڈیوکوں کے خطاب اختیار کرلئے تھے اور تیس برس سے کل سلیوونیا (سرویا - ہنگریا - ٹرین سلونیا وغیرہ یعنی وہ علاقہ جہاں سلیو قوم آباد ہے) میں تباہی برپا کر رہے تھے نابود کرادیا۔ اُس کا جادو عیسائیوں پر یہانتک موثر ہو گیا تھا کہ ولیشیا تک میں کسی عیسائی اپنے ملک کے آزاد کنندہ میکائیل کے برخلاف ترکوں کے ہواخواہ ہو گئے۔ اور کمی لے علے پادریوں نے ترکی حکومت کو پھر قایم کرنیکے لئے گہری سازش کرلی جسے میکائیل نے نہایت سختی کے ساتھ ۱۵۹۷ء میں فرو کیا "

میکائیل کا وجود ترکوں کے حق میں نہایت مضر تھا۔ مگر جلدی ہی طمع و حرص نے اُس کو ہمسایہ عیسائی ریاستوں کے درپے کردیا اُس نے بزور شمشیر ٹرین سلونیا کا ایک حصہ اور مالڈیویا کو والیشیا کے ساتھ شامل کرلیا حتیٰ کہ ہنگری پولنڈ کا بادشاہ بننے کا خبط اُس کے سر میں سما گیا۔ اس مدعا کے پورا کرنے کے لئے اُس نے مسلمانوں کے ساتھ صلح کرلینی مناسب سمجھکر سلطان کی اطاعت قبول کرلی اور باب عالی سے باضابطہ سند حکومت حاصل کرکے ابراہیم پاشا کے ساتھ خفیہ معاہدہ اتحاد کرلیا۔ جب اُس کے ارادوں کی خبر جرمن افواج مقیمہ ٹرین سلونیا کے سپہ سالار بسٹا کو ہوئی تو اُس نے ایک قاصد بھیجکر میکائیل کو ہیں قتل ۱۶۰۱ء کرادیا۔ اور وہ کل ارادے اپنے ساتھ لئے ہوئے ۴۴ برس کی عمر میں اس جہان سے چلدیا اس کے بعد والیشیا و مالڈیو و ٹرین سلونیا میں خانہ جنگی شروع ہو گئی اور ترکوں نے حملہ آور ہو کر پھر تینوں پر اپنا تسلط قایم کرلیا آسٹریا والوں نے ان فرنچ اور والیشی سپاہیوں سے جو اُن کی فوج میں بھرتی ہو گئے تھے بہت برا سلوک کیا۔ ان کو کئی مہینوں کی تنخواہ نہ دی اور رسد وغیرہ پہنچانا بھی بند کردیا۔ اس بدعہدی سے ناراض اور پیٹ سے مجبور ہو کر وہ ترکی فوج میں چلے گئے اور ابراہیم پاشا کو اپنے ہم مذہب عیسائی ناشکر گذاروں کے برخلاف محاربات مابعد میں قابل قدر کام دیا۔ جرمنی و آسٹریا کی متحدہ سلطنت اور والیشیا کے ساتھ جب لڑائی ہو رہی تھی اس زمانہ میں بھی سلطان کے تعلقات دوسری سلطنتوں کے ساتھ دوستانہ تھے پولنڈ نے صلح کے معاہدوں کے قیام کی درخواست کرنے کے لئے کئی دفعہ اپنے سفیر قسطنطنیہ کو روانہ کئے جو فائز المرام واپس لوٹتے رہے۔ ریاست وینس نے سلطان کو جرمنیوں پر فتح پانے کے بعد مبارکباد کے پیغام بھیجے۔ انگریزی سفیر برٹن ۱۵۹۶ء کی مہم میں سلطان کے ہمراہ میدان جنگ کو گیا۔ اور فرانس نے اتحاد کی پھر تجدید کی محمد ثالث کے وقت سیواڈی کی نہ

جو سولائے ڈی لنکسم کے بعد مقرر ہو فرانس کا سفیر تھا اور اس شخص نے مشرق میں فرانسیسی اقتدار اور رسوخ کے بڑھانے میں کمال لیاقت اور محنت سے کام کیا اُس نے ترکی اتحاد سے اپنے آقا و نعمت کیلئے بڑے بڑے کام نکالے قصبہ مارسیلیز (مرسیلیا) ہنری[۱] چہارم شاہ فرانس کی مخالف جماعت سے ملکر اُس کی اطاعت سے منحرف تھا۔ سلطان نے بریوی کی درخواست پر اہالی مرسیلیا کو خط بھیجکر شاہ فرانس کی اطاعت قبول کرنے کی نصیحت کرکے بصورت عدم تعمیل توحکشی اور اُن کی تجارت کو تباہ کرنے کی دھمکی دی۔ فلپ ثانی شاہ ہسپانیہ نے اپنا سفیر سلطان کی خدمت میں بھیجکر اتحاد کی درخواست کی مگر سلطان نے بریوی کی التماس پر اُسے سرف باریابی عطا کرنے سے انکار کردیا۔ اور مزید برآں شاہ ہنری کو اندسویوں پر فتوحات پانے پر اپنے ایک اعلےٰ درباری کے ساتھ مبارکباد کا پیغام بھیجا اور اسکو ہر وقت اپنی دوستی اور امداد کا یقین دلایا۔ فرانسیسی سفیر کو سلطان پر اس قدر رسوخ حاصل ہوگیا تھا کہ ترکی مورخ سلانفی اُس کی نسبت حسب ذیل لکھتا ہے" اُس ملعون سفیر کی خفیہ چالوں اور حکمت عملیوں کے طفیل اسلامی دربار میں فرانس کی امداد و رفاقت کا سچا جوش پیدا ہوگیا تھا۔ خود سفیر مذکور کا بیان ہے کہ ہسپانوی طاقت کو فرانس سے ہٹائے رکھنے اور ہسپانیہ کو شاہ فرانس کی مخالف جماعت کو پوری طاقت سے امداد دینے سے روکے رہنے کیلئے میں نے سلطان کو برابر چار پانچ برس تک عظیم الشان بحری طاقت سمندر میں موجود رکھنے پر مجبور رکھا"۔

بریوی سلطان کی خارجیہ حکمت عملی کو ہی فرانس کے معاون و مؤید رکھنے میں کامیاب نہ ہوا بلکہ اندرون سلطنت میں بھی وہ عیسائیوں کو مختلف پاشاؤں کی سختی سے محفوظ رکھنے میں کامیابی کے ساتھ ساعی رہا۔ ایکدفعہ تین نومسلم پھر مرتد ہوکر غلطہ کے ایک گرجے میں جا چھپے۔ اسپر ینگچریوں نے برافروختہ ہوکر اس محلہ کے تمام گرجوں کو مسمار کرنے کے ارادہ سے اُن پر حملہ کردیا۔ بریوی خبر سنتے ہی غضب آلود سپاہیوں کے سامنے چلا گیا اور اُن کو دھمکی پیار اور چاپلوسی سے اپنے ارادہ کی تکمیل سے روکدیا ٹسکنی (اٹلی کی ایک ریاست) کے چند جہازوں نے سلطانی علاقہ پر حملہ آور ہوکر کچھ لوٹ مار کی تھی۔ اور جزیرہ ساؤ کی عیسائیوں کی بھی

۱؎ ۱۵۵۳ء میں پیدا ہوا ۱۵۸۹ء میں تخت نشین ہوکر ۱۶۱۰ء میں ایک پروٹسٹنٹ پادری کے ہاتھ سے قتل ہوا۔ تخت نشینی سے پہلے وہ پروٹسٹنٹ عقیدہ کا پابند تھا۔ مگر چونکہ اس مذہب کا کوئی شخص قانوناً فرانس کے تخت پر نہیں بیٹھ سکتا تھا اُس نے ۱۵۹۳ء میں رومن کیتھولک مذہب اختیار کرلیا وہ ہنری سوم اپنے خسر پورہ کے بعد تخت پر بیٹھا۔

اس میں سازش تھی سلطان نے انکی قرار واقعی گوشمالی کا حکم دیا۔ مگر بریوی کی شفاعت پر اسکی تعمیل ملتوی ہوگئی۔ دمشق کے گورنر نے بیت المقدس کے کینہ کو مسجد بنانا چاہا۔ لیکن بریوی کی کہنے پر اس ارادہ سے باز آگیا۔ سنہ ۱۶۰۱ء میں اُسے خبر ملی کہ محاربہ ہنگری میں حسب مراد فتوحات حاصل نہ ہونے سے مجلس بابعالی نے نہ صرف عیسائی زائرین کو یروشلم جانے سے روکنے بلکہ جو زائرین اسوقت وہاں موجود ہیں انکو بمعہ راہبین و پادریاں پابجولان قسطنطنیہ منگوانے کا ارادہ کیا ہے وہ اسی وقت سلطان کے پاس دوڑا گیا اور عرض کیا کہ ” اس سے کل عیسائی برافروختہ ہو جائینگے۔ اور پوپ کلیمنٹ ہشتم کو کل عیسائی طاقتوں کے متفق کرنیکے لئے عمدہ بہانہ مل جائیگا حتی کہ میرے آقا و نعمت ہنری چہارم کو بھی جو اپنے مذہب کا بڑا پابند ہے مجبوراً بابعالی کے دشمنوں کے ساتھ شریک ہونا پڑیگا اس ارادہ کو ترک کر دیا جائے “ سلطان نے اس کی التجا قبول کرلی۔ اس شخص نے ترکی زبان میں عمدہ مہارت حاصل کرلی تھی۔ اور وہ تخمیناً ہزار بارہ سو اجنبی عیسائیوں کو جو خلاف معاہدہ یا کسی اور طرح ممالک محروسہ عثمانیہ کے باشندوں کی ناجائز غلامی میں تھے رہائی دلوانے کا باعث ہو۔ مگر سب سے زیادہ اُسے اس بات کا ہر وقت فکر رہتا تھا کہ انگلستان کو فرانسیسی تجارت پر غلبہ نہ پانے دے۔ ملکہ ایلزبتھ نے بابعالی سے سب فرانس کے مطابق رعایات حاصل کرلینے کے بعد پھر یہ درخواست کی کہ اُن ممالک کے جہاز جن کے سفیر قسطنطنیہ نہیں رہتے جس طرح فرانسیسی جھنڈے کی حمایت میں ترکی سمندروں میں جہاز رانی کرسکتے ہیں اسی طرح وہ انگریزی جھنڈے کی حمایت میں بھی کرسکیں بابعالی نے یہ درخواست منظور کرلی۔ مگر باوجودیکہ فرانس اور انگلستان میں اس وقت اتحاد تھا اور شاہ ہنری کو حصول تاج و تخت میں بھی کسی قدر ایلزبتھ سے مدد ملی تھی بریوی کو یہ امر سخت شاق گذرا۔ اس نے بابعالی کے پاس سخت شکائت کی کہ فرانس کو باب عالی کی دوستی سے یہی سب سے بڑی رعائت ملی تھی جسمیں اب دوسروں کو بھی شریک کر دیا گیا ہے الغرض ایلزبتھ کے سفیر کی مخالفت کے باوجود اس نے آخر اس رعائت کو منسوخ کرا کر چھوڑا +

محمد ثالث کے عہد حکومت کے آخری حصہ میں فوجی خود سری اور حکام صوبجات کی ظلم شعاری میں برابر ترقی ہوتی گئی سنہ ۱۵۹۹ء میں ایشیاء کوچک کے فوجی جاگیرداروں کے ایک سردار عبدالحمید نے جو عام طور پر قرہ زاریجی (سیاہ سکتری) کے نام سے مشہور ہے، عام بدامنی اور ناراضامندی سے فائدہ اُٹھا کر بابعالی کے برخلاف عام بغاوت برپا کرادی اور خود مختار بادشاہ کا درجہ و منزلت اختیار کرلیا۔ اس نے گرد و ترکمانوں اور سپیس کے مفرور سپاہیوں کی

فوج تیار کرلی اور اپنے بھائی ذوالحسن گورنر بغداد سے مدد پاکر عثمانیہ افواج کو جو اُس کی سرکوبی کے لئے بھیجی گئیں متعدد ہزیمتیں دیں۔ بابعالی کو باغیوں کی سرکوبی میں تین برس صرف کرنے پڑے۔ آخر کار باغی سردار نے ہتھیار رکھدئے اُس کے صلہ میں وہ بوسینا کی گورنری پر مامور کیا گیا۔ اور وہ اپنے وحشی لشکر کو عیسائیوں کے مقابلہ کے لئے ہمراہ لیتا گیا۔ اُس کے ہمراہیوں کی تعداد پچاس ہزار کے قریب تھی۔ اُنکی شکل وصورت سے وحشت برستی تھی۔ نیم برہنہ۔ سر کے بال کندھوں تک لمبے۔ بازو اور گردنوں میں تعویذ بندھے ہوئے اور کابوں کے ساتھ اونٹ کی ہڈیاں لٹکی ہوتی تھیں ایشیا کو چھوڑنے سے پہلے سردار مذکور نے سلیمان فرزندار خان کی قبر پر جس نے سب سے پہلے یورپ پر فوجکشی کی تھی تیس دنبوں کی قربانی کی۔ شاید وہ بزعم خود سلیمان کی طرح دوبارہ یورپ کو فتح کرنے چلا تھا۔ مگر اُن کے لمبے نیزوں سے عیسائی سلمان دونوں برابر لرزاں تھے۔ ذوالحسن کی فوج تباہ کنندہ طوفان یا بگولہ کی طرح سے رومیلیا میں سے گذری اور جب وہ آخر کار ڈنیوب کے کنارہ پر پہنچی تو ۱۶۰۳ء میں ہنگریوں کے ساتھ نبرد آزمائی کرتے وقت تقریباً کلہم فنا ہوگئی +

شاہ عباس والی ایران نے ترکوں کی کمزوری سے فائدہ اُٹھاکر ۱۶۰۱ء میں اعلان جنگ کردیا اور جو صوبے اُس کے قبل نشیں کے عہد میں ترکوں نے فتح کئے تھے اُن کو بسرعت تمام یکے بعد دیگرے فتح کرنا شروع کردیا۔ جون ۱۵۹۳ء میں محمد ثالث نے اپنے فرزند اکبر محمود کو جو نہایت ہی شجاع وقابل شہزادہ تھا اور قوم وملت کو اس سے بڑی بڑی اُمیدیں تھیں قتل کراکر سلیمان اعظم کی طرح سلطنت کو سخت ضعف پہنچایا محمود نے ملک کی بدنصیبی سے باپ سے درخواست کی تھی کہ ایشیا کوچک میں جو فوج باغیوں کی سرکوبی اور ایرانیوں کے مقابلہ پر مامور ہے مجھے اُسکی کمان عطا کیجائے۔ مخبوط الحواس اور مختل دماغ باپ کو بیٹے کے اس اظہار شجاعت ودلاوری سے اندیشہ پیدا ہوگیا۔ اُنہی دنوں ایک درویش نے سلطان کو پیشین گوئی بتائی کہ عنقریب نیا سلطان تخت پر بیٹھے گا۔ اس پر سنگدل باپ نے جس کو عیاشی نے بالکل نکما کر رکھا تھا بیٹے کو گرفتار کراکر پھانسی دلوادیا۔ مرحوم کی والدہ اور اُس کے منظور نظر رفقائے بھی اُسی وقت گرفتار کئے جاکر قید خانہ میں ڈال دئے گئے اور ایک مہینہ بعد سب قتل کرادئے گئے۔ محمد ثالث اس شقاوت کے بعد زیادہ عرصہ زندہ نہ رہا۔ ۲۔ اکتوبر کو ایک درویش اُسی محلسرا کے پھاٹک پر ملا۔ اور اُس نے خبر دی کہ ۵۵ دن کے اندر تم پر کوئی سخت مصیبت وارد ہوگی۔ دائم المریض اور خفیف المزاج عیاش کی وہمی طبیعت پر اس

پیشین گوئی کا بڑا اثر پڑا - اور جیسا کہ بالعموم قاعدہ ہے پیشین گوئی زیادہ تر خود ہی اپنے پورا ہونے کا باعث ہو گئی - میعاد کے عین آخری دن ۲۲ دسمبر ۱۶۰۳ء کو وہ اس جہان سے رحلت کر گیا اور باقی ماندہ دو بیٹوں میں سے بڑا احمد اول اُس کا جانشین ہوا - محمد ثالث افیون بہت کھاتا تھا شراب سے اُسے سخت نفرت تھی چنانچہ اُس نے بہت سے شراب خانوں کو مسمار کرا دیا +

احمد اوّل کا عہد حکومت

جب احمد اوّل تخت نشین ہوا اس وقت اُس کی عمر بقول ترکی مورخین ۱۳ برس اور بقول یورپین مورخ ۱۴ یا ۱۵ برس کی تھی خاندانِ عثمان میں یہ پہلا سلطان تھا جو بلوغت سے پہلے تخت پر بیٹھا - اُس نے اپنی جبلی رحمدلی یا اپنے رحمدل مشیروں کے مشورہ کی وجہ سے اپنے بھائی شاہزادہ مصطفٰی کو دستور مستمرہ کے مطابق قتل کرا دینے سے احتراز کیا - شاہزادہ مذکور کی دماغی کمزوری اور دیوانگی بھی اُس کی سلامتی کا بہت کچھ باعث ہوئی - کیونکہ ایک تو ایسے شخص سے فتنہ و فساد کی امید نہیں ہو سکتی تھی اور دوم کل ایشیائی اور بالخصوص ترک مادر زاد دیوانہ کو رحم آمیز ادب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں - نوعمر احمد نے اوائل میں تیز طبعی ذہانت اور مستعدی کے آثار دکھائے جن سے سلطنت کی خوش اقبالی اور درستی انتظام کی امید ہو گئی تھی - مگر محلسرا کے عیش و آرام اور کنیزان ماہ وش کی صحبت و ہم جلیسی نے دو تین برسوں میں ہی تمام خوبیوں کو خاک میں ملا کر اُسے بھی کاہل و عیاش بنا دیا تخت نشین ہوتے ہی اُس نے حرم سرا کی اُن بیگمات اور خواجہ سراؤں کو جنہوں نے مراد اور محمد ثالث کے زمانہ میں بہت اقتدار حاصل کر کے امور مملکت میں خرابی ڈال رکھی تھی جلاوطن کر دیا - اور ہنگری و ایران کے محاربوں کی طرف فوراً توجہ منعطف کی - وزیر اعظم کو جدید جرار فوج لیکر ہنگری چلنے کا حکم دیا گیا - اُس نے مہم کے اخراجات کے لئے اس قدر رقم کثیر طلب کر بھیجی جس کا خزانہ متحمل نہیں ہو سکتا تھا اور ساتھ ہی دھمکی دی کہ اگر مطالبہ پورا نہ ہو تو میں میدانِ جنگ کو نہیں جاؤنگا - احمد نے اُسے یہ مختصر جواب کہلا بھیجا کہ "اگر تو اپنے سر کی خیر چاہتا ہے تو فوراً روانہ ہو جا" وزیر یہ سنکر سرتابی کی جرات نہ کر سکا - اور فوراً ہنگری کو روانہ ہو گیا - یہاں ترکی فوج کو آسٹریوں پر متواتر فتوحات حاصل ہوئیں جن کا مفصل ذکر آگے کیا جائیگا +

شاہ عباس صفوی نہ صرف ایران بلکہ اپنے زمانہ کے سلاطین میں سے قابل ترین بادشاہ سمجھا گیا ہے اُس کے تدبر اولعزمی - اور خوش اقبالی میں کسی کو کلام نہیں جب وہ خانہ جنگیوں کا خاتمہ کر کے اور ہمسایہ سرداروں کو محکوم کر چکا تو اُسے قدرتی طور پر ایران کے صوبجات مفتوحہ کو ترکوں سے واپس لینے کی خواہش ہوئی

لیکن اکثر ارا کین سلطنت دو اسلامی سلطنتوں میں نزاع و محاربہ کا ہونا اسلام کے شعائر کو بعید سمجھتے تھے۔ انکی رائے ظن غالب ہے کہ غیر موثر نہ رہتی مگر مسلمانوں کی شومی بخت سے دو انگریز بھائی سر انتونی شرلی و رابرٹ شرلی ایران پہنچ گئے۔ انہوں نے شاہ عباس کی طبیعت پر پورا قابو پالیا۔ اور شاہ عباس کو ترکوں

لہ اس امر کی تصدیق خود ایک نامور انگریز سرجان ملکم سفیر دولت انگلشیہ بدربار طہران کی تحریر سے ہو رہی ہے جنکی تاریخ ایران سے مندرجہ ذیل اقتباس جسمیں شاہ عباس و سر انتونی شرلی اور محاربہ ٹرکی و ایران کے حالات کافی مندرج ہیں ناظرین کی آگاہی کے لیے بجنسہ دیدیا جاتا ہے۔

بالجملہ در ہمیں ایام بود کہ دو نفر از بجبائے انگریز کہ بشرافت خاندان و شہامت سپاہیگری اشتہار داشتند بایران رفتند و ایشان دو برادر بودند برادر بزرگتر سر انتونی اسباب رفتن بایران خود را می نویسد و در شرحیکہ از واردات سفر خود نوشتہ میگوید کہ ارل آف اسکس او را ترغیب کرد با چند نفر از مردان کار دیدہ بعد دیوک اف فرارکہ دران اوقات با پاپ نزاع داشت برود لاکن قبل از وصول بمنزل مقصود ڈیوک منقاد گشتہ و نزاع رفع شدہ بود امان چون مبلغی خرج و وقتی صرف و امیدی قطع شدہ بود ازل نخواست بدون آنکہ امرے صورۃ بہم رسد مایوس مراجعت کند سیاد نوشت کہ بایران برود بدان سبب کہ چون ابواب تجارت ایران از خشکی باروم و روس و از دریا با پرتگال و ہلند مفتوح بود اہالی انگلند نیز دران اوقات بفکر افتادہ بودند رفقائے سفر سر انتونی برادرش سر رابرٹ شرلی و بیست و شش نفر تبعہ وے بودند ہمہ با اسب و یراق و اسباب و سامان شائستہ و در کسانیکہ ہمراہ بودند بعضے مرد مے بودند کہ از علوم و صنائع ربطے داشتند و یکے خصوصاً مذکور است کہ در توپ ریزی مہارتے تام داشت سر انتونی ایلچی بود و نہ بر خود نام ایلچی گذاشت و وقتے بہ قزوین رسید کہ عباس در خراسان بود و چون بعد از فتح اوزبک پادشاہ مراجعت کرد خود را بنظر وے رسانیدہ نام و نسب خود را بیان کرد و گفت کہ از اہالی انگلنڈ است و پیشہ وے سپاہگری است چون آوازہ پادشاہ ایران را شنیدہ بود خواست کہ بخدمت او افتخار جوید و ہمدر آں وقت پیش کشہائے لائق بحضرت گذرانید پادشاہ ایران را این صورت موافق مزاج افتادہ دیرا اکرامے بلیغ نمودہ بانعامات ملوکانہ و عواطف پادشاہانہ مفتخر و مستظہر ساخت تفصیل پیش کشہا و انعام پادشاہی از قرار نوشتہ خود سر انتونی این است۔ پیشکش شش جفت ادیزہ زمرد در غایت نفاست و دو جفت دیگر از زبرجد و نمکدانے و جامے مرکب از سہ قطعہ کہ در طلا نشاندہ و مینا کردہ بودند و ابریقے خوش وضع از بلور کہ قاب آنرا بشکل اژدہا ساختہ مُنقّب و مذہب کردہ بودند۔ انعام سلطان ہزار تومان نقد و چہل سر اسب ہمہ با ساخت و سامان و دو اسب را زین مذہب و بیاقوت و فیروزہ مرصع بود و مابقی زینہا بعضی نقرہ و بعضی

سے لڑائی کرنے پر آمادہ کر کے خود سر انطونی شرلی دول یورپ بالخصوص جرمنی و آسٹریا و فرانس و انگلستان اور ایران میں ترکوں کے برخلاف اتحاد قائم کرنیکے لئے یورپ کو روانہ ہوگیا وہ ابھی واپس نہیں آیا تھا کہ شاہ عباس نے ترکوں کی کمزوری سے فایدہ اٹھا کر جیسا کہ محمد ثالث کے

بقیہ حاشیہ ۲۱۷- محل کلانتہ ہون دہی شانزدہ قاطر دوازدہ شتر کہ بر آنہا خیمہ و اسباب و اسباب و آثاثہ سفر و حضر بار کردہ بودند- وزرا اینکہ جنگ با عثمانی را مصلحت نمی دانستند با وی بنائی معادات گذاشتہ و سخن او را درین باب با عباس حمل بر غرض نمودند باین معنی کہ چون دولت انگریز مذہب مسیحی دارند مصلحت خود را در معادات مسلمین بایکدیگر میدانند و این مرد را بجہت اشتعال نائرہ فتنہ بدین ملک فرستادہ اند علی یردی بیگ کہ بمنصب امیر الامرائے ارتقا یافتہ و در مودت و حمائت مہمان فرنگی یکدل و یک زبان بود برخلاف دیگران رائے میزد لاکن سر انتونی بے سبب سلطان را بجنگ عثمانی ترغیب نمیکرد بلکہ اسباب فتح و فیروزی آنجنگ را نیز بدست میداد خود میر عہدہ گرفت کہ مابین شاہ عباس و سلاطین مسیحیہ تشیید مبانی مودت کند کہ یکے از ایشان پادشاہ جرمانیا با سلطان اسلامبول در جنگ بود دلیل بر صدق او ہمین کہ وقتی کہ از جانب شاہ عباس بماموریت میرفت برادرش را در ربا رہا کرد و ہمچنین رجحتی کہ بتجبہ آموختن علم جنگ با یرانیان کشید و ہم بر معنی دلیلے قوی بود فوج پیادہ کہ عباس بجہت مقابلہ با ینگیچری ترک فراہم آوردہ در احتمال کلی دارد کہ بمدد او و رفقائے او تربیت شدند و ہمچنین منقول است کہ ایشان روش استعمال توپ را با یرانیان آموختند کاغذ ہائیکہ در باب ماموریت سر انتونی داده شد بیتوان گفت کہ غریب ترین کاغذ ہائیست کہ تا بحال بہ ہیچ ایلچی و سفیرے دادہ شدہ است پادشاہ اسلام بسلاطین مسیحیہ می نویسد کہ ہر کس معتقد مسیح است دوستی وی را قبول کند و در باب سر انتونی کہ ہمیشہ او را میرزا انتونیا خطاب میکند میگوید یکی از نجبائے انگلند است و بخواہش خود بایران آمدہ است و از وقتی کہ با من بودہ مانند دو برادر از یکقاب طعام و از یکجام آب خوردہ ایم و ہمچنین فرمانے دیگر بوے داد در باب اینکہ ہر کس از تجار مسیحیہ کہ تجار ایران کند جان و مالش در حمائت پادشاہ سالم و امین خواہد ماند و کسی را در اجرائے مراسم مذہب ایشان منعی نخواہد بود و ہیچیک از علمائے ملت در ان باب مداخلہ نخواہند داشت اول قرار شد کہ یکی از امیرزادگان را ہمراہ او کنند لاکن ان قرار برہم خورد یکی از صاحب منصبان متبذل را کہ در حقیقت با خدمتگار او کمی فرق داشت بسفارت جہت وے تعیین کردند و دست روس بہ سبب حسدیکہ با انگریزان دارند اعتنائے بسر انتونی نکردہ بلکہ او را قید

کے حالات میں لکھا جاچکا ہے سنہ ۱۶۰۳ء میں اعلان جنگ کر کے ترکی علاقہ پر حملہ کر دیا اور گودفری
سواران کے چند ایک رسالہ لیکر کردستان میں داخل ہوا تھا۔ مگر کرد ترکی حکام کے جبر و ظلم سے
اس قدر تنگ آئے ہوئے تھے کہ وہ سب کے سب بخوشی اس کے ساتھ شامل ہو گئے رعایا نے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۱۸ + کردند شخص مزبور را کہ مصحوب او ربود درجہ سفارت دادہ احترامات شائستہ آن
منصب نمودند و علاوہ یکی از پادریہائے پرتگز کہ سرانتونی از ایران ہمراہ بردہ وا، بعوض مجتہائے آواز و
بدگوئی میکرد در دربار روس معتنابہ شد و چون امپراطور روس مجلسی مقرر کرد کہ تفتیش و تفحص حرکات سرانتونی
را کردہ حقیقت حال را دریافت کنند شاہد بزرگی کہ بجہت تشنیع و تکذیب وی دران مجلس حاضر شد پادری
مذکور بود سرانتونی بالاخرہ از اکاذیب و اباطیل وی در خشم رفت و چنان مشتی برگردن وی زد کہ از پای
درآمد اہالی مجلس صورت واقعہ را بعرض پادشاہ رسانیدند. لاکن گویند ہمین حرکت موجب نجات وی شد
وطول نکشید کہ از قید رہائی یافتہ روانہ شد و بجرمانیا رفت امپراطور جرمانیا و سائر سلاطین فرنگستان وی را احترام
اعزاز نمودہ و چون سبب سفارت وی معلوم شد اظہار کمال مسرت کردند زیرا کہ دولت عثمانی دران اوقات سبب
وحشت جمیع فرنگستان بود خلاصہ شاہ عباس بہ محاربت مبادرت جستہ اول بنہاوند تاخت و آن را گرفتہ
استحکامات آنرا با زمین یکسان ساخت و در آن وقت محمد ثالث بر تخت قسطنطنیہ متمکن بود در ہمان سال کہ
فتح نہاوند دست داد شاہ عباس چنان وانمود کرد کہ عازم فارس است و با حضار جمیع لشکر فرمان داد و بعد از این
بہانہ رفتن مازندران حرکت کرد و چون باذربایجان رفت اخفائے ضمیر اگرچہ لازم بود لاکن امکان نداشت
مشکل ہمہ آنست کہ تا مشکل خود را گفتن نتوانیم و نہفتن نتوانیم لاجرم با حضار رضا دید قوم و رؤسای سپاہ فرمان داد
ایشان از رعایات تام و ننگ و لحاظ حب وطن یاد آوری کردہ بر ضریح مقدس علی سوگند داد کہ یار وی در محاربہ با
دشمنان ملک و عدوی آل پیغمبر یکدل باشند علی پاشا کہ سردار عساکر عثمانی در آذربایجان بود در آن وقت
بکردستان رفتہ بود و چون خبر حرکت لشکر ایران را شنید بشتاب ہر چہ تمام تر مراجعت کرد لاکن شکست خوردہ
دستگیر شد و بتبریز کہ سہ سن در آنجا حاکم بود متصرف گماشتگان پادشاہی آمد ہنوز این فتح بانجام نرسیدہ
بود کہ سپاہ ایران ایروان و بغداد را محاصرہ کردند ایروان بسہولت مسخر شد لاکن چون جغال اوغلی سردار لشکر
رومی از اطراف مملکت جمع آوری قشون کردہ متوجہ حرکت بود نیان بود شاہ عباس علی وردی خان را کہ بمحاصرہ
بغداد اشتغال داشت طلبیدہ روی بدشمن نہاد و سپاہ ترک زیادہ بر صد ہزار و ایرانیان قریب شصت ہزار
بودند و باینحال اگرچہ جمیع امرائے لشکر برخلاف آن رای زدند شاہ عباس عزم کرد کہ با دشمن مصاف دہند

بمقام نہاوند تبریز کے ترکی گورنر کو شکست فاش دیکر۔ تبریز اریوان فارس اور کل صوبۂ آذربائیجان کو فتح اور بغداد کا محاصرہ کر لیا۔ دربار قسطنطنیہ ایرانیوں کے مقابلہ کے لئے تیاریاں کرنے ہی لگا تھا کہ محمد ثالث فوت ہو گیا۔ احمد نے جنگ ہنگری کی طرح شاہ عباس کے مقابلہ پر بھی فوج بھیجی مگر ایرانی لشکر برابر فتحیاب ہوتا رہا۔ ترکی فوج ہزیمت یاب ہوکر منتشر ہو گئی۔ اور ایرانیوں

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۱۹۔ چوں تقارب فئتین وتلاقی فریقین دست داد سوارہ ترک حرکت کردہ وچند سوارہ تکمیل صف پیادہ با توپخانہ روانہ شد چوں نزدیک رسیدند عباس حکم کرد کہ علی ویردیخاں با جمعی قلیل از سواران دور زدہ از جانب غنیم در حرکت آیند وباو می گفت کہ در حرکت بقدری مسافت قرار بدہد کہ تا در ساقہ لشکر در نیاید خصم خبردار نشود وچوں وقائع دشمن بدست آمد جمعیت خود را بقدر امکان در اطراف پراگندہ نمودہ چنیں وانمود کند کہ بنحواہد بر حریف حملہ برد علی ویردی پے کار خود رفت وچوں غبار ایں لشکر ساطع شد ترکان چناں دانستند کہ ایرانیان خیال نمامی ارد دارند وبایں سبب عمدہ لشکر در عقب است بنا بریں بیشتر سپاہی کہ در پیش بودند مامور بمقابلہ ایشان شد در وقتی کہ تنور حرب گرم است ایں قسم حرکت بدون خطر فقط سپاہ منظم مے تواند کرد ودر لشکر بے ترتیب کہ نظام افراد ہر حرکت حادثہ دلیعقب علی التحقیق سبب اختلال واغتشاش است وزود بجائی میرسد کہ چارہ پذیر نیست لہذا افواجی کہ برگشتند تقریباً بر جمیع سپاہ ترک وایرانی بیقین غنی کہ ہزیمت کردہ اند وشاہ عباس ایں معنی را دریافتہ یکبارہ با تمام لشکر حملہ برد ترکان بگمان اینکہ ہمراہان ایشان روی از معرکہ برتافتہ اند پائے ثباتشان از جا کندہ شد وایرانیان بخیال اینکہ اتراک قبل از ستیزہ زہیم روی بگریز آوردہ اند بادلی قوی وعملی فسیح حملہ بردہ باساتی خصم را از پیش برداشتند سواران روی انچہ لازمہ شجاعت وجلادت است بکار بردند اما چون کار از دست رفتہ بود فائدہ مترتب نگشت پنجنفر از پاشایان بقتل رسیدند وپنجنفر بقید اسار گرفتار شدند ترکان از ہزیمت پراگندہ میدان رزم را با بیرغیان گذاشتند اگرچہ جنگ قبل از غروب آفتاب تمام شد اما ایرانیان تا چند ساعت بعد ترکان را تعاقب کردند بعد ازیں فتح حکایتی روی داد کہ چون کاشف از مخصوصات آن زمان است قابل شنیدن است گویند کہ شاہ عباس چوں میدان را خالی دید ہم در وسط بیابان نشستہ با امرا بعضی از اعاظم سطر صحبت میداشت مقارن ایں حال جوانی رسید شخصی قوی ہیکل وسپاہی شکل را اسیر کردہ بنظر رسانید پادشاہ پرسید کیستی آن شخص گفت از اکراد کہری اتفاقاً یکی از صاحب منصبان شاہی کہری بود کہ رستم بیگ نام داشت وشاہ میدانست کہ دعای خونی با قبیلہ ایں اسیر بودہ است گفت او را برستم بیگ بسپارند ورستم بیگ قبول نکردہ عذر خواست کہ اگرچہ انتقام اقتضای خون ایں شخص را میکند الا اینکہ من تقرر کردہ ام کہ از دشمن ذلیل ۔۔ ستہ انتقام نکشم پادشاہ سرہنگ قزلباش را گفت گردن وی را

نے ڈاکہ زنی شروع کرکے پھر ایشیاے کوچک میں پرانی بغاوت کو تازہ کر دیا۔ ناسک
پاشا نے دریار اور برتمیس کے قریب باغیوں کا مقابلہ کیا جس میں اُس کی فوج کا حصۂ کثیر
قتل ہوا۔ اور وہ محض اپنے گھوڑے کی تیز رفتاری کے طفیل جانبر ہوا۔ اُس نے اپنی

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۰۸)
بزندگر دبیچارہ چون این حکم را شنید قوت کردہ ریسمانی کہ وے را بر آن البستہ بودند از ہم گسیخت و دست
بہ خنجر بطرف شاہ عباس دوید شاہ بطرف وی رفت و حصار ہند پادشاہ دویدند اما بسبب حرکت بی تحاشی ایشان
ہمہ چراغہای یکدفعہ خاموش شد و در آن تاریکی کسی را یارای نبود کہ دست برآورد مبادا کہ ندانستہ پادشاہ را
آسیبی برسد لہذا دہشت برہمہ غلبہ کرد بعد از دقیقہ بادشاہ آواز داد کہ دستش را گرفتم چراغ آوردند و بیچارہ اسیر را
پارہ پارہ کردند و شاہ عباس دوبارہ نشستہ تا نیم شب بتجرع اقداح بادۂ ناب و تماشای سرہای دشمنان کہ علی التوالی
میاوردند مشغول بود یکی از مورخان فرنگستان می نویسد کہ عدد سرہا یکہ در آن شب بنظر وی رسانندند بہ بیست ہزار
پانصد و چہل و پنج رسید از ین تاریخ تا شاہ عباس در حیات بود دیگر ترک را یارای مقاومت نماند ایرنیان متوالیاً اتراک
را از سواحل بحر خزر و آذربایجان و کردستان و بغداد و موصل و دیار بکر بیرون کردہ و بضرب شمشیر شاہ عباس جمیع
ممالک مربوطہ منضم بسلطنت ایران گشت عثمانی آنچہ در حیز امکان داشت بجہۃ اینکہ فتوحات خود را از دست ندہند نمودند حتی این
کہ وقتی از دشت قبچاق معاونت خواستند لاکن با اینحال عساکر متفقہ با قراچی خان سردار ایرانی قریب شبلی کہ کاروان
سرائے کوچکی ہست مابین سلطانیہ و تبریز مصاف دادہ شکست فاحش یافتند پاشاہای وان و ارض روم دراں معرکہ
کشتہ شدند خلیل پاشا سر عسکر عثمانی در کاغذی کہ با ایلچی انگریز در قسطنطنیہ می نویسد ادعای فتح میکند و میگوید کہ قراچی
خان تبریز را بلشکر ترک رہا کردہ تا یغما کنند اما ہم قبول میکند کہ در جنگی کہ بعد از اں در نزدیکی شبلی واقع شد قدری از
لشکرش تباہ شدند و این عبارت در اینگونہ کاغذہا اقرار باشکست خوردن است بالجملہ این آخرین جنگی است کہ در عہد عباس
قابل ذکر است و بعد از ان تا ایام حیات شاہ عباس طلبین ایرانی و عثمانی مصالحہ بود در لی اگرچہ دو دولت ہم از مصافات میزدند اما باندک
خیال فایدہ مکرر رجوع بمعادات داشتند و رسم معمولی این بود ہر وقت میخواستند اظہار عداوت کنند سر حدداران اغوای بتعدی سکر دہ
و از طرفین بنا بر مصلحت وقت و تدابیر ملکی یا معاندت می ورزیدند یا مسالمت می طلبیدند حقیقت این است کہ تعصب مذہبی
نیز مکرر سبب نزاع مابین دو ملت می شد چنانچہ مورخان شیعہ ہر وقت ذکر قتل و فوت یکی از عسکرہای سنی میکنند سر ش
را بجہنم میفرستند چنانچہ گویا مقام مخلوص و شائت این طائفہ ہست استرداد بغداد نجف و کربلا و کاظمین و سامرہ در نظر اہالی
ایران از جمیع فتوحات شاہ عباس بہتر مینمود بسبب اینکہ بلاد متبرکہ مدفن علی و جمعی از اولاد و دست شاہ عباس نہایت
از دیاد ارادت و عقیدت خلق نسبت بوی جہد بلیغ داشت و چون ملاحظہ شود کہ از روے مذہب وارث حضرت اولیاے
اردبیل بنفس نفیس ماحی اعداے ملت و دولت و حامی حوزہ مذہب و شریعت اہالی ایران بود ہیچ عجب نیست

شکست کی خبر خود سلطان کو جا کر دی اور کل الزام وزراء کے سر تھوپا۔ اس نے سلطان سے بذات خود میدان جنگ کو جانیکی باصرار درخواست کی۔ اور سلطان نے فوری جوش میں آکر حسب معمول فوج کے خیام و کمپ کو باسفرس کے ایشیائی ساحل پر نصب کیے جانیکا حکم دیدیا۔ اور اپنی والدہ کے ماتم کا چہلم ختم ہونے کا انتظار کرنے کے بغیر ہی غنیم کے مقابلہ پر جانے کو تیار ہوگیا +

ایک ایشیائی مورخ لکھتا ہے کہ "احمد برائے مقابلہ روان شد و از فوج ایران جنگیدہ مراجعت فرمود۔ دریں سفر از برف، سرما و امراض لشکر روم بسیار تباہ و خراب گشت" مسٹر رٹل اور مسکانی لکھتے ہیں کہ "وہ بروصہ سے جو ترکی قوم کا مہد ہے آگے نہ گیا۔ اور چھ اول سلاطین کے مزاروں کی زیارت کر کے واپس آگیا۔ جہاں ینگچریوں نے پہر فساد شروع کر دیا تھا" مگر سر ایڈورڈ کریسی بحوالہ ترکی مؤرخ نائمہ اس کے بالکل برعکس مندرجہ ذیل قصہ تحریر فرماتے ہیں "۱۶۰۶ء میں سلطان کی دیوان میں جس کی عمر اس وقت سترہ برس کی تھی عجب سانحہ وقوع میں آیا۔ جس سے احمد اور اس عظیم الشان سلطان کے کیرکٹر اور اوصاف کا جو اس سے چالیس برس پہلے تخت قیصری پر جلوہ افروز تھا بخوبی مقابلہ ہو سکتا ہے۔ اور جس سے یہ بھی ظاہر ہو رہا ہے کہ بادشاہ کی ذات اپنے اوصاف کے لحاظ سے دوسروں پر کس طرح بالضرور اچھا یا برا اثر پیدا کرتی ہے۔ یہ تماشا مئی کے مہینہ میں ہوا۔ فوجی علم اس امر کے اعلان کے لئے کہ براعظم ایشیا میں محاربہ کیا جانیوالا ہے۔ باسفرس کے ایشیائی ساحل پر نصب کیے جاچکے تھے اور اس وقت اس کودرہ میں فوج جمع ہو رہی تھی۔ جس کی نسبت امید تھی کہ خود نوجوان سلطان اس کو لیکر ایران کے مقابلہ پر جایئگا۔ دیوان (مجلس وزراء و ارکین سلطنت) وزیر اعظم کے محل جمع ہوا۔ اور سلطان بذات خاص اس کا میر مجلس تھا احمد نے اپنے وزیروں کو اس طرح سے مخاطب کیا۔ محاربہ کے لئے اب مناسب وقت نہیں رہا۔ بہت دیر ہو گئی ہے۔ سامان رسد دھسناس گران اور کمیاب ہیں۔ کیا ہم کو آئندہ بعض پر ملتوی کر دینا بہتر نہیں ہوگا؟" بادشاہ کی زبان سے خلاف توقع یہ تقریر سنکر کل مجلس ششدر رہ گئی اور سب پر خاموشی کا عالم چھا گیا۔ آخر مفتی

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۰۱ ۔ گر ادرا سجدہ کنند لاکن اگرچہ بتوال بر مورخان ایران اعتماد کرد و احترام خلق نسبت باین بادشاہ نہ بجہتہ امور مزبورہ بودہ است بلکہ خود وی را صاحب مقامات عالیہ و کرامات متعالیہ میدانند چنانچہ مذکور است کہ روزی در اردبیل شاہ عباس داخل مطبخ سرا رفتہ و سر پوش یکی از ظروف کہ پادشاہ بجانب آن حرکت میکرد دو دفعہ از روی طرف بلند شد بقدر دو معتدبہ بنوعی کہ اہل سرای مطبخ و امرای خاص کہ در آن وقت ہمراہ بودند دیدند و این واقعہ در سنہ ۱۰۱۹ ہزار و نوزدہ ہجری اتفاق افتادہ صاحب زبدۃ التواریخ گوید کہ در وقوع قضیہ مذکورہ ہیچ شائبہ شک و ریب نیست +

نے جس کی دلی مگر بے سود تمنا تھی کہ احمد سلیمان اعظم کی تقلید کرے - مہر سکوت کو توڑکر جواب دیا۔ تو پھر کیا ان فوجی علموں کو جو دول اجنبیہ کے اس قدر سفراء کے روبرو نصب کئے گئے تھے واپس منگوا لینا مناسب ہوگا؟ - اگر مہم کا التوا لابدی ہو تو فوج کو کم از کم حلب بھیج دیا جائے کہ موسم سرما وہاں بسر کرے اور اس اثناء میں گودام اور ذخیرے جمع کر لئے جائیں "۔ بادشاہ نے قطع کلام کرکے کہا "حلب جانے سے کیا فائدہ ہے"۔ مفتی نے ثابت قدمی کے ساتھ جواب دیا "اس کا یہ فائدہ ہے کہ ہمارے خیام و اعلام کی جو نصب کئے جا چکے ہیں عزت برقرار رہیگی۔ خود سلطان سلیمان نے مہم نخشیوان کے وقت حلب میں موسم زمستان بسر کرکے موسم بہار کے شروع ہونے پر غنیم پر حملہ کیا تھا"۔ اسیر احمد نے کہا کہ "اچھا فرہاد پاشا فوج کا ایک حصہ لیکر آگے چلا جائے۔ تاکہ خیمہ و خرگاہ کو واپس نہ لانا پڑے"۔ مفتی نے سوال کیا "خرید گودام کے لئے کیا اوسے زر مطلوبہ بھی دیا جائیگا؟"۔ سلطان نے کہا "خزانہ خالی پڑا ہے۔ میں روپیہ کہاں سے دوں؟"

مفتی "مصر کے خزانہ سے"

سلطان "وہ خزانہ میرے صرف خاص کے متعلق ہے"

مفتی "خداوند نعمت۔ تمہارے نامور جد بزرگوار سلطان سلیمان نے مہم ذیجات سے پہلے سونے اور چاندی کا اپنا کل خزانہ اور سامان ٹکسال کو بھیج دیا تھا"

اسیر احمد نے چین بجبیں ہوکر کہا "آفندی تم نہیں سمجھتے۔ اب زمانہ بدل گیا ہے جو کچھ اس وقت شایان تھا وہ اب مناسب حال نہیں ہے" یہ کہکر اس نے مجلس کو برخاست کر دیا۔ اور نتیجہ یہ ہوا کہ فرہاد پاشا جسے ترکوں نے دلی فرہاد (بیوقوف فرہاد) کا خطاب بالکل درست دیا ہے۔ روپیہ یا گودام کے بغیر ہی فوج کا ایک حصہ لیکر روانہ ہو پڑا۔ فوج نے رستہ میں بغاوت کر دی اور باغیوں کی پہلی ہی فوج سے جسکے ساتھ اس کا ایشیا کوچک میں مقابلہ ہوا اوسے شکست فاش دیکر تتر بتر کر دیا۔

الغرض عباس کی فتوحات کے سیلاب کو ترکی گورنمنٹ بالکل نہ روک سکی۔ وہ ۱۶۱۲ء تک برابر فتحیں پاتا رہا۔ آخر سن مذکور میں دونوں فریق میں صلح ہوگئی جس کے رو سے ٹرکی نے وہ تمام علاقہ جو سلیم ثانی کے بعد ایران سے فتح کیا تھا واپس کرکے اس کے وقت کی سرحد کو منظور کر لیا۔ شاہ ایران کو اس محاربہ میں ایشیا کوچک کی اندرونی بغاوتوں سے بھی بہت مدد ملی۔ ذوالحسن کی اطاعت سے بغاوت کی بیخکنی نہیں ہوگئی تھی۔ اس کے بعد دوسرے سرداروں یکے بعد دیگرے علم بغاوت برپا کر دیا۔ احمد نے مراد پاشا وزیر اعظم کو باغیوں کی سرکوبی پر جسکے ساتھ مفرور سپاہی بھی شامل ہوگئے تھے۔

روانہ کیا۔ وہ اُن کی ایک جماعت کو مغلوب کرنے میں مصروف تہا۔ کہ ایک دوسرے گروہ نے جو قلندر اوغلی سرغنہ باغی کے ماتحت تھا شہر بروصہ کو جلا دیا اور باسفرس سے اس قدر قریب ہوگیا کہ سلطان کو قسطنطنیہ کی حفاظت کے لئے کل جوان سکنائے شہر کو مسلح کرنا پڑا۔ مگر باغیوں کو دار الخلافہ پر حملہ آور ہونے کی جراُت نہ پڑی۔ وہ کرمانیہ کی طرف روانہ ہوگئے۔ اور راستہ میں وزیر اعظم نے اچانک حملہ آور ہوکر اُن کو تقریباً نیست و نابود کردیا۔ جو باقی بچ رہے وہ ایران میں چلے گئے۔ جہان شاہ عباس نے اُن کو اپنی فوج میں بہرتی کرلیا۔ مراد نے باغیوں کے آخری گروہ کا بہی جو خلیل طویل کے ماتحت تھا قلع قمع کرکے ۱۰۲۱ھ؁ میں ایران کیطرف پیشقدمی کی۔ لیکن شاہ نے گفتگوے مصالحت کی سلسلہ جنبانی شروع کردی جو جنگ کرنیکے قابل موسم کے کُل دوران میں جاری رہی۔ اور ابہی قطعی نتیجہ مرتب نہ ہوا تھا کہ نود سالہ پیر جوانمرد مراد جس کو ترکوں نے جامع اجزا متفرقہ سلطنت کا خطاب دے رکھا تھا رحلت کرگیا۔ آخر کار باب عالی نے مندرجہ بالا شرائط پر ایران سے ۱۰۲۶ھ؁ میں تمہیدی صلح کرلی۔ سرغنہ باغیوں میں جان پولاد حاکم کردستان اور امیر فخرالدین حاکم کوہ لبنان بھی شامل تھے۔ اول الذکر شکستیاب ہوکر حوالیٔ حلب میں مارا گیا۔ اور فخرالدین دروزعربوں کے امیر نے جو ابہی ہمیشہ سرکش اور برسر فساد رہتے ہیں۔ اطاعت قبول کرلی +

ہنگری میں آسٹریا والوں سے لڑائی جاری رہنے کا اوپر مجمل اشارہ ہوچکا ہے جب باب عالی کو ایران اور باغیوں کی طرف سے ایشیا میں سخت مشکلات لاحق ہوگئیں تو اُس نے آسٹریا سے صلح کرلینا قرین مصلحت تصور کیا۔ اور ۱۱ نومبر ۱۶۰۶ء؁ کو فریقین میں بمقام ستواتورک صلح کا معاہدہ ہوگیا۔ جسمیں ٹرکی نے ایشیائی خطرات کی وجہ سے اور آسٹریا نے ہنگری کی مخالفت اور اندرونی نزاع اور متواتر ناکام محاربوں کے باعث ایک دوسرے کو بہت سی رعائتیں دیں۔ آسٹریا ہنگری سجسمنڈ باتھوری کے مرنے کے بعد اپنے ماتحت کرنا چاہتا تہا۔ اہالی ہنگری نے حاکم مرحوم کے بھتیجے بوسکوئی کو اپنا حاکم منتخب کیا۔ اور سلطان سے امداد و حمائت کی درخواست کی باب عالی نے ۱۶۰۵ء؁ میں بوسکوئی کو ٹی انفورسند حکومت عطا کردی۔ اس سے آسٹریا نے چوکنا ہوکر ہنگری سے معاہدہ کرکے بوسکوئی کو اس شرط پر ٹرنسلونیا اور ہنگری کی ان اضلاع کا جو باتھوری کے ماتحت تہے حاکم تسلیم کرلیا کہ اُسکے مرنیکے بعد یہ علاقہ سلطنت آسٹریا سے ملحق کرلیا جائے گا۔ معاہدہ ستواتورک میں باب عالی نے پہلی مرتبہ کسی عیسائی بادشاہ کو مساوی درجہ پر تسلیم کیا۔ دو لاکہہ کرون[1] کی یکمشت رقم کے عوض تیس ہزار ڈیوکٹ

---

[1] انگلستان کا نقرئی کرون پانچ شلنگ کے برابر ہے۔ دیگر ممالک میں کہیں ایک شلنگ اور بعض میں اس سے کم بیش کا ہے۔ قدیم طلائی کرون تخمیناً دس شلنگ کا ہوتا ہے

کا سالانہ خراج جو آسٹریا سلطان کو بنام تہادتحفہ دیا کرتا تہا موقوف کر دیا گیا۔ اور قرار پایا کہ ہر تیسرے برس دونوں سلطنتوں کے سفرا حسب مرضی خود حسب مالیت کے چار میں ایک دوسرے بادشاہ کے دربار میں تحائف لایا کرینگے۔ اس سے پہلے سلاطین گفتگوئے مصالحت پر ادنے درجہ کے ملازم مامور کیا کرتے تھے۔ اور اس قسم کے لوگوں کو سفیر بناکر عیسائی بادشاہوں کے درباروں میں بھیجتے۔ اس وقت سے یہ دستور بند کر دیا گیا۔ اور شرط کی گئی کہ آئندہ سنجق بے کے رتبہ سے کم درجہ کا آدمی سفیر بناکر نہ بھیجا جایا کریگا۔ پہلے کل معاہدے قطعی نہیں ہوا کرتے تھے۔ سلاطین عثمانیہ اسمیں کسرِ شان سمجھکر مسیحی فرمانرواؤں کے ساتھ جیسا کہ بڑے چھوٹوں سے سلوک کرتے ہیں محض عارضی التوائے جنگ اور قلیل المدت مصالحت کا اقرار کیا کرتے۔ علاوہ ازین کل اقرار نامے ترکی زبان میں لکھے جاتے اور دوسرے فریق کے سفراء کو اسے پڑہنے یا مطلب سمجھنے کے بغیر اسپر دستخط کرنے پڑتے تھے۔ اس معاہدہ کو آسٹریا کے سفراء نے ترجمانوں کے ذریعہ سے اچھی طرح پڑتال کر لیا۔ الغرض ستواتورک کے معاہدہ میں پہلی مرتبہ مساویانہ اغراض کا لحاظ رکھا گیا۔ اور اس نے نہ صرف عثمانی فتوحات کے سیلاب کے انتہائی مقام کو ظاہر کر دیا۔ بلکہ سمجھدار دنیا پر ٹرکی کی کمزوری اور انحطاط کو بہی واضح کر دیا۔ اور کارلووز کے معاہدہ کیلئے جو ٹرکی کے حق میں اس سے بہی زیادہ مضر تہا۔ رستہ صاف کر دیا۔ شاہ ٹرینسلونیا کو بھی لبطور فریق اس معاہدہ میں داخل کیا گیا۔ مگر اسے کامل آزاد۔ نہ تسلیم کیا گیا۔ حاکم ہنگریا کو کہئی اضلاع کا خود مختار فرمانروا تسلیم کرکے صرف چند اضلاع ہنگریا کے لئے اسے باجگزار قرار دیا گیا۔ باہمی حملوں۔ شبخونوں اور لوٹ مار کی ممانعت کی گئی۔ اور نقصانات کی درستی اور قیدیوں کی رہائی کی شرط کی گئی۔ مقامات گران۔ لا۔ اور کنیشا ترکوں کے پاس اور زآب دکوموں آسٹریا کے پاس رہے۔ ریاستہائے آسٹریا وہنگری و پرسبورگ نے ۱۶۰۸ء میں اس معاہدہ کی تصدیق کی۔ اور ۱۶۱۵ء میں بمقام وائینا آخری وقطعی عہدنامہ ہوکر اس کی شرائط کو بیس برس کے لئے بحال کیا گیا۔

سلطنت عثمانیہ کی خوش قسمتی تہی کہ اس زمانہ میں جرمنی میں پروٹسٹنٹ اور رومن کیتہولکوں کے باہمی مذہبی نزاع سے وہ جنگ عظیم شروع ہوگئی جو جنگ سی سالہ[1] کے نام سے مشہور ہے اور جس نے حکمران خاندان آسٹریا کو ترکوں کی کمزوری سے فایدہ اُٹہاکر دریائے ڈنیوب پر سلسلہ بلقان کیطرف فاتحانہ پیش قدمی

[1] یہ لڑائی ۱۶۱۸ء میں شروع ہوکر ۱۶۴۸ء میں وسٹ فیلیا کے معاہدہ صلح پر ختم ہوی جنگ سی سالہ دراصل کئی محاربوں کے سلسلہ کا نام ہے۔ رمولف۔

کرنے کی بجائے خود اپنی ہی سلطنت کی سلامتی و حفاظت کے لئے اٹھائی یوہیمیا و ڈنمارک و سویڈن فرانس اور ہیسپانیہ کے ساتھ مصروف کارزار رکھا۔ جرمنی کے بعد اسوقت جرمنی و آسٹریا ایک ہی خاندان کی ماتحت تھے، ٹرکی کی بڑی دشمن سلطنت ہسپانیہ تھی۔ مگر فلپ ثانی کی وفات کے بعد یہ ریاست سلیمان کے بعد ٹرکی کے انحطاط سے بھی زیادہ سرعت اور باقاعدگی کے ساتھ زوال پذیر ہوگئی روس کی حالت زار ایوان ظالم کے عہد کے آخری حصہ میں بالکل ابتر ہوگئی تھی۔ اور اُس کے مرنے کے بعد متواتر بغاوتوں اور خانہ جنگیوں نے جو خاندان رورک کے خاتمہ اور موجودہ حکمران خاندان روما نوف کے صاحب تاج و تخت ہونے پر ختم ہوئیں سلطنت کو تباہ کر دیا ہوا تھا۔ اور جب روما نوف خاندان کا پہلا بادشاہ میخائیل فیوڈورویچ اول تخت نشین ہوا تو اُس کا کل عہد حکومت (از سنہ ۱۶۱۳ء تا سنہ ۱۶۴۵ء) روسی قوم کو تباہی و بربادی اور طوائف الملوکی سے بچانے پر صرف ہوا۔ اور اسے ممالک اجنبیہ پر دست درازی کرنے کا کوئی موقعہ یا طاقت نصیب نہ ہوئی فرانس جیسا کہ اُس کے سفیر برادی کی تحریرات کے خلاصہ سے جو آگے درج ہیں معلوم ہو جائیگا۔ ٹرکی کا دوست یا کم ازکم مخالف نہ تھا انگلستان کا گو ایک شریف النسب فرزند سر انطونی ٹرکی کو بہت کچھ نقصان پہونچانیکا باعث ہوا مگر گورنمنٹ انگلشیہ ٹرکی کی اگر دوست نہیں تو دشمن بھی نہ تھی۔ اور اگر یہ دونوں دشمن بھی ہوتے تو وہ سترہویں صدی کے ابتدائے نصف میں اپنے اندرونی جھگڑوں میں ایسے مبتلا رہے۔ کہ بلاد مشرق میں فتوحات عظیم کا خیال ان کے دماغ میں داخل ہی نہیں ہو سکتا تھا۔ قصہ مختصر ٹرکی کی اس انتہائی کمزوری اور تباہی کے زمانہ میں جو سترہویں صدی کے پہلے تیس برسوں تک قایم رہا۔ اور جسے آخر سلطان مراد چہارم کے زبردست ہاتھوں نے اپنے عہد کے آخری سات برسوں میں روکا۔ مگر جو ارل کیوپریلی کے سنہ ۱۶۵۶ء میں وزیر اعظم ہونے تک مراد کے کمزور اور عیاش جانشینوں کی بدولت بہر جلدی سلطنت عثمانیہ پر مستولی ہو گیا تھا۔ اور کوئی اول درجہ کی یورپین طاقت اس قابل نہ تھی کہ ٹرکی پر حملہ آور ہو+

اس زمانہ میں سب سے خطرناک دشمن ایران تھا۔ مگر گو کوہ طارس سے مشرق کیجانب کے ٹرکی مقبوضات تک بڑھ آنے کا جو سلطنت عثمانیہ کا دل و جگر ہیں (یعنی ایشیا کوچک) بہت ہی کم اندیشہ تھا۔ یورپ میں سلطنت عثمانیہ کو اس وقت زیادہ تر ریاست وینس و پولنڈ سے نبرد آزما رہنا پڑا۔ صلح ستواتورک سے تھوڑا عرصہ بعد بوسکوی مر گیا۔ مگر اہالی ٹرینسلوینیا نے اپنا ایک آسٹریا کے سپرد کر دینے سے انکار کر کے بابعالی کی حمایت میں پہلا بہمنہ را گوا کو

پھر جبرئیل باتھوری اور سب سے آخر بتہیلم گابور ابیت الگیم گبیر کو جو خاندان آسٹریا کا جانی دشمن۔ سلاطین عثمانیہ کا وفادار معاون اور ۴۲ معرکون میں شامل ہوا اپنا بادشاہ بنایا۔ اس فرمانروائے فرمان عطا رے حکومت کے رو سے معاہدہ کیا کہ بیرو ایشیا مالڈیویا کے باجگزار عیسائی حکام کو اپنے علاقہ میں کوئی اراضی یا قلعہ نہیں لینے دونگا۔ اور اگر یہ سلطان کی اطاعت سے سرتابی کریں گے تو ان کو پناہ نہیں دونگا بلکہ گرفتار کر کے قسطنطنیہ بھیجدونگا۔ اس معاہدہ سے ٹرکی نے ان دونون سرکش صوبون کو دوسری عیسائی سلطنتون سے بالکل علیحدہ کردیا۔ آسٹریا پہلے تو بہت گھبرایا۔ مگر اندرونی تنازعات کے باعث ٹرکی سے بگاڑنے کی جرات نہ کرسکا۔ پولنڈ نے ۱۶۰۹ء میں محمد ثالث کے وقت کے معاہدون کی دوبارہ تجدید کراکر کاسکون (قزاقون) کو مالڈیویا پر چھاپے مارنے سے روکنے کا ذمہ لیا۔ اور بابعالی نے بجائے خود پولنڈ کو تاتاریون کی تاخت و تاراج سے محفوظ رکھنے کا۔ اسی طرح یہ اقرار ہوا کہ اگر کوئی پول ٹرکی میں مرجائے تو اس کی جایداد اوپر کوئی محصول نہ لیا جائے اور اگر کوئی ترک پولنڈ میں مرے تو گورنمنٹ پولنڈ کوئی محصول نہ لے علاوہ برین آہالی پولنڈ کو ہر وقت اپنے ہموطنوں کو زر فدیہ دیکر غلامی سے چھڑوا لینے کا حق عطا کیا گیا۔ ریاست وینس کو جو رعایات ملی ہوئی تھیں انکی بھی تجدید کردی گئی۔ اور ۱۶۱۲ء میں ہالنڈ کو بھی اب پہلی مرتبہ وہی حقوق جو انگلستان و فرانس کو عطا کئے گئے تھے صرف تجارت کے متعلق دئے گئے۔ اور ان کے مطابق عہد نامہ کیا گیا۔ اہالی ڈچ نے اس سے فائدہ اٹھاکر ٹرکی میں ۱۶۰۵ء میں تمباکو کے استعمال کو رواج دیا۔ یہ بدعت جسے پہلے کوئی جانتا تک نہ تھا۔ علما و مشائخ کی مخالفت و مذمت کے باوجود تمام ملک اور فوج میں اس قدر رائج ہوگئی کہ پچاس برسوں کے عرصہ میں ترکون کا قومی نشان ہوگیا۔ اور مفتی کو جلدی ہی اپنا فتویٰ واپس لینا پڑا۔ تمباکو کے چھوٹے بھائی قہوہ کا رواج سلیمان اعظم کے زمانہ میں ہوا تھا سخت پابند تقلید اور جابرانہ خیال کے علما و شارحین ان چیزون کی استعمال کو مکروہ کہتے ہیں۔ مگر بقول کریسی صاحب "ایشیائی شاعرون کا مقولہ ہے کہ قہوہ۔ تمباکو۔ افیون و شراب بستر راحت و آرام کے ہر چہار سر بالش اور عالم عیش و عشرت کے ہر چہار عنصر ہیں۔ اور علماء کے نزدیک یہ خرگاہ عیاشی و بدمستی کے چہار ستون اور شیطان کے ہر چہار وزیر ہیں"

سلطان احمد کے وقت نہ فقط بری فوج ہی کا انتظام ناقص ہوگیا تھا۔ بلکہ بحری فوج کی خرابی بھی کمال کو پہنچ گئی تھی علاقہ ڈان و کریمیا کے کاسکون کے بڑے اور چھوٹی چھوٹی کشتیوں کی ہوتے تھے بحیرۂ اسود میں اوراوائل ظہور میں کو بحیرۂ اسود و شمالی الجزائر میں گشت کرتے رہتے اور موقعہ ملنے پر ترکی سواحل کو

لوٹ کر پہر اپنے ملک کو واپس چلے جاتے۔ سنہ ۱۶۱۲ء مین ان لوٹیروں کے ایک بیڑہ نے بحیرہ اسود کے جنوبی ساحل کے مشہور بندرگاہ سینوپ پر جو اسوقت ایشیاء کوچک کے محفوظ ترین اور متمول ترین بنادر مین شمار ہوتا تہا اچانک حملہ آور ہوکر اوسے تاخت و تاراج کیا۔ اور انہوں نے وہاں ویسی ہی تباہی اور بربادی برپا کی جیسی کہ سنہ ۱۸۵۳ء میں انکی اولاد نے روسیون کی رہنمائی سے اس شہر میں برپا کی تہی آخر الذکر واقعہ میں بہی اچانک حملہ کیا گیا تہا۔ اور دونوں صورتوں میں ترکی بیڑہ جسکا فرض تہا کہ وہ حملہ آوروں کو بندرگاہ میں داخل ہونیسے روکتا یا کم از کم مال غنیمت لیکر واپس جاتے وقت انسے بدلہ لیتا مناسب موقعہ سے غائب تہا۔

شاہ فرانس ہنری چہارم کے سفیر کو سلطان احمد کے زمانہ میں بہی وہی اقتدار حاصل رہا جو سلطان محمد ثالث کے وقت تہا۔ وہ معاہدات کی نئے سلطان سے تجدید کراکر سنہ ۱۶۰۵ء میں قسطنطنیہ سے روانہ ہوا گو سلطنت عثمانیہ کے تمام پرزے اسوقت ڈہیلے ہو رہے تہے۔ مگر مذہبی بے تعصبی اور کل رعایا کو ایک نظر سے دیکہنے کا پرانا اصول برابر قایم تہا۔ وہ ایشیائی علاقہ کی عیسائی رعایا کی بہتری اور ترکی حکام کی بے اعتدالیون کی اصلاح کے متعلق متعدد فرامین سلطان سے حاصل کرکے ایشیائی صوبوں کے دورہ پر نکلا۔ سلطان میں باوجود باقی کل عیوب کے صفت انصاف بڑہی ایسی زبردست تہی۔ کہ اس نے فقط فرمان دینے پر کفایت نہ کی بلکہ اپنے دربار کا ایک اعلیٰ عہدہ دار خاص اس کام کے لئے بریوی کے ہمراہ کردیا کہ وہ احکام سلطانی کی تعمیل کی نگرانی کرتا رہے۔ یروشلیم میں عثمانیہ حکام نے سفیر مذکور کی نہایت تپاک سے آؤبہگت کی وہان کے مقدس کنائس اور مسیحی معبد یونانی کنیسا کے معتقد پادریوں نے لاطینی کلیسا کے معتقد پادریوں سے جو صلیبی جنگوں کے زمانہ سے ان پر متصرف تہے چہین لئے ہوئے تہے۔ سفیر کی سفارش پر سلطان نے پہر لاطینیوں کو قبضہ دلانے کا حکم صادر کردیا۔ اسکے بعد حکم کی وہ اپنے روبرو تعمیل کراکر ٹیونس اور الجزائر کی طرف روانہ ہوا۔ ان دونوں ملکوں کے بحری قزاق افسروں کے نام وہ یہ سلطانی احکام لینا گیا تہا کہ سکتا ہے ٹیونس والجیریا قزاقی چہوڑدین جن فرانسیسیوں کو غلام بنا رکہا ہے اونہیں رہا کردین فرانسیسی جہازوں سے جو مال لوٹا ہے واپس کردین۔ اور فرانسیسیوں کو ساحل باربری شمالی افریقیا پر تجارتی چوکیاں بنانے دیں۔ ٹیونس میں اسے اپنے مدعا میں کسی قدر کامیابی ہوئی۔ وہان کی حکومت سلطنت کے ساتھ اس کا باقاعدہ معاہدہ ہوگیا جسکے رو سے فرانس کی تجارتی جہاز قزاقی سے محفوظ ہوگئے

فٹ فرانس کو ذاتی اور دیگر ممالک کے ایسے جہاز جو فرانسیسی علم کی حمایت میں بحیرہ روم میں تجارت کرتے تہے لیکن ان کے ۔۔۔ دیکہو بریوی کی یادداشتیں۔

مگر الجزائر میں اُسے کسی نے نہ پوچھا۔ کیونکہ تین برس کا عرصہ ہوا تھا اُس کی شکایت پر بابِ عالی نے وہان کے
وائیسرا کو بلا کر فرانسیسی جہازوں پر تاخت و تاراج کرنے کی بابت باز پرس کی تھی۔ اور بالآخر اثبات جرم پر
اُسے سلطان کے حکم سے پھانسی دیدیا گیا تھا۔ جو طرفہ طوفان بے تمیزی کے برپا ہونے اور بے اندازہ
خرابی و بدنظمی کے زمانہ میں بھی جیسا انصاف اور سلوک سلطنت عثمانیہ میں غیر مذاہب کی رعایت کیا
جاتا تھا۔ کیا اس مہذب ترین صدی کی سب سے شائستہ گورنمنٹ میں اُس کا عشیر انصاف و عدل غیر
قوموں کے ساتھ کیا جاتا ہے؟ اس کا جواب دینے کی مجھے ضرورت نہیں۔ ساخبارہ بینوں سے افریقہ میں بلجیم جرمن
فرانس و انگلستان کی ہمدردان نبی نوع انسان حکام کی کارستانیاں پوشیدہ نہیں ہیں۔ وہ سلطنت تو ظلم و
سفاکی میں کل دنیا میں صدیوں سے بدنام چلی آ رہی ہو گورنر جنرل ایسے جلیل القدر عہدہ دار کو قزاقی سے
چشم پوشی کرنے کی پاداش میں پھانسی دے۔ اور یورپ کی مہذب گورنمنٹیں اپنے ادنےٰ ترین سپاہی
سے کئی دلیسیوں کو قتل کر دینے پر بھی باز پرس تک نہ کرنے کے باوجود ناک پر مکھی نہ بیٹھنے دین۔ اور رحم
کی مجسم پتلیاں کہلائیں۔ اگر یہ شان ایزدی نہیں تو اور کیا ہے؟

شاہان یورپ فرانس کو کفار (ترکوں) سے اتحاد رکھنے پر سخت مطعون کیا کرتے تھے۔ ڈی
بریوی نے الجزائر سے فرانس کو واپس جاکر اس اتحاد کے فوائد و ضرورت پر مدلل رسالہ شائع کیا
اور اپنے بادشاہ کو اُس پر قائم رہنے کی نصیحت کی +

ڈی بریوی کے بعد ۱۶۰۵ء میں گون ٹوٹ۔ سالگناک کا بیرن اس کا جانشین ہوا۔ اُس کے
زمانہ میں کیتھولک پادریوں کی شورہ پشتی کے سوا اور کوئی اہم واقعہ نہ گذرا۔ رومن کیتھولک کے فرقہ جسوٹ[1]
(الیسوعی) نے قسطنطنیہ میں بھی اپنے منحوس قدم جما لئے تھے۔ اور حسب معمول اُس جگہ بھی اپنی شرارتیں شروع

---

[1] اس گروہ کا بانی میانی ہسپانیہ کا ایک امیر زادہ اگناتی اس لویولا تھا۔ جو کچھ عرصہ فوج کی افسری کرنیکے بعد ٹانگ ٹوٹ جانے پر تارک
الدنیا اور عابد و زاہد ہو گیا تھا۔ زہد و اتقاء کے باعث اس کے بیشمار مرید ہو گئے۔ جنکا نام اس نے "سپاہیان یسوع" رکھا۔ وہ ۱۴۹۱ء
میں ہسپانیہ کے ایک قصبہ میں پیدا ہوا۔ اور ۱۵۵۶ء میں بمقام روم فوت ہوا۔ ۱۶۲۲ء میں کلیسائے روم نے اُسے طبقہ اولیائے دین
مسیحی میں داخل کیا۔ یہ فرقہ علم و فضل۔ پولیٹکل اقتدار اور منتقیانہ دغا و فریب کے لئے بہت مشہور تھا۔ جہاں انہی ڈیرہ ڈالے سازشیں
اور بغاوتیں برپا کرادیں حتیٰ کہ یورپ کا کوئی ملک نہیں جہاں کی گورنمنٹ نے اُسے بعد مشکل و بصد ذلت خارج نہ کیا ہو۔ یہ
فرقہ اب تک موجود ہے۔ جھوٹ کو سچ کر کے دکھاتا اور دو معنی بات کرنا انکا شعار ہے۔ زبان پر کچھ اور دل میں کچھ۔ (دیکھو ڈی
بریوبر کی کتاب) مولف +

کر رہی تھیں۔ انہوں نے مشرق کے عیسائیوں کو ابہارنے اور روما صلاح لانے کے لئے یعنی آزاد کرانے کے لئے بڑے بڑے منصوبے گھڑے۔ اور تھوڑے ہی عرصہ میں کئی مدرسہ قائم کرکے پیرایہ وعظ و تلقین شروع کر دی۔ یونانی عیسائیوں کو کلیسائی لاطینی کے ساتھ متحد و متفق کرنے میں ان کو نمایاں کامیابی ہونے لگ گئی اور عیسائیوں نے آزادی حاصل کرنے کے لئے گھروں میں ہتھیار جمع کرنے شروع کر دیئے۔ لیکن اونکی تیاریاں اور منصوبے ابھی مکمل نہیں ہوئے تھے کہ انگریزی سفیر نے بابعالی کو اطلاع کر دی کہ یہ ہسپانیہ کے جاسوس ہیں اور عنقریب سخت خرابی برپا کرنیوالے ہیں دیوان نے ان کو فوراً گرفتار کرکے قید میں ڈالدیا۔ اور چار سرغنہ مفسدوں کو پہانسی دلوادی۔ فرانسیسی سفیر نے انکی گرفتاری کی خبر سنکر درخواست کی کہ وہ فرانسیسی رعیت ہیں انکو چھوڑ دیا جائے بابعالی نے درخواست نامنظور کرلی مگر ساتھ ہی وزیر اعظم نے بیرن سالگناگ کو صاف کہدیا کہ ہم ایک صد بور اٹ پادری کی نسبت قسطنطنیہ میں دیگر فرقوں کے دس پادریوں کے ہونے کو ترجیح دیتے ہیں۔ سالگناگ ۱۶۱۱ء میں فوت ہوگیا۔ اور اس کے جانشین بیرن ڈیسی نانسی آسل ڈیی ہارلی کے زمانہ سفارت میں تذلیل و تحقیر کا وہ دورہ شروع ہوا جسنے یورپین سفراء کے اقتدار کو معدوم اور ترکی فرانسیسی اتحاد کو تقریباً کالعدم کر دیا۔ یہ اتحاد دو مختلف قالبوں میں رہچکا تھا۔ فرانسس اول اور ہنری دوم کے وقت وہ جارحانہ و مدافعانہ دونوں طرح کا تھا۔ اور ہنری سوم و ہنری چہارم کے عہد میں صرف تجارتی و دوستانہ مراسم پر محدود ہوگیا تھا۔ ہارلی کی سفارت کے آغاز سے لیکر ساٹھ برس مابعد تک اتحاد میں اور بھی فرق پڑ گیا۔ اور گھٹتے گھٹتے یہانتک نوبت پہونچگئی کہ اس کے ٹوٹ جانے کا اندیشہ ہوگیا۔ مگر وہ دونوں سلطنتوں کے لئے ایسا ضروری اور لابدی تھا کہ گو ان میں ان ساٹھ برسوں میں اکثر دفعہ رنجش و کدورت۔ باہمی چھیڑ چھاڑ ہوئے کہ علانیہ مخاصمتیں بھی ہوئیں۔ مگر پھر بھی دونوں کا میلان زیادہ تر مصالحت کی ہی طرف رہا۔ اور مشرق میں فرانس کا اقتدار اور وہاں کے عیسائیوں پر اس کا اثر بتدریج کمزور ہوا۔ اس کے تغیر کے چند ایک بواعث حسب ذیل ہیں :-

(۱) عثمانیہ سلطنت اوائل میں فرانس کے سوا باقی کل مسیحی طاقتوں سے محاربانہ تعلق کے سوا اور کوئی واسطہ نہیں رکھتی تھی لیکن جب اسنے تنہائی و کنارہ کشی کو چھوڑکر دوسری سلطنتوں سے بھی اتحاد و اتفاق کرنا شروع کر دیا تو خود بخود فرانس کے دوسرے رقیب بھی پیدا ہوگئے۔ اور ترکی دوستی کا وہ اکیلا مالک نہ رہ گیا فرانسیسیوں کے سوا دیگر اقوام کے آدمیوں کے صلاح و مشورہ کو بھی بابعالی میں دسترس ہوگئی اور فرانس کے دشمنوں نے ترکوں کی کم علمی سے فائدہ اٹھاکر ان کو اپنے قدیم

اور پہلے کو دونوں سے برگشتہ خاطر کر دیا +

(۲) فرانس نے ابتداء میں فی الحقیقت صرف خاندان آسٹریا کو نقصان پہونچانیکے لئے عثمانیوں سے اتحاد پیدا کیا تھا۔ اس کی اب پہر اسی خاندان سے لڑائی ہونیوالی تھی۔ مگر اب اسے ترکوں کی امداد کی چنداں پروا نہیں تہی جرمنی کے پراٹسٹنٹ اس غرض کے لئے کافی تہے۔ علاوہ برین جنگ سی سالہ میں فرانس کے مشہور وزرا رواشیلو اور مزارین نے فرانسیسی ترکی اتحاد کو پہر ابتدائی حیثیت میں لانے کی کوئی ایسی بڑی کوشش نہ کی +

(۳) تقریباً کل سترہویں صدی میں ترکی سلاطین اس قماش کے گذرے جو جاہل وعیاش ہونے کے ساتھ ہی متعصب بھی پرلے درجہ کے تھے۔ اور ان کے مصاحب اسبارہ میں انسے بھی بڑھکر تھے۔ وہ عیسائیوں کے ساتھ راہ و رابطہ پیدا کرنے کو پسند نہیں کرتے تھے اور جب جی چاہا معاہدوں اور اقراروں کو توڑ دینا کوئی بڑی بات نہیں سمجھتے تھے چنانچہ اس زمانہ میں عیسوی سلطنتوں سے جو لڑائیاں ہوئیں وہ کسی ملکی غرض ومصلحت کے لئے نہیں ہوئی تھیں۔ انکا مدعا صرف آتش تعصب کو سرد کرنیکا ہوتا تھا۔ مزید برآں انہوں نے ریاستہائے شمالی افریقہ کو قزاقی کی باضابطہ اجازت دیدی تھی۔ جس سے عیسائی طاقتیں بالعموم اور فرانسیسی بالخصوص ناراض ہو گئے +

(۴) آخری مگر سب سے بڑا باعث یہ تھا کہ اس زمانہ میں جس قدر فرانسیسی سفیر قسطنطنیہ گئے۔ وہ سب ترکی رسم و رواج اور عثمانیہ قوانین سے ناواقف اور سیدھے تھے یہ منصب کوئی بچوں کا کھیل نہیں تھا۔ بلکہ بعض اوقات خطرات سے بھی خالی نہ ہوتے ہوئے کے لئے مستعد اور بجا آدمی درکار تھے۔ ایک یورپین مورخ یورپین سفرا کو نصیحت کرتا ہے کہ ان کو ترکوں کے توقف وتساہل اور بالطبع حقارت آمیز طریق برتاؤ سے دل برداشتہ ہوکر استقلال کو ہاتھ سے نہ دینا چاہئے۔ بات بات پر دہمکی نہ دیجائے۔ اس کا وقت وہ ہے جب باقی سب تدبیریں بیکار ہو جائیں۔ کیونکہ ہر دہمکی کے بعد اس کو عملی طور پر پورا کرنا مشکل ہے۔ اور اس طرح اپنے ہاتھوں اپنی سبکی کرانا ہے +

احمد نے جیسا کہ اوپر لکھا جا چکا ہے۔ ابتدائے حکومت میں مستعدی و ہوشیاری کے عمدہ آثار دکھائے مگر حرم سرا کی عیش وعشرت اور سلطان الصنائی نے جلد اس کو بھی بیکار کر دیا۔ حتی کہ لائق وزیر انتخاب کرنے کی بھی قابلیت نہ رہ گئی اور اسے بار بار وزرا و بدلنے پڑتے۔ اسکے زمانہ میں قزاقی عاسی

خواجہ سراؤں کا افسر کو اس قدر اقتدار حاصل ہو گیا کہ اُس کا دربار شان و شوکت میں سلطانی دربار سے کم نہ ہوتا اور آخر یہ تمیز کرنا مشکل ہو گیا کہ بادشاہ کون ہے اُس کے وقت حرم کو ایک نیا اقتدار بھی حاصل ہو گیا۔ سلاطین کی بہنوں اور بیٹیوں کو امرا و سلطنت سے بیاہ دینے کا رواج اس زمانہ سے شروع ہوا اور ان حرم سرا کی ناز و نعمت میں پرورش یافتہ نازنینوں کی بطفیل کل قوم میں عیش و عشرت سے بسر کرنے کی دلبسی ہی عادات پھیل گئیں ہے اور ان خاتونوں کی فرمائشوں کو پورا کرنے کے لئے ان کے خاوندوں کو انصاف فروشی پر کمر باندھنی پڑی جس سے تمام ملک میں تباہی پھیل گئی۔ نصوح پاشا نے جو مراد کا جانشین ہوا اعلانیہ سلطان سے وزارت عظمے کا عہدہ خرید لینے کی درخواست کر دی۔ اور جب وہ اُسے حاصل ہو گیا تو اپنے آقا کو قسطنطنیہ کے بحری کارخانوں میں جہازوں کے پرانے ڈھانچ دکھا کر کہدیا کہ یہ نئے جہاز بن رہے ہیں۔ اور کل روپیہ خود ہضم کر لیا۔ رفتہ رفتہ ینگچری فوج بھی اس عام خرابی سے نہ بچی۔ سپاہیانہ مشق و قواعد چھوڑ کر وہ تجارت و پیشہ وری میں منہمک ہو گئی۔ اور جب اُسے کسی مہم پر جانا پڑتا تو بدستور سابق شہباز کی طرح دشمن پر جا پڑنے کی بجائے اس امر کی تاک میں رہتی کہ کب فوج سواران کے پانو لڑکھڑائیں اور وہ بھاگے۔ اور سپاہیوں جاگیرداروں نے بھی یہ دیکھکر کہ ہمارا روضیاتیں اب دربار کے منظوران نظر کا آماجگاہ ہو رہی ہیں۔ فوج پیشہ کو خیرباد کہدیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جس سنجق سے پہلے سو سوار نکلتے تھے۔ اب دسواں حصہ بھی رجسٹر پر نہ رہ گیا تھا۔ احمد نے غلبۂ اہل ایران سے دل تنگ ہو کر خود سفر کا عزم کیا تھا کہ جلد ۱۰۲۶ھ ہجری کو تاریخ ۲۲ نومبر ۱۶۱۷ء بارہ برس کی سلطنت کے بعد ۲۷ برس کی عمر میں اس جہان سے رخصت ہو گیا۔ ترکی مورخ لکھتا ہے:

این پادشاہ بازنان بسیار صحبت مے داشت و در مکہ و مدینہ ہر سال زر خطیر مے فرستاد و مسجد بزرگ در اسلامبول کہ بجامع احمدی مشہور است و حوض نو بجانہ بنا کردہ اوست۔

مصطفی کی تخت نشینی اور عزل

سلطان احمد سات بیٹے چھوڑ کر مرا۔ جن میں سے تین بادشاہ ہوئے مگر اُس کے بعد پہلے اُس کا بھائی مصطفےٰ تخت نشین ہوا۔ اب تک برابر چودہ پشتوں میں باپ کے بعد بیٹا وارث ہوتا رہا تھا عثمانیہ قانون وراثت جو چنگیز خان کے خاندان سے لیا گیا ہے یہ ہے کہ متوفی سلطان کے بعد خاندان کا سب سے بڑا فرزند نرینہ تخت نشین ہو مگر برادر کشی کے دستور کی وجہ سے اب تک حکمران سلطان کا کوئی بھائی زندہ ہی نہیں رہنے پاتا تھا جو اُس کے بیٹے سے جھگڑا کرتا۔ احمد نے چونکہ اپنے بھائی کو نہیں مروایا تھا وہ اپنے سب سے بڑے بیٹے عثمان سے عمر میں بڑا ہونے کے باعث تخت

پر بیٹھایا گیا۔ مگر چودہ برس تک عورتون کی صحبت مین رہنے سے اور نیز طبعی طور پر اوسکا دماغ ایسا کمزور تہا کہ تین مہینون مین اوس کا ناقابل حکومت ہونا سب پر واضح ہو گیا۔ اوس کی دیوانگی کا علم لوگون کو پہلے ہی تہا۔ مگر علماؤنے یہ سوچکر کہ ایسے مجہول بادشاہ کے وقت کل اقتدار ہمارے ہاتھ مین آجائے گا ظاہر کیا کہ اسکی دیوانگی بزرگی و تقدس کا ثبوت ہے۔ اس بدنصیب شہزادہ کا بڑا شغل یہ تہا کہ باسفرس کی مچھلیون کے سامنے اشرفیان ڈالا کرتا تہا۔ اسپر قزلر آغاسی نے دیوانگی سنکر تجویز پیش کی کہ کیا ان اشرفیون کا اس انعام پر خرچ کرنا جو ہر نئی تخت نشینی پر فوج کو ملتا ہے زیادہ مناسب نہ ہوگا؟

فوج جو اس تجویز کو خواہ پسند کرنا تہا جبکہ ارا کین سلطنت ابہی کچھ پس و پیش ہی کر رہے تہے کہ ینگچریون نے جمع ہو کر دیوانہ سلطان کو تین مہینون کی حکومت کے بعد معزول کر کے بتاریخ ۲۲ فروری ۱۶۱۸ء احمد کے فرزند اکبر عثمان ثانی کو تخت پر بٹھلا دیا۔ اور اس انقلاب سے ساٹھ لاکھ ڈیوکٹ فوج کی پاکٹون مین داخل ہو گئے۔ مگر سلطان مصطفےٰ کا یہ مختصر سا عہد حکومت قابل ذکر واقعات سے خالی نہ رہا۔ پولنڈ کا ایک امیر قلعہ ہفت مینار (یدی قلعہ) مین مقید تہا۔ وہ فرانسیسی سفیر ڈی سانسی کے سکرٹری کی مدد سے قید سے بھاگ گیا۔ وزیر نے اسکا الزام سفارت کے کل متعلقین پر لگا کر سفیر اور اوس کے عملہ کو فوراً گرفتار کر لیا۔ اور اس سکرٹری کو جسمانی عقوبت پہونچانا شروع کر کے خود وزیر کو ہفت مینار مین بہیجدیا۔ وزیر پہونچتے وقت اسے و اسطرح مخاطب کیا۔ "تو پہلے سفیر نہین ہے۔ جو ہمارے قید خانون مین ڈالا گیا ہو۔ مگر بیشک تو ہی وہ پہلا شخص ہوگا جو ہمارے ہاتہون جہنم کو بہیجا جائیگا"۔ سفیر مذکور بصد مشکل چار مہینون کے بعد پندرہ ہزار پیاستر زر فدیہ دینے اور اپنے عملہ کو بطور یرغمال سپرد کر دینے پر رہا ہوا۔ سلطانی وزیر ایسا برافروختہ ہو رہا تہا کہ دوسرے سفرا بہی اوس کے غضب سے نہ بچے۔ اونہوں نے اونکو انہی کے مکانون مین نظربند رہنے کا حکم دیکر عام اعلان کر دیا۔ کہ جو مسلمان اُن مین سے کسی کو مکان سفارت سے باہر پیرا مین پہرتا دیکھے اوسے فوراً گرفتار کر کے جیلخانہ پہونچادے۔

سفرا کے بعد عیسائی تجار کی نوبت آئی۔ اور اُنپر سخت محصول لگا دیئے گئے۔ شاہ فرانس کو جب خبر پہونچی تو اس نے بیرون ڈی سانسی کو واپس بلا بہیجا۔ اور نیا سفیر مانشیور ڈی نوس کو تلافی کا مطالبہ کرنے کے لئے قسطنطنیہ روانہ کیا۔ اور دہمکی دے بہیجی کہ اگر تلافی نہ کی گئی تو دوستانہ مراسم قطع کر دیئے جائینگے۔ مگر ڈی نوس کے پہونچنے سے پہلے مصطفےٰ دوبارا قید خانہ مین چلا گیا ہوا تہا۔ اور وزیر پھانسی پاچکا ہوا تہا+

سلطان عثمان ثانی کا عہد حکومت

عثمان نے تیرہ برس کی عمر مین تخت پر بیٹھتے ہی خلیل پاشا کو فوج دیکر ایران کے مقابلہ پر روانہ کیا خلیل پاشا اردبیل تک گیا مگر اوسکو کوئی کامیابی حاصل نہ ہوئی۔ اور آخر اون شرائط پر جو سلطان احمد کے وقت قرار پائی تھین ۱۰۲۸ھ ہجری مین شاہ عباس کے ساتھ قطعی طور پر صلح کا معاہدہ کیا گیا۔ اور سلطان نے اس خفت کا غصہ غریب خلیل پر نکال کر اوسے معزول کر دیا۔ اور اس کی جگہ چلبی پاشا کو سرعسکر مقرر کیا۔

عثمان کی پرورش شہزادون کیطرح نہین بلکہ درویشون کی طرح ہوئی تھی۔ اور وہ مذہب کا بچپن ہی سے سخت پابند تھا۔ اور اس کے عابدانہ طریق عمل سے خیال ہوتا تھا کہ وہ سلطنت کی بگڑی ہوئی کل کو بمشکل سنوار سکے گا۔ مگر اوس نے اپنی عمر سے بڑھکر حوصلہ وجرأت ظاہر کی۔

مضبوط اور پھرتیلا نوجوان ہونے کی وجہ سے وہ جلد فوجی قواعد ومشق کا عادی۔ بیباک شہسوار اور تیر اندازی پر پورا قادر ہو گیا۔ مگر با این ہمہ اس مین استقلال نہین تھا۔ اور اس کے بغیر کوئی بڑا کام سر انجام نہین ہو سکتا۔ علاوہ برین اوس کے بخل کے باعث حریص وطامع ینگچری اوس سے برافروختہ خاطر ہو رہے تھے +

تخت پر بیٹھتے ہی اوس نے دوسرا کام یہ کیا کہ اپنے ہاتھ سے اور نیز وزیر اعظم وکپتان پاشا سے معذرت کے خطوط لکھوا کر ایک چاؤش کے ہاتھ پیرس کو روانہ کیئے۔ اور شاہ فرانس کو یقین دلایا کہ آئندہ اسکی سفرا کی حسب دستور سابق پوری عزت وتکریم ہوتی رہے گی۔ سانسی کا دل ایسا کھٹا ہو گیا تھا کہ اوسنے قسطنطنیہ مین رہنے سے انکار کر دیا۔ اور جب وہ واپس گیا تو سلطان نے لوئیس سیزدہم کیلئے (جو اپنے باپ ہنری چہارم کے قتل ہونے پر نو برس کی عمر مین اپنی والدہ میری میڈیسی کے زیر ولایت ۱۶۱۳ء مین تخت نشین ہوا تھا) تحائف ارسال کیئے۔

جنگ ایران سے فارغ ہو کر اوسنے اندرونی دشمنون یعنی ینگچریون اور سپاہیون کو جنہین وہ ملک وقوم کیلئے جو ابتداء مین سلطنت کے عروج کا باعث ہوئے تھے۔ سخت ترین لعنت ومصیبت سمجھنے مین بالکل حق بجانب تھا۔ معدوم کرنے پر اپنی تمام ہمت وکوشش خرچ کرنے کا ارادہ کر لیا۔ سپاہیون کی نسبت ینگچری بالخصوص بادشاہ ورعیت دونون کے واسطے قہر الٰہی بنے ہوئے تھے۔

عثمان نے اب اس طویل منازعہ ومخاصمت کی بنا قائم کی جو کئی صدیون تک تخت اور حاجی بکطاش کے سپاہیون مین قائم رہکر آخر موجودہ صدی مین سلطان محمود دوم کی مستعدی اور جسارت سے ختم ہوا۔ عثمان اسکام کی تکمیل کے لیئے کافی دلیر اور سنگدل تھا۔ جو شہزادہ اسیران جنگ کو اور اگر وہ بہم نہ پہونچین تو خود اپنے غلامون کو چاندماری کا تختہ بنا کر تیر اندازی کی مشق کرتا ہو اوسے فوجی سرکشون کی بیخکنی کے

لیئے سخت سے سخت اور اشد ظالمانہ تدابیر کو عمل مین لانے سے رحمدلی اور رقت قلبی کا کوئی خیال بمشکل مانع ہوسکتا تھا۔ عثمان نے اونکو محاربہ سفر مین برباد کرنے کے لیئے پولنڈ کے ساتھہ لڑائی ہو جانیکو غنیمت تصور کیا۔ پولنڈ ترک اُسے بولونیا پکارتے ہین) اور بابعالی مین کئی برسون سے چھیڑ چھاڑ چلی آتی تھی۔ تاتاریون نے پولنڈ پر اور کاسکون نے ترکی علاقہ پر یورشین کرتے رہنے سے سنہ ۱۶۲۰ء مین دونون ملکون مین باقاعدہ لڑائی کرادی۔ پولنڈ پر اسوقت جیسا کہ لکھا جاچکا ہے سوئیڈن کا شہزادہ سجمنڈ ثالث حکمران تھا۔ کیپر گرٹی آنی حاکم مالڈیویا نے بیت اللحم کبر کے خطوط جو اوس نے پولنڈی کاسکون اور لٹیرون کی تاخت و تاراج کی شکائیت مین بابعالی کو لکھے تھے۔ راستہ مین قاصدون سے چھین کر سجمنڈ کو خوش کرنیکے لیئے اوس کے پاس بھیجدیئے۔ اس راز کے کھل جانے پر بابعالی نے گرٹی آنی کو معزول کر دیا۔ مگر اوسنے ہاتھہ پاؤن مارے بغیر مالڈیویا کی گدی کو چھوڑنا منظور نہ کیا۔ اوس نے شاہ پولنڈ سے مدد مانگی۔ جس نے پچاس ہزار فوج بھیجدی۔ چلبی پاشانے جو فنون سپاہگری مین ماہر کامل تھا۔ سکندر پاشا گورنر سلسٹریا کو ترکون اور تاتاریون کی ایک لاکھہ فوج دیکر مقابلہ پر بھیجا۔ پولش فوج دریا نیسٹر کے کنارہ خیمہ زن تھی۔ ترکون نے دریا پر تہہ ویت عبور کرکے اونپر حملہ کیا۔ اور ۲۰ ستمبر سنہ ۱۶۲۰ء کو سخت خونخوار لڑائی ہوئی۔ جس مین دس ہزار پول قتل ہوئے باقیماندہ خیام و خرگاہ کی حفاظت کی بیفائیدہ کوشش کرنیکے بعد دریاء نیسٹر کیطرف پیچھے ہٹ گئے ترکون نے تعاقب کیا اور اکثر مفرورین دریاء مین غرق ہوگئے۔ گرٹی آنی بھی بھاگتا ہوا مارا گیا۔ اس جنگ مین کل بیس ہزار پول قتل اور دو ہزار اسیر ہوکر قسطنطنیہ لائے گئے۔ جہان اونکو بھی قتل کر دیا گیا۔ اس ہزیمت فاش سے یورپ کو اپنی سلامتی کا پھر خطرہ پیدا ہو گیا۔ مگر وہ مذہبی جنگ مین اسقدر منہمک تھا کہ اوسے ترکون کی طرف توجہ کرنے کی فرصت نہ ملی۔

عثمان بظاہر اس فتح سے مزید فائیدہ اوٹھاکر کل پولنڈ کو مفتوح کرنے کیلئے لیکن در اصل ساتھہ ہی ینگچری فوج کو بھی نیست و نابود کرانیکے لیئے وزراء اور فوج کے خلاف منشاء سنہ ۱۶۲۱ء کے موسم بہار (مارچ یا اپریل) مین سلیمان اعظم کی زرہ بکتر لگا کر بذات خاص ایک لاکھہ فوج سے پولنڈ پر حملہ آور ہوا۔ مگر سفر بہت کٹھن راستہ دشوار گذار اور رہنده زر فوج تخت نشینی کا معمولی انعام نہ ملنے سے برداشتہ خاطر ہو رہی تھی۔ ترکی فوج اگست کے ختم ہونیسے پہلے نیسٹر تک پہونچ سکی۔ وہان سجمنڈ چالیس ہزار پول اور کاسک اور آٹھہ ہزار جرمنی فوج لیئے ہوئے جو قیصر جرمنی نے روانہ کی تھی۔ ڈیرہ ڈالے ہوئے تھا۔ اور ساٹھہ ہزار مزید فوج سجمنڈ کے ولی عہد کے زیر کمان بمقام کامی نک مقیم تھی۔ ترکون کو پولش کیمپ پر پہلا حملہ کرنے مین کسیقدر کامیابی ہوئی۔ مگر حملہ ہائے مابعد کو اہالی پولنڈ نے بڑی دلاوری سے پسپا کیا۔ گو پانچ اور آخری

حملہ مین خود سلطان ایک دستہ کا کمانیڈر تہا۔ لڑائی کا ابہی کوئی فیصلہ نہ ہونے پایا تہا کہ جاڑا جو پولنڈ مین نہایت ہی سخت ہوتا ہے۔ معمول سے پہلے اُتر آیا۔ گہوڑے اور آدمی ہزارون کی تعداد مین تباہ ہوئے فوج نے بغاوت کردی۔ اور عثمان نے گفتگوئے مصالحت کی سلسلہ جنبانی کرکے مراجعت شروع کردی اور اسّی ہزار فوج ضائع کراکر ۲۸ دسمبر ۱۶۲۱ء کو سلطان بڑے طمطراق کے ساتھ قسطنطنیہ مین داخل ہوا اور اپنے تئین فاتح مشہور کیا۔ فوج اِس ناکامی سے اور زیادہ بگڑ گئی۔ ارکان سلطنت جابرانہ اور حقارت آمیز سلوک سے ناراض ہوگئے۔ اور گرانی اجناس اور پولیس کے انتظام کی سختی سے جسکی وہ بذات خود نگرانی کرتا تہا۔ اور عمومًا خود قہوہ خانون۔ شراب کی دوکانون اور دیگر تفریحی مقامون مین جاکر وہان کے حالات بچشم خود دیکہا کرتا تہا۔ عام رعایا ناخوش ہوگئی۔ اِن سب باتون کے اجتماع سے ینگچریون کا حوصلہ بہت بڑہ گیا۔ اور انکو علانیہ بغاوت کردینے کے آثار نمایان ہوگئے۔ یہ فوج سلطان کے فاتحانہ ارادون سے بہی ناراض تہی۔ کیونکہ اس مین اب جبن و نامردی یہان تک سرایت کرگئی تہی کہ وہ لڑائی سے سخت متنفر ہوگئی تہی۔ سلطان نے اب اس موقعہ پر اونکو تباہ کرنیکا مصمم ارادہ کرلیا۔ اسکی تجویز نہایت ہی معقول اور زبردست تہی۔ اور اگر وہ اوس مین کامیاب ہوجاتا تو سلطنت کی ڈوبتی ہوئی ناؤ کے اُبہر آنے مین کوئی شک نہین تہا۔ ۱۶۲۲ء کے موسم بہار مین اوس نے حج بیت اللہ کا ارادہ ظاہر کیا۔ مگر دراصل غایہ تہا کہ دمشق جاکر منظور نظر وزیر اعظم دلاور پاشا کی معرفت کردون اور عربون کی نئی فوج بہرتی کرے۔ اور جب یہ فوج قواعددان ہوجائے تو اوسے لیکر قسطنطنیہ آئے۔ اور ینگچریون وسپاہیونکو برباد کرکے انتظام سلطنت کی سر سے پاؤن تک تجدید و درستی کرے۔ اس تجویز کی سرکارو نے بہی بہت تعریف کی ہے۔ مگر عثمان کی تیاریون اور چند الفاظ سے جو بے احتیاطی مین اوس کے منہ سے نکل گئے۔ یہ راز فاش ہوگیا۔ جب اوسنے خیام شاہی اوسکودرہ مین نصب کئے جانیکا حکم دیا تو ۱۸ مئی ۱۶۲۲ء کو ینگچریون نے سپاہیون کے ساتھ ملکر بغاوت برپا کردی۔ سلطان نے ان کے آقا اور چند دیگر اعلیٰ افسرون کو انکی شکایت معلوم کرنے کے لئے بہیجا۔ فوج نے اونہین بے آبرو کرکے نکالدیا۔ اور مفتی سے فتویٰ حاصل کرلیا۔ ان لوگون کو جو بادشاہ کو گمراہ کرتے ہون۔ اور مسلمانون کا مال کہاتے ہون قتل کرنا درست ہے مفسدین جواب اثبات مین پاکر وزیر اعظم اور خوجہ (اتالیق شاہی) کے محلات پر جو اس تجویز کے بانی مبانی سمجہے گئے تہے۔ چہپٹ پڑے۔ یہ دونون جان بچاکر بہاگ گئے۔ مگر اون کے محل لوٹ لئے گئے۔ دوسرے دن بغاوت اور بہی زور پکڑ گئی۔ سلطان کے پاس اون کے مقابلہ کے لیئے کوئی علیحدہ فوج نہ تہی۔ نہ رعایا مین کوئی فریق اوسکا طرفدار تہا۔ جو اوس کی امداد کرتا۔ سلطان نے حج کو ترک کردیا تو منظور

کر دیا۔ مگر ہر شش باشیان تجویز شیرون کو فوج کے حوالہ کرنے سے انکار کیا۔ اس پر باغیون نے غدار داؤد پاشا کے اغواء سے جو عثمان سے اسلیئے ناراض تہا کہ اوسے چھوڑ کر اوس کے رقیب کو وزیر اعظم مقرر کر دیا تہا۔ اور مصطفیٰ کی والدہ کی تحریک سے جسکو اندیشہ تہا کہ اگر عثمان بغاوت فرو کرنے مین کامیاب ہوگیا۔ تو وہ کل لواحقین کو قتل کر دیگا۔ وزراء کو چھوڑ کر سلطان کی ذات پر حملہ کر دیا۔ جو ابتک خواہ کیسا سخت طوفان تمیزی برپا ہو مقدس سمجھی جاتی رہی تہی۔ بدنصیب مصطفیٰ جو دو دن کے فاقہ اور ہوا کی کمی سے قریب المرگ اور موت کا متوقع بیٹھا تہا۔ بڑی فکر سے نکالا جا کر تخت شاہی پر بٹھایا گیا۔ عثمان نے بھاگ جانے کی ٹھان کر اس وقت جبکہ تیر کمان سے نکل چکا تہا وزیر اعظم اور قزلر آغاسی کو باغیون کے حوالہ کر دیا۔ جنہون نے اونکو اوسیوقت ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور خود ینگچریون کے آغا کے مکان مین جا چھپا۔ باغی اوسکو وہان سے نکال لائے۔ اور رستہ مین اوسکو بیطرح ذلیل و بیحرمت کرتے ہوئے پہلے بارکون مین اور پھر یدی قلہ مین پہونچا دیا۔ مگر نمکحرام داؤد اپنے ابلیسانہ فعل کو نامکمل کب ہونے دیسکتا تہا۔ بقول بعض اوس نے تین آدمی ہمراہ لے جا کر خود اور بقول بعض ینگچریون کے ہاتھ سے بیکس عثمان کو جس نے سنگدل قصابون کی منت و خوشامد کرنے کے بعد آخری دم تک مقابلہ کیا۔ کمال بے رحمی اور شقاوت قلبی کے ساتھ شہید کرا ڈالا۔ اور اوسکے کان کٹوا کر مصطفیٰ کی والدہ کے پاس بھجوا دیئے۔ عثمان نے قسطنطنیہ کے مضافاتی مقام پر غوس یا بزغاس کے حوض اعظم کو جہان سے سقف نہر کے ذریعہ سے شہر کو پانی پہونچایا جاتا ہے۔ عرصہ تک خارج الاستعمال رہنے کے بعد مرمت کرایا تہا۔ یہ حوض یونانی قیصر اندرونیکس نے تعمیر کرایا تہا۔ اور مرمت کنندہ کیطرح بانئ حوض بھی ۱۱۸۵ء مین اپنی رعایا کے ہاتھ سے سخت بیرحمی کے ساتھ ہلاک ہوا تہا۔

ترکی مؤرخ افسران سپاہ وارکان سلطنت کی ناراضی کی ایک یہ وجہ بھی لکھتا ہے کہ سلطان نے مفتی شہر کی لڑکی سے شادی کی تہی۔ جس سے ترکی قوم ناراض ہو گئی کہ اوس نے غیر قوم مین کیون عقد کیا۔

اوسی مؤرخ کا بیان ہے کہ ہنری چہارم شاہ فرانس چونکہ ۱۶۱۰ء مین ایک رعیت کے ہاتھ سے قتل ہوا تہا ینگچریون کو اس نظیر بد سے اپنے سلطان کو قتل کرنیکا حوصلہ ہوا۔

مصطفیٰ کی مکرر تخت نشینی و عزل

مصطفیٰ پھر دوبارہ تخت پر بٹھایا گیا۔ اور وہ اپنے عہد حکومت کے کل دوران مین جو پندرہ مہینہ تہا فوج کے ہاتھ مین کٹھ پتلی بنا رہا تہا۔ عثمان کے ظالمانہ قتل سے خود ینگچریون کو بھی جلد سخت ندامت و تاسف ہوا اور مصطفیٰ جیسے مجہول نے بھی جسے کبھی کبھی ہوش آجاتی تہی۔ عقل و ہوش کے ان عارضی دورون مین سب سے پہلے دورہ مین اپنے بھتیجے کے قتل پر سخت افسوس ظاہر کر کے اوس کے قاتلون کو سزا دیئے جانیکا حکم صادر کیا والدہ سلطان بیٹے کے نام سے حکومت کرتی تہی۔ اور مناصب جلیلہ کے خواستگارون نے اکثر اسکے بالقابل

ینگچریون کو رشوتین دیکر اونکی تلوار دن کی امداد سے یا حرمسرائے کی خاتونون کی سازش و عداوت سے کمال ابتری برپا کر رکھی تھی۔ قسطنطنیہ ایک عام مذبح بنا ہوا تھا۔ جس کی حالت ایسی ردی اور تباہ ہوگئی کہ آخر سرخود سپاہی بھی اوسے برداشت نکرسکے۔ اون مین فوجی نظام و تربیت کا ابھی کچھہ مادہ باقی تہا۔ اور وہ ابھی ایسے ننگ ذل نہین ہوگئے تہے۔ کہ جس سلطنت کو اونہون نے اپنے ہاتھہ سے ایسے عروج پر پہونچایا تہا۔ سطح پر ہالک ہوتا دیکھین۔ اور اونکو کوئی پروا نہو۔ اونہون نے وزراء کی درخواست قبول کرکے نئی تخت نشینی کا انعام نہ لینا منظور کرلیا۔ مخبوط الحواس مصطفےٰ دوسری دفعہ معزول ہوکر قید کردیا گیا۔ اور ستمبر ۱۶۲۳ء مین احمد کا دوسرا بیٹا۔ اور عثمان کا چھوٹا بھائی مراد گیارہ برس کی عمر مین اورنگ جہانبانی پر بٹھایا گیا۔ اوسکو تخت نشین ہوتے ہی بیحد حساب مصائب و مشکلات کا مقابلہ کرنا پڑا۔ مصطفےٰ کے زمانہ مین ایران سے جنگ پھر شروع ہوگیا تہا اور بغداد و بصرہ غنیم کے قبضہ مین چلے گئے تہے۔ اباظہ گورنر مراش کی بغاوت سے تمام ایشیا کوچک و بالا ہو رہا تہا۔ یہ شخص بھی ینگچریون کی تباہی کی تجویز مین سلطان عثمان کا معاون تہا۔ جب وہ بدنصیب شاہزادہ مارا گیا تو اباظہ نے علم بغاوت بلند کرکے عثمان کے قتل کا عوض لینے اور ینگچریون کو تباہ کرنے کی قسم اٹھائی۔ الغرض انتظام سلطنت کے تمام رشتے ٹوٹ گئے۔ ہوئے تہے۔ اور عام بربادی کا عالم مستولی ہو رہا تہا۔ سر طامس رو نے خطوط بنام جیمز اول شاہ انگلستان مین اس دردناک کیفیت کے چشم دید حالات نہایت موثر اور زبردست پیرایہ مین تحریر کئے سفیر موصوف کی تحریر مین گو شاعرانہ مبالغہ سے کام لیا گیا ہو۔ مگر اوسپر بدنیتی سے ایسا کرنے اور ترکون کو خواہ مخواہ حقیر بنانے اور بدنام کرنیکا الزام نہین دیا جا سکتا۔ انگلستان اسوقت ٹرکی کی بربادی نہین چاہتا تہا کیونکہ یہ ملک جیمز کے داماد شہزادہ پالاٹائین اور رومن کیتھولک حکمران خاندان آسٹریا و جرمنی کے دوسرے پروٹسٹنٹ مذہب مخالفون کا بڑا ہمدرد تہا۔ اور مدبران انگلستان جانتے تہے۔ کہ اگر ٹرکی مضبوط ہوگئی۔ تو وہ آسٹریا پر حملہ آور ہوکر شہزادہ موصوف اور اوس کے ساتھیون کو بہت بڑا کام دیسکے گی۔ لیکن طامس کو اپنے مشاہدات سے ٹرکی کے کبھی سنبھلنے کی امید منقطع ہوگئی تہی۔ وہ اس کی نسبت تقریباً ویسا ہی استعارہ استعمال کرتا ہے۔ جو موجودہ صدی کے دشمن ٹرکی دزار نکلس نے استعمال کرکے کہا تہا کہ "ٹرکی ایک مرد بیمار ہے۔ جو ہماری نظرون کے سامنے عنقریب مرنے والا ہے"۔ طامس لکھتا ہے "ٹرکی بوڑہے جسم کی طرح کئی خرابیون کی وجہ سے جو جوانی اور طاقت کے چلے جانے کے بعد باقی رہتی ہین۔ بالکل نکمی ہوگئی ہے"۔

سلطان عثمان کے قتل کے متعلق ایک خط مین جو اوس نے ۱۶۲۲ء مین اپنے بادشاہ کو بھیجا حسب ذیل لکھتا ہے "سولہ برس ہوئے سلطنت عثمانیہ کے دیہات کا شمار کیا گیا تہا۔ جن کی تعداد کچھہ اوپر پانچ لاکھہ ۵۳ ہزار پائی گئی۔ اب پچھلے برس ۱۶۲۱ء جنگ پولنڈ سے پہلے جب پھر دیہات شماری کی گئی۔ تو اونکی تعداد کل ہم

۵، ہزار نکلی۔ کیا اس سے بڑھکر کوئی غیرآبادی ہو سکتی ہے" سر طامس نے غالباً پہلے اندازہ مین اون علاقون کے دیہات بہی شامل کئے ہین۔ جو مراد ثالث کے عہد مین ایران سے فتح کئے گئے تھے۔ اور سنہ ۱۶۲۳ سے پہلے پھر ایرانیون کے قبضہ مین چلے گئے تھے۔ اور علاوہ برین ایک ایک گاؤن کی متفرق آبادیون کو بہی مستقل گاؤن تصور کر لیا ہوگا۔ کیونکہ سولہ برس کے عرصہ مین ایسی عظیم بربادی دجبکہ کوئی وباء عام خونریزی۔ یا متواتر جنگ وجدال وقوع مین نہ آئے ہون، قیاس مین نہین آسکتی۔ صاحب موصوف ایک دوسرے خط مین لکہتے ہین کہ "اکثر جگہ غیرآباد مکانات تو موجود ہین۔ مگر حکام کے ظلم وستم سے کل باشندے اونکو چھوڑکر چلے گئے ہین۔ بے انصافی اور ظلم نے کل سلطنت کو غیرآباد کردیا ہے۔ حتی اکہ یونان اور اناطولیہ کے زرخیزترین حصون مین بہی مسافر کو تین تین چار چار بلکہ بعض جگہ چھ چھ دن تک کوئی گاؤن دکہائی نہین دیتا کہ وہان سر واپنے لئے یا گھوڑے کے لئے کوئی خوراک بہنچا سکے۔ جب ملک کی یہ حالت ہو تو آمدنی لازمی طور پر کم ہوگی۔ یہانتک کہ فوج تنخواہ اور دربار کے خرچ کے لئے بہی وہ مکتفی نہین ہو سکے گی۔ یہ مانا کہ کچھ عرصہ خزانہ کے اندوختہ اور تاجرون اور مزدورون پر بہاری محاصل لگانے سے کام چلتا رہیگا۔ مگر جب یہ وسائل بہی ختم ہو گئے جو جلد ہو جائینگے۔ تو فوج کی تعداد گھٹانی پڑے گی۔ یا جسطرح ہو اون کے لئے روپیہ بہم پہونچانا پڑیگا۔ اور یہ دونون باتین ممکن نہین نظر آتین۔ الغرض اس عظیم الشان سلطنت کا انجام بہتر نظر نہین آتا۔ اور دانا لوگ اپنی جائیدادین چھوڑ چھوڑ کر مفصلات سے واپس چلے آرہے ہین"

مگر ٹرکی کے عنقریب زوال کے متعلق صاحب ممدوح کا قیاس خواہ کیسے مضبوط دلائل پر مبنی تہا۔ اوسے پورے تین سو برس ہو گئے ہین۔ اور ٹرکی کی سلطنت اب تک بدستور قائم ہے۔ اس باب کو ختم کرکے اب اُس حکمران کے حالات قلم بند کئے جاتے ہین۔ جو اون بادشاہون اور مدبرون کے زمرہ مین ہوا ہے۔ جو اس قسم کے قیاسات کو باطل کرنے کا موجب ہوئے ہین +

باب پنجم

مراد چہارم کی تخت نشینی کے وقت سلطنت کی حالت فوجی بغاوتین۔ مراد کی مطلق العنانی۔ انتظام سلطنت۔ فتح ایران۔ تعلقات خارجیہ شمالی افریقہ کے بحری قزاق۔ مراد کی وفات۔ ابراہیم کی تخت نشینی۔ محاربہ

کریٹ کی ابتداء اور فرانس کی بدعہدی۔ کاسکون کے ساتھ جنگ ابراہیم کا عزل و قتل۔ محمد چہارم کی تخت نشینی۔ مسلسل خرابی و تباہی کوبرلی اول و دوم۔ محاربہ روس و کریٹ و آسٹریا و پولنڈ۔ محاصرہ وائینا اور ترکون کی شکست کامل۔ محمد چہارم کا عزل۔ اوس کی علم پروری۔ مہدی اور مسیح کاذب کا خروج

مراد چہارم ۱۰ ستمبر ۱۶۲۳ء کو آباؤ اجداد کے تخت پر بیٹھا۔ اوسوقت اس کی عمر بارہ برس سے کم تھی مگر استقلال و تہور کے آثار نمودار اور ہویدا تھے۔ جلوس سے دوسرے دن جامع ایوب مین جاکر شمشیر عثمانی کمر سے باندہی۔ ترکی مورخ لالیا لکھتا ہے کہ "جلوس سے بعد جب مراد خزانہ دیکھنے گیا تو میرا باپ درویش محمد اوس کے ساتھ تھا۔ خزانہ مین سونے یا چاندی کا کوئی برتن باقی نہین رہا تھا۔ فقط تیس ہزار پیاستر نقد اور چند چینی وغیرہ کے برتن صندوقون مین پڑے تھے۔ سلطان نے دوگانہ نفل ادا کرکے باواز بلند کہا کہ انشاءاللہ مین اوسکو اون لوگون کی جائداد جنہون نے اسے تاراج کیا ہے۔ پچاس گنا زیادہ معمور کرون گا۔"

مراد شروع مین اپنی والدہ سلطانہ ماہ پیکر کی ہدائیت پر جو سلطنت کی خوش قسمتی سے نہایت فرزانہ اور مستقل مزاج عورت تھی۔ اور جسکو اپنے یہ اوصاف انتہائی درجہ تک کام مین لانے پڑے تھے۔ کاربند ہوتا رہا۔ سلطنت کے ہر ایک حصہ سے قاصد شکست و بربادی کی خبرین لیکر پونچ رہے تھے۔ شاہ عباس نے ترکون کو متواتر شکستین دیکر ۱۶۲۳ء مین بغداد کو فتح کر لیا تہا۔ اور اہل سنت وجماعت کے خون سے بازارون مین ندیان بہا دی تہین۔ اوس نے ابوبکر پاشا والئے بغداد کو آہنی پنجرہ مین بند کرکے طرح طرح کے عذاب پہونچانے کے بعد دجلہ کے وسط مین کشتی پر زندہ جلا دیا۔ اس کے بیٹے محمد پاشا کو خراسان بہیجکر وہان اور نوری آفندی وغیرہ اکابر شہر کو خاص بغداد مین قتل کرایا۔ اور فتح بغداد سے فارغ ہوکر حافظ پاشا کو موصل مین شکست دیکر وہان سے بہگا دیا۔ اور سلیمان شاہ نام ایک گران وزن توپ کو جسے حافظ نے زمین مین دبوا دیا تہا۔ کہدوا کر اسفہان بہیجدیا۔ خان کریمیا نے باغی ہوکر اس قدر ترک گرفتار کر لئے تھے۔ کہ اس کے

ملک مین ایک ایک روپیہ پر ترک غلام بکھ رہے تھے۔

آبازا پاشا سرغنہ باغی تمام ایشیاء کوچک کا مالک بنا ہوا تھا۔ اور سامیر فخرالدین حاکم لبنان نے فرانسیسیون کے اغوا اور اعانت سے دوبارہ انگمرامی کرکے شام مین علم بغاوت بلند کر رکھا تھا۔ بیڑہ کی حالت ایسی ردی تھی کہ کاسک ۰۵ اتنی لنبی کشتیون پر جن مین سے ہر ایک پر ۷۰ آدمی سوار ہوتے تھے۔ قسطنطنیہ کے بندرگاہ تک در آئے اور لوٹ مار کر واپس چلے گئے۔ اور دوسرے موقعہ پر بحیرہ اسود مین خود بیڑہ کا مقابلہ کرنے مین بھی پس و پیش نہ کیا۔ اور اگر باد مخالف اونکی قطار کو پراگندہ نہ کر دیتی تو شاید کئی جنگی جہازون کے پکڑنے مین کامیاب ہو جاتے۔ باربری ریاستین جیسا کہ آگے مفصل ذکر آئیگا۔ بالکل مطلق العنان ہو کر بطور خود یورپین طاقتون سے عہد و پیمان کر رہی تھین۔ خود قسطنطنیہ کی یہ کیفیت تھی کہ خزانہ خالی۔ کارخانہ جہاز سازی منہدم۔ سکہ مروجہ کھوٹا اور جعلی۔ میگزین اور گودام ختم رعایا فاقہ کش اور فوج خود سر تھی۔ البتہ حکومت کے رعب و داب کا کسی قدر شائبہ موجود تھا جسکو نوجوان شہزادہ کے مشیرون نے کسی قدر سنبھال لیا۔ اور گو مراد کا جسم و تخت ہر وقت معرض خطر مین تھا وہ ہر ایک بات کو غور سے دیکھ کر ذہن نشین کرتا جاتا تھا۔ اور آخر سن بلوغ کو پہونچکر اوس نے اکثر خرابیون کی درستی کر دی۔

حافظ پاشا وزیر اعظم شاہ ایران کے مقابلہ پر جاتا ہوا راستہ مین آبازا کو مطیع کر گیا تھا مگر جب وہ ایران کی مہم سے ابتدا مین چند فتوحات پانیکے بعد آخر ناکام واپس لوٹا۔ تو آبازا نے پھر بغاوت شروع کر دی۔ اسپر جدید وزیر اعظم خلیل پاشا کاسکون کی تاخت و تاراج سے سواحل باسفرس کی حفاظت کا انتظام اور پولنڈ سے چند سرحدی تنازعون کو بمصالحت تصفیہ کرکے آبازا کی سرکوبی اور ایرانیون کی پیش قدمی روکنے کے لیئے لشکر جرار لے کر گیا۔ آبازا نے اطاعت تسلیم کر کے ینگچری فوج کو جو وزیر نے اوس کے مقابلہ پر روانہ کی تھی ارض روم کے دروازے کھولدیئے۔ مگر بعد مین جب اوسے خفیہ اطلاع ملی کہ وزیر اعظم اوسکو قتل کرانیکا ارادہ رکھتا ہے تو اوس نے ینگچریون کو جو سب طرح سے بے فکر و مامون تھے ایک وقت قتل کرا دیا۔ ادھر ایرانیون کے مقابلہ پر بھی خلیل کو چندان کامیابی نہ ہوئی سلطان نے ناراض ہو کر خلیل کو معزول اور خسرو پاشا کو اوس کی جگہ وزیر اعظم بنا دیا خسرو پاشا پہلے چند سرغنہ ینگچری مفسدون کو جنہون نے تھوڑا عرصہ ہوا فساد کر کے دو وزیرون کو قتل کیا تھا ہلاک کرا کر ڈیڑہ لاکھ فوج سے ۱۶۲۸ء مین آبازا اور ایرانیون کے مقابلہ پر روانہ ہوا۔ اوس نے منازل سفر اس سرعت سے طے کین کہ باغیون کو خبر ہونے سے پہلے اچانک ارض

ارمجرم پوچھگیا۔ اباز اسے جان بخشی کی شرط پر فوراً اطاعت قبول کرلی۔ وزیر کو اکثر افسرون نے اوسے قتل کرا دینے کا مشورہ دیا۔ مگر وزیر نے عہد شکنی کو پسند نہ کیا۔ اور اوسے سلطان کے پاس قسطنطنیہ بھیجدیا۔ اور چونکہ اباز اینگچریون کا جانی دشمن تہا۔ مراد اس سے دلمین ناراض نہین تہا۔ اوس نے اباز کو اگرچہ وہ جغرافیہ سے اسقدر ناواقف تہا کہ وائینا اور بوہیمیا کو سرحد ہنگری پر دو ترکی قلعے سمجھتا تہا۔ بوسینیا کا گورنر مقرر کردیا۔

اسی سال بیت اللحم حاکم ٹرنیسلونیا جسکا ذکر پہلے آچکا ہے۔ جبکہ بابعالی اوسکی خدمات سے خوش ہوکر اوسکو شاہ ڈاسیلے کے خطاب سے صوبجات والیشیا اور مالڈیویا کا بہی حاکم مقرر کرنیوالا ہی تہا۔ بمرض استسقاء فوت ہوگیا۔ ایک یوروپین مؤرخ اوسپر الزام لگاتا ہے کہ یہ شخص نیک نیتی سے ترکون کا ہواخواہ نہین تہا۔ بلکہ محض اپنی ذاتی ترقی اور بالآخر ہنگری کا بادشاہ بننے کے لیئے ترکون کا رفیق بنا ہوا تہا۔ تاکہ شاہ آسٹریا کو جس سے ہنگری کا بہت سا حصہ اوس نے فتح کرلیا ہوا تہا۔ اوسے شاہ ہنگری یا تسلیم کرنے پر مجبور کرے۔ سرطامس رو انگریزی سفیر جو مذہب پروٹسٹنٹ کی سلامتی اسی مین دیکھتا تہا۔ کہ شاہ اسٹریا کو ذلت نصیب ہوتی رہے۔ اوسکا بڑا ہوا خواہ تہا۔

اباز اکی × × × اطاعت کے بعد عباس[۱] شاہ جلدی ہی یعنی ۱۶۲۹ء مین فوت ہوگیا۔ سام[۲] مرزا اوسکا پوتا تخت نشین ہوا۔ اور حسب دستور نئی حکومت کے شروع ہونے پر کسی قدر خانہ جنگی برپا ہوگئی۔ خسرو پاشا نے اس موقعہ کو غنیمت سمجھکر ایران پر حملہ کردیا۔ اور تمام کرتا ہوا ہمدان تک جو ایران کا عظیم الشان اور نہایت ہی خوبصورت شہر ہے پہونچ گیا۔ اور اوسے تقریباً بلا مزاحمت فتح کرلیا ترکون نے جنکو بغداد مین عباس کی خونریزی فراموش نہین ہوئی تہی۔ پیر و جوان زن و بچہ سب کو قتل عام کرکے تمام شہر کو خاکستر کردیا۔ ہمدان سے خسرو پاشا سرحدی صوبون مین سے گذر کر بغداد پر حملہ آور ہوا۔ اور اوسکا محاصرہ کرلیا۔ مگر ایرانی ہمدان کے واقعہ سے ایسے سرباختہ ہوگئے ہوئے تہے۔ کہ متواتر حملون مین ناکام رہنے کے بعد آخر خسرو کو واپس ہٹ آنا پڑا۔ راستہ مین اوسے بمقام دمشق امیر فخر الدین سے مقابلہ کرنا پڑا۔ اور جب قسطنطنیہ واپس پہونچا تو سلطان نے اوس کی ناکامی سے ناراض

---

[۱] عباس بہادر خان ۹۹۶ھ اور ظل اللہ ۹۹۶ھ اس کی تاریخ جلوس تہی۔ ۱۱ جمادی الاول ۱۰۳۸ھ کو بروز شنبہ فوت ہوا۔ مؤلف۔

[۲] یہ بادشاہ ۱۲ صفر ۱۰۵۲ ہجری کو فوت ہوا۔ مؤلف ✣

ہوکر اوسے برطرف اور حافظ پاشا کو جس سے سلطان کو دلی محبت تھی۔ دوبارا وزیر اعظم مقرر کر دیا خسرو نے اس سے رنجیدہ خاطر ہوکر ینگچریون سے بغاوت کرا دی۔ وہ مست سانڈ کی طرح محلات کے گرد جمع ہو گئے۔ اور دوسرے صحن مین جہان دیوان اجلاس کیا کرتا تہا۔ بیباکانہ داخل ہوکر شیخ الاسلام مفتی یحییٰ اور دفتر دار مصطفیٰ اور چودہ دیگر افسران کے حوالہ کئے جانیکا مطالبہ کیا۔ مراد نے حرم سے باہر نکل کر اونکو بہت سمجھایا جب وہ اپنے ارادہ بد سے باز نہ آئے تو غضبناک ہوکر واپس چلا آیا سپاہیون نے تعاقب کیا۔ اور اگر خادمان شاہی تیسری ڈیوڑہی کے دروازہ کو بند نہ کرلیتے۔ تو غالباً مراد کی جان بہی بمشکل بچتی۔ آخر مراد نے حافظ کو بلا کر باغیون کے سپرد کر دیا۔ اور وہ جان نثار اپنے آقاء نعمت پر قربان ہو گیا۔ مگر مراد کو یہ واقعہ مدت العمر فراموش نہ ہوا۔ اور وہ اس کے عوض لاکہ جانین مروا کر بہی سیر نہ ہوا۔ جب فساد فرو ہو گیا۔ تو سب سے اول مراد خسرو کو قتل کرنے پر امادہ ہوا۔ اوس نے شاہی جرنیل کا جو فرمان سلطانی لیکر اوسے قتل کرنے آیا تہا۔ بزور شمشیر مقابلہ کیا۔ مگر جب ساتہیون نے اوسکا ساتہہ چہوڑ دیا۔ تو اوسنے خود ہی اپنا سر جلاد کے سامنے خم کر دیا۔

اوس کی جگہ غدار و نمک حرام رجب پاشا وزیر اعظم مقرر ہوا۔ اوس نے نوعمر موسیٰ پاشا سے رشک کہا کر جسے سلطان نہائت عزیز رکہتا تہا خسرو پاشا کا عوض لینے کے بہانہ سے فروری ۱۶۳۲ء مین ینگچریون سے دوبارا بغاوت کرادی۔ یہ کل بغاوتون سے سخت تر تہی۔ اس مین نہ فقط سلطان کا منظور نظر فتنہ و فساد کی قربان گاہ کا شکار ہوا۔ بلکہ سلطان کی معزولی کا بہی مصمم ارادہ کر لیا گیا۔ مگر کوسہ محمد ینگچریون کے آغا اور رودم محمد نام سپاہیون کے ایک افسر نے جو اون پر بہت قابو رکہتا تہا۔ فوج کی دونون جماعتون کو اس ارادہ کی تکمیل سے روک لیا۔ یہ فساد برابر دو مہینہ قائم رہا۔ آخر مراد نے رجب پاشا کو اچانک در پردہ ہلاک کرا کر فساد کے درخت کو جڑ سے کاٹ دیا۔ اور اس کے بعد فوج کو مطیع فرمان کرنے کی طرف متوجہ ہوا۔ اس مدعا مین اوسے ۲۹ مئی ۱۶۳۲ء کو جس دن اوس نے فوج اور مشیرون کی تابعداری سے آزاد ہوکر عنان سلطنت کو اپنے ہاتہہ مین لیا۔ پوری کامیابی حاصل ہوئی۔ مراد نے کنارہ دریا پر سنان پاشا کی کوشک مین دربار منعقد کیا۔ مفتی وزراء، سرکردہ علماء۔ اور کوسہ محمد و رودم محمد اوس مین حاضر تہے۔ اور شاہی گارڈ کی سوار ان کے چہہ رسالے بہی جو وفاداری مین ثابت تہے۔ سلطانی ارشاد کی فی الفور تعمیل کرنیکے لیئے صف بستہ کہڑے تہے۔ مراد نے تخت پر بیٹہہ کر سپاہیون کے سرغنہ افسرون کو جو آستانہ مین صلاح و مشورہ کے لیئے جمع تہے۔ بلا بہیجا۔ اور اس کے بعد ینگچریون کو قاصد کے ہاتہہ طلب کرکے اونہین مخاطب کیا کہ تم دوسری غدار فوج یعنی سپاہیون کے، برخلاف سلطنت کے جان نثار رہو اور تمکو حلف وفاداری اوٹہانے مین کوئی

عذر نہین ہوگا - ینگچریون نے بآواز بلند جوابدیا کہ بادشاہ کے دشمن ہمارے دشمن ہین - اور پھر ہر ایک نے قرآن شریف اوٹھاکر جو باری باری ہر ایک ہاتھہ پر رکھا گیا تابعداری کی حلف اُٹھائی - حلف کی کاروائی ابھی ختم نہین ہوئی تھی کہ سپاہیون کی نیابت بھی پہونچ گئی - یہ رنگ دیکھہ کر اونکا رنگ فق ہوگیا - اور جب مرادنے اونکو سرکشی اور بیباکانہ تاخت و تاراج پر سخت زجر و توبیخ کی تو اونھون نے نہایت عجز و الحاح سے الزامات کی درستی کو قبول کرکے عرض کیا کہ ہم افسرون کا قصور نہین - ہمارے آدمی ہمارا حکم نہین مانتے ، مرادنے جوابدیا " اگر تم بذات خود خیر خواہ ہو تو اپنے بھائی ینگچریون کیطرح قسم اٹھاؤ - اور سرغنہ بدمعاشون کو میرے حوالہ کرو " افسرون کو متابعت کرنے اور حلف اوٹھانے کے سواء کوئی چارہ نہ تہا - ذرہ چون و چرا کرتے تو سپاہی کے سوار اور ینگچری اونکا خون پی لیتے - ان کے بعد سلطان قاضیون کیطرف متوجہ ہوا - اور اونکو کہڑے ہوکے حکم دیکر ملامت کی کہ تم رشوتین لیکر انصاف کو بیچتے ہو - اور میری رعیت کو تباہ کررہے ہو - اوسکا تمھارے پاس کیا جواب ہے - اون سب نے یکزبان ہوکر عرض کیا کہ ہم تو ایسا نہین کرنا چاہتے - مگر ہمکو کوئی آزادی حاصل نہین - اگر ہم تیری رعیت کو سپاہیون اور مصلون کی دستبرد سے بچانے کی کوشش کرتے ہین تو ہمکو بر سر عدالت و بیحرمت کرتے ہین - اور ہمارے گہرونکو لوٹ لیتے ہین " سلطان نے کہا " مین ایسی باتین بہت سن چکا ہون " اتنے مین ایشیائی علاقہ کے ایک عرب نژاد قاضی نے سلطان کے روبرو آکر تلوار میان سے نکال لی - اور زور سے پکار کر کہا " میرے بادشاہ ان سب خرابیون کا علاج تلوار کی دہار ہے " - بادشاہ اور کل حاضرین مجلس متحیر ہوکر اوسکی طرف تکنے لگ گئے - مگر اوس نے کوئی اور لفظ نہ کہا - سلطان نے بہادر قاضی کا فتویٰ لکھہ لئے جانے کا حکم دیا - اور پھر سلطان وزراء مفتی اور تمام اعلےٰ عہدہ دارون نے تحریری اقرار نامہ پر دستخط کئے کہ ہم قیام امن اور خرابیون کے دور کرنے مین ساعی رہین گے - اگر ایسا نہ کرین تو ہم پر خدا و رسول اور تمام بہشتون اور مومنون کی پھٹکار پڑے -

مرادنے کاغذی اور زبانی کارروائی سے فارغ ہوتے ہی عملی کارروائی شروع کردی معتبر اور مستعد قاصد قسطنطنیہ کے ہر محلہ و کوچہ مین بھیجدیئے گئے - جنھون نے پچھلی بغاوت کے سرغناؤن اور اون تمام اشخاص کو جنھین مرادنے مستوجب قتل قرار دے رکھا تہا - ملک عدم کو روانہ کردیا - ینگچری اور سپاہی افسرون کے مارے جانے اور باہمی بے اعتباری کی وجہ سے دم نہ مار سکے - اور سر اطاعت خم کردیا - یہی کارروائی تمام ممالک محروسہ کے صوبون مین جاری رہی - اور ہزارون مفسد تلوار کی گہاٹ اُتر گئے - مگر خاص قسطنطنیہ مین شاہی عوض کشی کا کام مراد کی خاص زیر نگرانی ہونے کے باعث کامل طور پر سر انجام ہوا - اور شاہی گورنمنٹ نے برسون کی ذلت و بے حرمتی کا بدلہ پورا پورا لیا - ہر صبح باسفرس کے کنارون پر بیسیون لاشین پائی جاتی تہین - جنکو پانی

اچھالکر خشکی پر پہینکدیتا تہا۔ انمین اکثر اون ینگچریون اور سپاہیون کی لاشین ہوتی تہین جو اوس رات سے پہلے فرعون بے سامان بنے ہوئے بازارون مین مٹر گشت کرتے ہوئے نظر آتے تہے۔ سلطان کے قد و قامت اوسکی دلیری شجاعت اور سپاہیانہ شکل و شباہت نے بہی اوس کے رعب بٹہلانے مین تہوڑی مدد نہ دی۔ اس وقت اوسکی عمر بیس برس کی تہی۔ چہرہ کے خط و خال موزون اور خوبصورت تہے۔ اور سُرخ رخسارون پر سبزہ خط کا آغاز شروع ہوگیا تہا۔ وہ ہر روز شہ سواری اور تیراندازی کے کرتب اپنی رعیت کو آتمیدان مین دکہاتا جنکو دیکھ کر ہر کرسمہ کی زبان سے خود بخود مرحبا و آحسنت کے کلمات نکل جاتے۔ جسمانی قوت اسقدر رکہتا تہا کہ اوسکا تیر اُس زمانہ کی بندوق کی گولی سے زیادہ جاتا تہا۔ اور چار انچ دبیز آہنی چادر کو پہاڑکر نکل جاتا تہا۔ وہ رات کیوقت بہیس بدلکر شہر مین گشت کرتا۔ اور اکثر اوقات خطاکارون کو اسیوقت اپنے ہاتھ سے تہ تیغ کردیتا تہا۔ اگر کسی محلہ مین فساد کی غرض سے کوئی مجمع ہونے لگتا تو اوسکو اپنے بیشمار جاسوسون کے ذریعہ سے فوراً خبر ملجاتی۔ اور وہ مواد کے پکنے سے پہلے چیدہ و معتبر سوارون کو اردل مین لیکر موقع پر پہونچ جاتا۔ وہ بیخوف و خطر ینگچریون اور سپاہیون کی جماعتون مین سے گذر جاتا۔ اور فوجی گستاخی کرنا تو درکنار اوسکی شکل دیکہتے ہی خوف کے مارے دم سادہے ہوئے ادہر اُدہر کہسک جاتے کہ کہین وہ اونکو پہچان نہ لے۔ اور وہین قتل کا حکم نہ دیدے۔

اوس نے اوسی برس آبازا کو جو ینگچریون سے جانی دشمنی رکہنے مین مشہور تہا۔ بوسینیا سے منگواکر ینگچریون کا آغا مقرر کردیا۔ جو اپنے جابر آقا کی خدمت اس خطرناک عہدہ پر نہائت وفاداری سے کرتا رہا۔ مگر آخر اوس پر بہی عتاب وارد ہوگیا۔ اور ۱۶۳۴ء مین سلطان کے حکم سے قتل کردیا گیا۔ خونریزی کی عادت رفتہ رفتہ اُس مین اسقدر راسخ ہوگئی کہ اوس کی طینت ثانی بنگئی۔ ہر قسم کے جرم پر اوس کے مُنہہ سے دو حرفی حکم قتل کردو کا صادر ہوتا۔ اور کسی کی بنسبت اوس کے دل مین ذرا سا شک گذر جانا اوس بدنصیب کی ہلاکت کیلئے کافی تہا۔ لوگون کے دلون پر اوسکا خوف ایسا بیٹہہ گیا ہوا تہا۔ کہ جب کوئی شخص سلطان کے روبرو بلایا جاتا تو وہ موت کیلئے تیار ہوکر اور غسل و وضوء کرکے محل مین داخل ہوتا۔ مراد کی زندگی کو مطلق العنان طرز حکومت کے حامی اپنی تائید مین پیش کرکے کہہ سکتے ہین۔ کہ مطلق العنانی ہی کی طفیل ایک مستعد و مصلح فرمانروا چند مہینون مین برسون کی خرابیون کو دور کرسکتا ہے۔ جو امر آئینی حکومتون مین ناممکن ہے۔ اور آئینی حکومت کے طرفدار اوسے مطلق العنانی کے برخلاف یہ کہکر پیش کرسکتے ہین کہ وہ خود مختار کو ابتداء مین گوفی الواقع مجرمون کو سخت سزا دینے پر مائل کرتی ہے۔ مگر بتدریج بے بنیاد و فضول شک و شبہات پر بہی ویسی ہی سختی کرنے کی عادت اُس مین مرتسخ کردیتی ہے۔ مراد کی خونریزی کا دائرہ رفتہ رفتہ بہت وسیع ہوگیا۔ لیکن عرصہ دراز تک اوسکی سختی کا استعمال بے وجہ اور بیمحل نہ ہوا۔ اور وہ محض شاناً تر ترنگ پر مبنی نہ تہا۔ عنان حکومت کو سنبہالنے سے دو برس بعد تک اوس نے فقط اونہی لوگون کو قتل کرایا جو

فی الواقع مجرم تھے۔ یا جن کی نسبت اوسے شبہ ہو گیا تہا۔ بعد ازان یہ حالت نہ رہی۔ اور انسان کی جان کی حقیقت اوس کی نظرون مین کچھ نہ رہگئی۔ سواری کے وقت اگر کوئی بدنصیب سامنے آگیا۔ اور اوس سے کوئی ایسی حرکت سرزد ہوگئی جو سلطان کو بری معلوم ہوئی تو اوسکا سر فوراً قلم کر دیتا۔ ایک دفعہ چند عورتین مرغزار مین ملکر ناچ گا رہی تہین۔ سلطان کو ناگوار گذرا اور سب کو پکڑوا کر دریا مین غرق کرا دیا۔ اوسکا یہ حکم یوروپین مہذبین کو تو بیشک نہایت وحشیانہ معلوم ہوگا۔ لیکن ایشیائی رسم و رواج کے مطابق یہ بیباک و بیحیا عورتین جو ایسے مقام پر جہان غیرون کی نظر سے کوئی پردہ نہ تہا۔ اس حرکت بد کی باداش مین ایسی سزا کی مستوجب تہین۔ ایک موقعہ پر ایک کشتی جسپر کئی عورتین بھی سوار تہین محلسرا سے (جو تین طرفون سے سمندر سے گھرا ہوا ہے) اس قدر قریب ہو کر گذری کہ مرادنے اوسکو گستاخی پر محمول کرکے باتریون کو گولہ باری کا حکم دیا۔ اور کشتی فوراً غرق کر دی گئی۔

ایک دفعہ ایک قوال نے ایراقی غزل گائی۔ مرادنے وہین اوسکا سر قلم کرا دیا کہ اوس نے ایرانی غزل پڑھنے سے سلطنت کے دشمنون کی عزت افزائی کی ہے۔ کہاجاتا ہے کہ سنہ ۱۶۳۷ء مین ۲۵ ہزار اور کل عہد حکومت مین ایک لاکھ جانین اوس کے حکم سے ضایع ہوئین۔ ان مین سے تین شہزادگان بایزید سلیمان و کاظم اوس کے بہائی تہے۔ اور بقول بعض مخبوط الحواس مصطفیٰ بھی قتل ہوا تہا طبعی موت سے فوت نہین ہوا تہا۔

آخری عمر مین مراد کو شراب کی سخت علت پڑگئی تہی۔ اور اس نے بھی اوسکی خونخوار کو تیز کر دیا تہا۔ ایکدفعہ رات کو شہر مین گشت کرتے ہوئے اوس کی ایک مخمور سے ملاقات ہوگئی۔ اوسکا نام مصطفیٰ بکر تہا۔ باتین شروع ہونے پر اوس نے بڑ ہانکی کہ میرے پاس ایک ایسی نعمت عظمیٰ ہے جس سے کل قسطنطنیہ بلکہ آبنائے کینیٹ ہی خرید اجاسکتا ہے۔ مرادنے علی الصباح اوسکو دربار مین بلاکر رات کی گفتگو یاد دلائی۔ بکرنے کمال دلیری سے چغہ کے نیچے سے صراحی مے نکالکر بادشاہ کے سامنے کی اور کہا "یہ وہ اکسیر حیات ہے جو دنیا کے تمام خزانون سے قیمتی ہے اور گدا کو بادشاہ سے زیادہ سرمست اور فقیر کو اسکندر ذوالقرنین بنا دیتی ہے"۔ مرادنے اس دلیر بادہ خوار کی جرأت و بشاشت سے خوش ہو کر اوس سے صراحی لے لی۔ اور ایک گھونٹ مین اوسے خالی کر دیا۔ اسدن سے بکر سلطان کا ہم پیالہ و ہم نوالہ دوست ہو گیا۔ سنہ ۱۶۳۷ء مین جبکہ وبا سے یومیہ پانچ پانچ سو آدمی قسطنطنیہ مین مر رہے تھے۔ مراد اپنے دوست کے ساتھہ ساری ساری رات بادہ خوری کرتا رہتا۔ اور کہا کرتا "اس بہار مین خداوند کریم بدمعاشون کو سزا دے رہا ہے۔ سرمائین وہ بھلے مانسون کی خبر لیگا"۔

مگر بادہ خواری کے ماسوا مراد اور باقی کل عیاشیون اور خرابیون سے بچا رہا۔ اس لئے اوسکی صحت اور قویٰ مین کوئی فرق نہ آیا۔ جب کسی ملکی یا فوجی معاملہ مین اوسکی نگرانی اور مستعدی کی ضرورت ہوتی

لہ ترک سلاطین عثمانیہ مین چونکہ باقاعدہ شادی کا رواج عرصہ دراز سے موقوف ہے۔ اور حرم کی کل عورتین کنیزکین ہوتی ہین۔ اور اونہی کے بطن سے اولاد پیدا ہوتی ہے۔ اسلئے ترک سلطان کو ولد الجاریہ یا ابن کنیز بھی کہتے ہین۔ مولف ۱۲

تو اُس سے بڑھکر محنتی اور تائب کوئی نہ ہوتا۔ اور گو اس مین کتنے ہی عیوب کیون نہ ہون۔ اوس نے سلطنت کو
باقی کل ظالمون کے پنجہ سے چھڑا دیا۔ اپنی سختی کو علیحدہ کہکر وہ کبھی گوارا نہ کرتا تہا۔ کہ کوئی اور اُسکی رعیت کو
ستا سکے۔ وہ عام بدمعاشون اور سرکاری ملازمون کے جرائم اور ظلم وستم کو روکنے سے ایکدم غافل نہ رہتا۔ اور قصور
دارونکو عبرت انگیز سزائین دیتا۔ اوسکی واقعی حکومت کے شروع ہوتے ہی ملک مین امن قایم ہوگیا۔ فوجیون کے
اطوار درست ہوگئے۔ اور عدالتون کا انتظام سدہر گیا۔ ملک کے محاصل بڑہ گئے۔ سرکاری روپیہ کا غبن موقوف
ہوگیا۔ اور جائز مصرف کے سواء فالتو کہین ایک کوڑی خرچ نہ ہوتی۔ منیا متون اور تیارون کا انتظام
درست ہوگیا۔ اور اونکی تمام خرابیان دور کردی گیئن۔ اور ان اصلاحون کے ہوتے ہی عثمانیہ فتوحات
کا دورہ پہر شروع ہوگیا۔ وہی ینگچری فوج جو کبہی سلطنت کا دست وبازو ہو چکنے کے بعد بدمعاشون
اور بزدلون کا مجموعہ رہگئی تہی۔ اب پہر فاتح ومنصور فوج ہوگئی۔ باین ہمہ سطوت وجلال ایک امر کا
انتظام مراد بہی نہ کرسکا۔ جس سے اوس کی کمزوری نہین۔ بلکہ مین سعادتمندی ثابت ہوتی ہے۔ اوسے
اپنے قبل نشینون کیطرح عورتون کا چندان شوق نہ تہا۔ مگر سلطانہ ماہ پیکر کی وجہ سے جسکا وجود اوائل
عہد مین سلطنت کے لیئے بہت سعید اور مبارک ثابت ہوا تہا۔ اب بیٹے کی خودمختاری پر بہی ملکی معاملات
مین مداخلت کرنا نہین چاہتی تہی۔ مراد کو گوارا نہ تہا۔ اوس نے کئی دفعہ والدہ کو قدیم محلات مین بہیجدیا۔
مگر وہ پہر محلسرائے کو واپس چلی آتی۔ اور حفظ مراتب مراد کو سختی کرنے کی اجازت نہ دیتا۔ سمجھہ مین نہین آتا
کہ مراد ایسے جابر وخودرائے سلطان کو بہی والدہ کے سامنے عاجز وبے بس دیکھہ کر یورپ والے کسطرح
مسلمانون پر یہ الزام لگانے کی جرئت کرسکتے ہین۔ کہ اونمین عورتون کی کوئی قدر ومنزلت نہین اور
اُنکو حیوانون سے بہی بُری حالت مین رکھا جاتا ہے۔ اِس تاریخ کے ناظرین سے پوشیدہ نہین رہا کہ اِس
فرقہ اناث کو مسلمانون کی سب سے بڑی سلطنت کے اہم ترین ملکی معاملات مین کسقدر دخل رہا ہے۔ اور اُن
مین سے اکثر کس قابلیت سے اونکو سرانجام دیتی رہی ہین۔ پس ظاہر ہے کہ جس قوم وملت کی عورتین بادشاہون
کے انتظام کا سلیقہ رکہتی ہون۔ اوس مین فرقہ اناث بے زبان حیوانون کی حیثیت مین ہرگز نہین ہوگا۔

انتظام مملکت کو ہاتہہ مین لیتے ہی وہ صوبجات رفتہ کے فتح کرنے کیلیئے دارالخلافہ سے باہر نہین جا
سکتا تہا۔ آخر جب یقدر تسلط بیٹھہ گیا تو سنہ ۱۰۴۳ھ کے آخری حصہ مین اوس نے خود ایشیائی صوبون کا دورہ
شروع کیا۔ قصبہ نیکومیڈیا سے کسی قدر ہی پرے جانے پر اوسے سڑکین اسقدر حالت مین نظر آئین کہ غضب آلود
ہوکر اوسنے شہر کے قاضی کو قتل کرادیا۔ اِس سے طبقہ علما مین سخت ناراضگی پہیل گئی۔ اور بڑے بڑے
علمائے نے دارالخلافہ مین سلطان کے برخلاف گستاخانہ کلمات زبان سے نکالنے شروع کردیئے۔ سلطان کی

والدہ نے بیٹے کو اس معاملہ کی اطلاع کر دی۔ اور اوس نے فی الفور قسطنطنیہ واپس آکر مفتی اعظم کو قتل کرا دیا کہا جاتا ہے کہ تاریخ عثمانیہ مین سلطان کے حکم سے مفتی کے مارے جانے کی ایک ہی مثال ہے۔ اس سے پہلے یا بعد پھر کبھی ایسا نہ ہوا۔ اس ایک ہی قتل سے مراد کی بقیۃ العمر تک علما کی قلم یا زبان سے پھر کوئی لفظ اوسکے خلاف نہ نکلا۔ ۱۶۳۵ء کے موسم بہار مین وہ پھر دار الخلافہ سے روانہ ہوا۔ یہ روانگی ایشیائی صوبون کے معائنہ ہی کے لیے نہین تھی۔ بلکہ اس نے وہ تمام ممالک بھی جو ایرانیون نے فتح کر لیے ہوئے تھے۔ واپس لینے کی حلف اٹھائی تھی اس محاربہ مین اس نے اپنے اولین الوالعزم اباواجداد کی قابلیت دکھلائی۔ اور اپنی ذاتی شجاعت اور سپہ سالاری کے بھی پورے جوہر دکھائے۔ انگریز موورخ جو اوسکا ہمعصر تھا لکھتا ہے کہ "مراد کل صعوبتین اور تکلیفین اپنے سپاہیون کے برابر اوٹھاتا تھا۔ اگر اونکو کسی وقت راشن نہ ملتا تو یہ بھی کہانا نہ کہاتا۔ اونکو برف مین ننہا پڑہنا تو یہ بھی رہتا۔ چھ مہینون تک زین اوسکا سرہانا۔ گھوڑے کی جھل اوسکا بچھونا اور فرش خاک اوسکا پلنگ تھا"

صوبہ وقصبہ یروان کے (بقول ایک موورخ کے ایرانی گورنر کی بےایمانی سے) فتح ہو جانے سے مراد کی شہرت اور نیکنامی بہت بڑھ گئی۔ اور اوسی موورخ کا بیان ہے کہ "اس عام ہر دلعزیزی کے موقعہ سے فائدہ اوٹھا کر اوس نے اپنے دو بھائیون بایزید اور سلیمان کو اریوان سے جلا دبھیجکر قسطنطنیہ مین قتل کرا دیا۔ مگر سلطان کی توقع کے برخلاف اہالی شہر حتی کہ خود سلطانی فوج کے حصہ کثیر نے مقتول شہزادون کا ماتم کیا۔ اور اگر اونکی توجہ مہمات تازہ کیطرف منعطف نہ ہو جاتی تو غالباً عام بغاوت کر دیتے" اریون سے بعد مراد نے تبریز کو فتح کیا۔ اور اوسکو تاخت و تاراج کر کے دار الخلافہ کو واپس آگیا۔ روانگی اور مراجعت دونون مین اوس نے صوبون کے خائن گورنرون اور عمال کو سخت عبرت بخش سزائین دین۔ واپسی پر مراد نے پیرا کے عیسائیون اور یوروپین سفراء کو بہت ذلیل اور تنگ کیا۔ ان لوگون پر یہ تشدد جاری ہی تھا۔ کہ سلطان کو خبر پہونچی کہ ایرانیونے ارمستان مین پہر جنگ جاری کیکر نہ فقط اپنے نقصانات کو پورا کر لیا ہے بلکہ ترکی علاقہ مین بھی بڑھ آئے ہین۔ مراد یہ سنتے ہی جنگ مین شریک ہونے پر تیار ہو گیا۔ مگر یوروپین صوبجات کے معاملات نے اوسے دو برس تک فرصت نہ دی۔ آخر ۱۶۳۸ء مین وہ دار السلام بغداد کی فتح کے لیے جو پندرہ برس سے شیعون کے قبضہ مین تھا اور ترک اس کے لینے کے لیے کئی ناکام کوششین کر چکے تھے۔ قسطنطنیہ سے روانہ ہوا۔ اور جانے سے پہلے شہزادہ کاظم اپنے چھوٹے بھائی کو جسکی ہر دلعزیزی سے اوسے اندیشہ پیدا ہو گیا تھا۔ قتل کرا تا گیا۔ بلاد مشرق مین بغداد کی نسبت عام روایت مشہور ہے کہ جب تک بذات خود کوئی بادشاہ اوسپر حملہ آور نہو وہ فتح نہین ہو سکتا۔ سات دمون کا سلطانی جھنڈا ۹ مارچ ۱۶۳۸ء کو سکودرہ کی پہاڑیون پر نصب کیا گیا۔ اور ایک ہفتہ بعد بغداد کی طرف روانہ ہو گیا۔ اس سے بعد پھر کسی سلطان نے اپنے ایشیائی صوبون مین گشت نہین کی کسی نے

بڑی ہمت کی تو قسطنطنیہ قرب وجوار مین دس بیس کوس تک ایشیائی علاقہ دیکھہ آیا۔ مہم اریوان کی طرح اس سفر مین بہی سلطان نے عمال کی نسبت رہبی طرہ قائم رکہا۔ ہرایک مقام پر پاشا وات ۔ قاضی ۔ امام مجمل جوق در جوق رکاب سلطانی کو چومنے کے لیئے دوڑے آتے ۔ اور اُن مین سے اگر کسی عامل کے چال چلن دیانت داری مستعدی یا وفا داری کی نسبت ذرا سی بہی شک سلطان کے دل مین ہوتا تو اوسکا سر اوسی وقت بادشاہ کے گھوڑے کے سمون مین لڑہکتا ہوا دکہائی دیتا۔

۱۵ نومبر ۱۶۳۸ء کو عین پروگرام کے مطابق عثمانیہ جھنڈے بغداد کے سامنے نصب ہو گئے۔ اور پایہ تخت خلفائے عباسیہ کا آخری محاصرہ شروع ہو گیا۔ شہر کے قلعے اور برُوج مضبوط تھے۔ اور اوسپر بیس ہزار ایرانی فوج مامور تہی جس مین سے بارہ سو باقاعدہ تربیت یافتہ بندوقچی تھے۔ ایرانی گورنر بکتش خان نامی تہا۔ جس کی شجاعت اور قابلیت مسلمہ تھی۔ ترکون کو توقع تہی۔ کہ ایرانی جان توڑکر لڑین گے۔ اونکا یہ خیال غلط نہ نکلا۔ مگر ترکی فوج کی زیادتی اوسکا اعلےٰ درجہ کا نظام اور سب سے بڑھکر مراد کا مردانہ استقلال سب مشکلون پر غالب آگیا۔ مراد نے فوج کو متحملانہ محنت ومشقت اور عملی بہادری کا خود نمونہ بنکر دکہلایا۔ وہ خندقون اور دمدمون کی تیاری مین شوق کے ساتھہ شریک ہوتا اور اپنے ہاتھہ سے توپون کی شست کو درست کرتا۔ اور جب ایرانیون کے متعدد حملون مین سے ایک دھاوے مین ایک دیو قد شہ زور ایرانی سپاہی نے میدان مین تنہا نکلکر ترکی لشکر کے سب سے بہادر اور لائق سپاہی کو مبازرت کے لیئے للکارا تو خود سلطان اوس کے مقابلہ پر نکلا ۔ اور طولانی مقابلہ کے بعد جسکا نتیجہ دیر تک مخدوش رہا ۔ اپنے رقیب کے سر پر ایسی کاری ضرب لگائی کہ تلوار خود اور کہوپری سے لیکر ٹہوڑی تک کاٹتی ہوئی چلی گئی۔

۲۲ دسمبر کو ترکی توپخانہ نے فصیل شہر مین اسّی گز چوڑا شگاف کر دیا۔ اور اس موقعہ پر دیوار ایسی ہموار ہوگئی کہ اندہا بہی آنی جگہ پر بلاخوف وخطر گہوڑا دوڑا سکتا تہا۔ خندق کا وہ حصہ جو شگاف کے سامنے تہا کوڑہ کرکٹ اور خس وخاشاک سے بھردیا گیا۔ اور ترکون نے تندی وتیزی کے ساتھہ شہر پر حملہ کر دیا۔ شگاف پر دو دن تک لڑائی ہوتی رہی۔ لیکن آخر ترکی فوج کو واپس ہٹنا پڑا۔ دوسرے دن شام کے وقت واپسی پر سلطان نے طیار محمد پاشا وزیر اعظم کو پسپائی پر سخت ملامت کرکے بزدلی کا الزام دیا۔ پاشا نے جواب دیا "میرے بادشاہ کاشکے بغداد کی فتح کا تجہے یقین دلانا اوس سے نصف ہی آسان ہوتا جیسا کہ مجھکو کل تیری خدمت مین شگاف پر اپنی جان قربان کرنا آسان ہوگا" الغرض تیسرے دن ۲۴ دسمبر ۱۶۳۸ء کو طیار محمد نے بذات خود کمان لیکر شہر پر حملہ کیا۔ اور ایرانی بندوقچیون کی

باڑھ سے جس نے اوس کے منہ کو چھلنی بنا دیا شہید ہو گیا۔ مگر ترک اس سے شکستہ دل نہ ہوئے وہ دلیری اور ثابت قدمی سے آگے بڑھتے گئے۔ اور آخرش شہر فتح ہو گیا۔ محصور فوج کے ایک حصہ نے جو شہر کے اندرونی قلعون مین تھا۔ امان مانگی اور اوسے ملگئی۔ مگر بازار مین چند ایرانی بندوقچیون اور ترکون کی ایک جماعت مین اتفاقیہ تلوار چل جانے پر مراد نے ایرانیون کے قتل عام کا حکم دیدیا۔ اور شام کیوقت بمشکل تین سو ایرانی باقی بچے۔ چند دنون کے بعد اتفاقًا یا کسی ایرانی کی شرارت سے بارود کا میگزین اُڑ گیا۔ اس حادثہ مین آٹھ سو ینگچری ہلاک یا مجروح ہوئے۔ اس سانحہ جانکاہ سے مراد اپنے غضب کو نہ روک سکا۔ اوس نے اب باشندون کے قتل عام کا بھی حکم دیدیا۔ جس مین تیس ہزار شہری قتل ہوئے۔ اس کے بعد سلطان نے فصیل و برُوج کی مرمت کرائی۔ اور اپنے ایک قابلترین جنرل کے ماتحت بارہ ہزار فوج بغداد کی حفاظت کے لیئے چھوڑ کر فروری ۱۶۳۹ء مین دار الخلافہ کیطرف مراجعت فرما ہوا۔ جہان وہ بفتح و نصرت شاہانہ طمطراق اور جلوس کے ساتھ ۱۰ جون ۱۶۳۹ء کو داخل ہوا۔ مکانون کی چھتین اور جھروکے اور تمام کوچہ و بازار مشتاقان جمال سے بھرے ہوئے تھے۔ ہر طرف سے "بارک اللہ غازی مراد" کے نعرے بلند ہو رہے تھے۔ اور ہر ایک شخص اوسکی تعظیم و تکریم مین سر جھکائے ہوئے تھا۔ سلطان صیقل شدہ فولاد کی چمکدار[1] زرہ بکتر لگائے ہوئے اور اوس کے اوپر کندھون پر چیتے کی کھال ڈالے ہوئے جنوبی رُوس کے تاتاری علاقہ نوغائی کے ایک شاندار اسپ بادپا پر سوار تھا۔ دستار پر تین مرصع کلغیان لگی ہوئی تھین۔ ۲۲ ایرانی خوانین قیدی دائین بائین بارکاب تھے۔ اور چھ کوتل گھوڑے با ساز و سامان مرصع پیچھے چلے آرہے تھے۔ باین شان و شوکت سلطان نے فخر و ناز سے دائین بائین دیکھتا ہوا اور رعایا کے سلامون کا جواب دیتا ہوا محلسرائے شاہی مین داخل ہوا۔ شاہ ایران نے جلدی ہی صلح کی التجا کر کے سلطان سے اون شرائط پر ۱۵۵۵ء مین سلیمان اعظم نے ایران سے کی تھین۔ ۱۵ ستمبر ۱۶۳۹ء کو معاہدہ کر لیا۔ اس کے روسے اریوان ایران کو دیدیا گیا۔ اور بغداد مع علاقہ جات ملحقہ ٹرکی کے پاس رہا۔ اس کے بعد پھر اسّی برس تک دونون سلطنتون مین لڑائی نہ ہوئی۔ اور مراد چہارم کی طفیل ٹرکی کو اپنی ہم مذہب ریاست سے جس نے اب ٹرکی کی فوقیت کو قبول کر لیا تھا۔ مصروف کارزار ہو کر مسلمانون کی طاقت کو کمزور کرنے کی بجائے یوُرپ کی عیسائی سلطنتون کا مقابلہ کرنے کے لیئے کافی مہلت اور فرصت مل گئی۔ منزیز صاحب کا بیان ہے کہ اس فتح سے سلطان کی شان و شوکت تو بہت بڑھ گئی۔ مگر فائدہ کچھ نہ ہوا۔ یہ علاقہ سلطان کے حق مین ویسا ہی ہے۔ جیسا کہ کریٹ کا قبضہ وینس کے حق مین یا بلجیم کا ہسپانیہ کے لیئے وہان کا خرچ بے اندازہ

[1] یہ زرہ اتبک سلطان سلیم خانہ مین موجود ہے۔ مولف

اور آمدنی بہت تہوڑی تہی - اسی لیئے ترکون کو اس جگہ وہ صورت پیش آئی جو اونکو کسی فتح مین نہین آئی تہی - یعنی وہ اس علاقہ مین تیمار و ضیامت کی جاگیرین قایم نہ کرسکے - جن سے اونکو دیگر علاقون مین خاص اون علاقون اور نیز خدمات شاہی کے لیئے فوجین بہم پہونچتی تہین - اکثر باشندے جنگلون کو بہاگ گئے تہے - اور بے شمار رایان کے شہر دن مین جابسے تہے - جس سے آبادی بہت کم ہوگئی تہی - اس لیئے ترکی سپاہیون نے وہان جاگیرین لینے سے انکار کردیا تہا - جہان نہ اونکو زرعت کیلئے کاشتکار مہیا ہوسکتے تہے - اور نہ گہوڑون کی پرورش کے لیئے جو نیز فوج سوارون کے لیئے جاگیر کی آمدنی کے لحاظ سے کم یا زیادہ تعداد مین گورنمنٹ کو دینے پڑتے تہے - وہان کوئی ہوسکتا تہا - مفتوحہ علاقہ سے کسی محصول کی آمدنی نہ ہوئی اور سلطان مراد کو سرکاری خزانہ سے اوس فوج کو جو حفاظت ملک اور ایک زبردست اور بے کار سرحدی دشمن کے مقابلہ کے لیئے وہان قایم رکہنی ضروری تہی تنخواہ دینی پڑتی "

جو کچہہ مسٹر ممدوح نے لکہا ہے اگر یہ درست بہی ہو توبہی دار السلام کا قبضہ اخلاقی طور پر خلافت عثمانیہ کو کروڑون کی آمدنی والے ملک سے زیادہ مفید بلکہ ضروری تہا اور ہے - صاحب ممدوح نے اس بحث مین سلطنتون کے ایک مسلمہ اصول کو نظر انداز کردیا ہے جنکو اپنے اخلاقی رعب کے قیام اور سرحدون کی حفاظت یا قومی خواہشات کی تعمیل مین اکثر ایسے ممالک پر تسلط قائم رکہنا پڑتا ہے - جنسے آمدنی کوڑی کی نہین ہوتی - اور خرچ کروڑون روپیہ کرنا پڑتا ہے - اس امر کی صداقت خود ہندوستان کے سرحدی علاقون کے قبضہ انگلشیہ سے بخوبی واضح ہو رہی ہے -

تعلقات فرانس

مراد کے عہد مین فرانس کا اقتدار مشرق مین بہت کم ہوگیا - جسکا باعث زیادہ تر طامع فرانسیسی سوداگر اور تلاش محض متلاشیان روزگار تہے اول الذکر نے جالی سکے چلانے سے ترکی مین عام ناراضگی پیدا کردی تہی - اور آخر الذکر کوئی ایسی حرکت بد نہ تہی - جس کے وہ مرتکب نہ ہوتے تہے - لوئیس سیز دہم شاہ فرانس کی گورنمنٹ نے ان خرابیون کی اطلاع پاکر اصلاح معاملات پر پوری توجہ کی - البانیا مین متعدد قونصلاتو - اور موریا کے مختلف قصبات ایتھنز - ماؤ - قسطنطنیہ - حلب - صیدا وغیرہ مین نشستین قایم کی گئین - مشہور سیاح ڈیشائی ساکن تورسمین داقع فرانس، کو تمام فرانسیسی قونصل خانون اور تجارتی کوٹہیون کے معائنہ کے لیئے بہیجا گیا - وہ سلطنت عثمانیہ کے حصہ کثیر کا دورہ کرکے آخر یروشلیم پہونچا - جہان اس نے فرانسیسی قونصلا تو قایم کرکے بیت اللحم کے مقدس مقامات کی تولیت غاصبانہ رتی پادریون سے پہیر رومن کیتہولک راہبون کو دلوا دی -

ڈی سانسی کے بعد کونٹ ڈی کیسی فرانسیسی سفیر مقرر ہوا۔ اور اوس کے وقت سے دونون سلطنتون مین ناچاقی پھر شروع ہو گئی۔ سفیر مذکور نے وزیر اعظم کو قسطنطنیہ کے بطریق[1] اعظم کی برطرفی کے لیے جس نے کالوِن[1] کا عقیدہ یعنی پراٹسٹنٹ مذہب اختیار کر لیا تہا کہا اور جب وزیر نے اوسکی التجا کو قبول نہ کیا تو اوس نے غلطہ کے کنائس کی حفاظت وحمایت کے لیئے وینس کی جمہوری ریاست کو جو نیز رومن کیتہولک مذہب کی پابندی تہی اپنے ساتہہ شریک کر لیا کہ شاید دو کے اتفاق سے سلطنت عثمانیہ دباؤ مان جائے گی۔ مگر یہ اسکی پیچ خام خیالی تہی۔ سلطنت عثمانیہ اسوقت زمانہ حال کیطرح ایسی کمزور نہین ہو گئی تہی کہ ہر کس و ناکس کی دہمکی مین آجاتی۔ علاوہ برین انگلستان اور ہالنڈ کی پراٹسٹنٹ مذہب کی ریاستین فرانس کی مخالف تہین۔ اور گو اونکے مشورے اسوقت بہی خود غرضی سے خالی نہ تھے۔ لیکن ذاتی اغراض بہی صرف اقتدار قائم کرنے سے حاصل ہو سکتی تہین۔ ان دونون ملکون کے سفراء نے ۱۶۲۸ء مین سلطان کو جیسواٹ فرقہ کے مطابع اور مدارس کو بند کر دینے اور فرقہ مذکور کو قسطنطنیہ سے خارج کر دینے کی صلاح دی۔ اور سلطان نے سفیر فرانس کی سفارش وحمایت کے باوجود اس مفسد فرقہ کے ساتہہ حسب مشورہ سلوک کیا۔ فرانسیسی سفیر نے متواتر سفارتی تعلقات کے انقطاع کی دہمکیان دین۔ جن کے جواب مین مدبر وزیر یہ کہدیتا کہ فرانس اور ٹرکی کی دیرینہ رفاقت ومحبت ایسی کمزور نہین ہے جو چند جاسوسون کی سزا دہی سے ٹوٹ سکے۔ چنانچہ یہ شریر پادری مراد کے باقیماندہ عہد حکومت مین عثمانی قلمرو مین قدم نہ دہر سکے۔ کیسی سے دوسری بڑی غلطی یہ ہوئی کہ اوس نے اپنی طرف سے فرانسیسی تجارت کو فروغ دینے کے لیئے اشیاء درآمد وبرآمد محاصل کا اجارہ لیکر اوسکا اہتمام ۱۶۲۹ء مین ایک ارمنی کو دیدیا۔ اور وہ بیوقوف مارسیلیز دمرسیلیا، کے کئی تاجرون کا بلا سوچے سمجھے ضامن ہو گیا۔ اور اسطرح اوسکا دیوالہ نکل گیا۔ کیسی قانوناً اپنے گماشتہ کے قرضون کا جنکی تعداد ایک لاکھ فرینک کے قریب تہی ذمہ وار تہا۔ اور اوسپر نالش دایر ہو گئی۔

گورنمنٹ فرانس نے اسپر ۱۶۳۱ء مین کونٹ آف مارشیول ہنری ڈی گورنے کو کیسی کا جانشین مقرر کر کے قسطنطنیہ روانہ کیا کہ وہ کیسی کے قرضون کو بیباق کر کے معاملہ کو سلجہا دے۔ مگر نو وارد سفیر مغرور وجاہل ہونے کے علاوہ شورہ پشت بہی اول درجہ کا تہا۔ بحیرہ مجمع الجزائر مین داخل ہوتے ہی اوسکی ممتاز بہیڑ قبودان پاشا

[1] عیسائی مذہب کا بڑا ریفارمر اور فرقہ کالونسٹ کا بانی ہے ۱۵۰۹ء مین پیدا اور ۱۵۶۴ء مین فوت ہوا۔ وہ پراٹسٹنٹ فرقہ کے بانی سابق اور مصلح اعظم مارٹن لوتہر کا جو ۱۴۸۳ء مین پیدا اور ۱۵۴۶ء مین فوت ہوا۔ شاگرد رشید اور پیرو تہا۔ مؤلف ۱۲

کے بیڑہ سے ہو گئی۔ پاشا موصوف کو معلوم نہ تہا کہ کس کا جہاز ہے۔ اوس نے حکم دیا کہ ہمارے جہاز کی سلامی اوتاری
جائے۔ اور اجنبی جہاز کا مالک ہمارے سامنے حاضر ہو۔ سفیر نے اس کے جواب مین اپنے اہل جہاز کو پاشا کے جہاز
پر گولہ باری کرنے کا حکم دیکر توپچیون کو تاکید کی کہ امیر البحر کو جو اسوقت اپنے جہاز کے تختہ پر کھڑا تہا۔ خوب
شست باندہکر نشانہ بنائین۔ اس تمرد پر عثمانیہ بیڑہ نے فرانسیسی جہاز کا فی الفور محاصرہ کرکے مارشیول کو
جو غصہ سے لال پیلا ہو رہا تہا۔ مع دوان دکپتان، پاشا کے روبرو حاضر کیا۔ مارشیول نے پاشا کو اپنا نام اور
عہدہ بتا کر کہا کہ اس بے عزتی کے بدلہ مین یا تمہارا سر قلم کراؤنگا۔ یا فرانس بابعالی سے لڑائی شروع کر دیگا
ترکی پاشا نے اس دیوانہ کا منصب معلوم کرکے اوسے کوئی سزا نہ دی اور اوس کے ہذیان کے جواب مین کوئی
لفظ زبان سے نہ نکال کر اوسے بحراست دار الخلافہ تک لاکر وہان رہا کر دیا۔ آستانہ علیہ مین مارشیول نے وزیر
اعظم سے جب پہلی ملاقات کی تو اوس سے کپتان پاشا کے سلوک کی شکائت ایسی تیزی اور تندی سے کی اور
دہمکیون کا اسقدر طومار باندہ دیا کہ وزیر نے سلسلہ گفتگو کو منقطع کرکے اوسے رخصت کر دیا۔ اس ملاقات
کے بعد مارشیول نے مآل اندیشی اور تدبیر کو بالکل خیرباد کہدیا۔ اور ایشیائی رسم و رواج کی بات بات مین
ایسی تحقیر کرتا تہا کہ سب کو اوس کی دیوانگی کا یقین ہو گیا۔ اور ہر جگہ ہمیشہ بے حرمت و ذلیل ہوتا۔
اوس کی حماقت و دیوانگی کی ادنے مثالین یہ ہین کہ ایک دفعہ کچھ عیسائی غلامون کو بہاگ جانے مین مدد
دی قسطنطنیہ کے بازارون مین اگر ینگچریون کی کوئی جماعت اوس کے لیئے رستہ نہ کر دیتی تو تلوار کہینچکر
اونپر جہپٹ پڑتا۔ اور اپنے ترجمانون کو ہر وقت ایسی بیہودہ دہمکیان دینے کے لیئے دیوان (مجلس وزراء)
کے پاس بہیجا رہتا۔ کہ بقول ہمعصر آسٹرین سفیر کے ایک ترجمان کو پہانسی دیدیا گیا۔ دوسرے کی زندہ کی کہال
کہنچوادی گئی۔ اور آخر خود سفیر کے بیٹے کو قید کر دیا گیا۔ فرانسیسی گورنمنٹ کی بیوقوفی کا اس سے بڑہکر کیا
ثبوت ہو سکتا ہے۔ کہ اوس نے ایسے پاگل محض کو ایسے جابر سلطان کے وقت اپنا سفیر بنا کر قسطنطنیہ بہیجا
جسکے احکام کے آخری الفاظ ہمیشہ یہ ہوا کرتے تہے "جسطرح مین نے حکم دیا ہے اوس کی تعمیل کرو ورنہ
تمہارا سر قلم کرا دونگا" ترکون نے اوس کے تمرد پر عرصہ تک بہت صبر و تحمل اور بکمال انسانیت سے
کام لیا۔ لیکن اوسے مطلقاً ہوش نہ آئی تو آخر گورنمنٹ عثمانیہ نے بہی سختی سے کام لینا شروع کر دیا۔ غلطہ کے
اکثر گرجے بند کر دیئے گئے۔ تمام فرنگیون حتیٰ کہ سفراء سے بہی ہتہیار رکہ لیئے گئے۔ اور یوروپین اشیاء درآمد
پر محاصل بڑہا دیئے گئے۔ مارشیول ان تمام پابندیون اور سختیون پر بہت بکواس کرتا رہا۔ مگر اوس کی
کسی نے پروا نہ کی۔ اوسکو نہ فقط ترک ہی حقارت و نفرت کی نگاہ سے دیکہتے تہے۔ بلکہ کل عیسائی بہی اوسے
اپنی کل مصائب کا اصلی باعث سمجہکر سخت متنفر ہو گئے تہے۔ اس نالائق نے اپنے قبل نشین کے قرضون

کا جن کی درستی کے لیئے وہ درصل بہیجا گیا تہا۔ کوئی انتظام نہ کیا۔ اور جب کیسی مجبور ہو کر خود قسطنطنیہ آیا۔ تو قرضخواہون کو اوس کے گلے کا ہار کرا دیا۔ اور جن سوداگرون کا وہ ضامن ہوا تہا۔ اون کے جہازون کو شاہ فرانس کیطرف سے با بعالی کو مراسلہ بہیجا کر ضبط کرا دیا۔ کپتان پاشا کا دل کبہی مارشیول کیطرف سے صاف نہ ہوا تہا۔ ضبطی جہازات کے وقت وہ قایم مقام یعنی نایب وزیر اعظم ہو گیا ہوا تہا۔ اور اوسنے اس ہر بونگ سے فائدہ اوٹہا کر سلطان کے نام سے ایک حکمنامہ مارشیول کے نام جاری کر دیا۔ کہ فوراً دار الخلافہ سے چلا جائے۔ حکمنامہ مذکور مارشیول کے نام اوس کی ایلچیانہ حیثیت مین نہ تہا۔ بلکہ اوس کی ذاتی حیثیت سے تہا۔ اور جب مارشیول نے تعمیل سے پس و پیش کیا تو پاشا نے اسے جبراً ایک کشتی پر بٹھلا کر ایک فرانسیسی جہاز پر بہجوا دیا۔ اور جہاز مذکور عثمانیہ جہازون کی نگرانی و حراست مین ۱۶۳۴ء مین ڈارڈ نیلز سے بدر کر دیا گیا۔ اس کے بعد دیوان نے سابق سفیر کیسی کو تا وقتیکہ شاہ فرانس کوئی انتظام کرے فرانسیسی سفارت کا اہتمام لینے کی دعوت کر کے اوسے اوسکی منظوری پر مجبور کر دیا۔ شاہ فرانس نے جب قایم مقام کا مراسلہ پڑہا تو اوس نے اپنے سفیر کے اخراج پر کسی ہرجانہ کا مطالبہ نہ کر کے کیسی کی تقرری کو منظور کر لیا۔ جو ۱۶۳۹ء تک سفیر رہا۔ بعد ازان شاہ فرانس نے ایم ڈی لاہے والٹی لی کو اپنا سفیر مقرر کر دیا۔

مارشیول کے زمانہ سفارت مین سب سے بڑا نقصان فرانس کو یہ پہونچا کہ یونانیون نے لاطینیون سے بیت المقدس کی تولیت کو غصب کر لیا۔ زمانہ مدید سے فرانسسکن طبقہ کے پادری فرانس کی زیر حمایت مقدس مقامات پر قابض چلے آتے تھے۔ ۱۶۳۴ء مین یونانیون نے ترکون کے یورپینون سے برافروختہ ہونے سے فائدہ اوٹہا کر اپنے دعاوی کو پیش کیا۔ یہ مسئلہ یا مقدمہ دیوان کے روبرو کل عیسائی سفراء کی موجودگی مین پیش ہوا۔ اور فریقین نے اپنے اپنے دعوی کی تائید مین لمبی چوڑی شہادتین پیش کین آخر روپیہ کے زور پر یونانی بازی جیت گئے۔ اور تقریباً چالیس برس تک فرانس کو اس حکم کے منسوخ کرانے مین کامیابی نہ ہوئی۔ اس انتقال تولیت سے فرانس کا مشرق سے رہا سہا اقتدار بھی اوٹھ گیا۔ فرانسیسی راہبون کی تولیت فرانس کے اس عملی اقتدار کا بقیہ تہی۔ جو صلیبی لڑائیون مین اوسے مغربی ایشیا پر حاصل ہو گیا تہا۔ اور اس سے اوس کی ترکون اور عیسائیون دونون کی نگاہ مین بہت وقعت تہی۔ شاہان فرانس یروشلیم اور بیت اللحم کے معابد۔ کنائس اور دیگر متبرک مقامات کے حامی صرف مذہبی سرگرمی کیوجہ سے ہی نہ تھے۔ بلکہ اونکی یہ سرگرمی پولٹیکل اغراض سے ہی خالی نہ تہی۔ پس جس جس قدر معابد اونکی حفاظت سے نکلتے گئے۔ مشرق سے اونکا اقتدار گھٹتا گیا۔ حتیٰ کہ آخری عیسوی کنیسہ سے اون کے علم کے دور ہوتے ہی فرانسیسی کا خاتمہ بالخیر ہو گیا

شمالی افریقہ کی ریاستین اور اُنکے بحری قزاق

فرانس اور ٹرکی مین اَن بَن ہوتے ہی اول الذکر کے تجارتی جہاز بحیرۂ رُوم مین باربری یعنی شمالی افریقہ کی ریاستونکے قزاقون کی تاخت وتاراج کا نشانہ بن گئے۔ سترہوین صدی مین ان لوگون کی قزاقی غایت درجہ پر پہنچ گئی۔ ان کے سوسے زیادہ جہاز سمندر اور عیسوی ساحل کی لوٹ مار پر مامور تھے۔ اور انسان حیوان اونکی دستبرد سے کوئی محفوظ نہ تھا۔ تمام یُورپ مین اونکی لوٹ مار سے تہلکہ برپا ہوگیا۔ کیونکہ کوئی ایسا شہر نہ تہا۔ جس کے دو چار عیسائی ان قزاقون کے پاس مقید نہ ہون۔ دریائی سفر نہایت خطرناک ہوگیا تہا۔ اور قزاقون کے جہازون پر بسا اوقات ایک ہزار سے زیادہ عیسائی پابزنجیر موجود ہوتے۔ بحیرہ رُوم سے عیسوی تسلط بالکل دُور ہوگیا تہا۔ اور اوس کے مالک و متصرف مسلمان تھے۔ مگر بدقسمتی سے وہ ایسے مسلمان تھے کہ جن کو گو مذہبی پاس بہت کچھہ تھا۔ مگر ان کے اعمال اپنے پاک مذہب کے منشاء کے مطابق نہ تھے۔ طرابلس الغرب۔ تونس اور الجزیرہ کے قزاق زیادہ تر ٹرکی کے جرایم پیشہ افراد کا مجموعہ تھے۔ اور اونکے سرغنہ وکپتان عمومًا عیسائی نومسلم ہوتے تھے۔

فرانس اور ٹرکی مین اتحاد ہونیکے بعد شمالی افریقہ کے قزاق فرانس کے سواحل کی حرمت کرتے تھے کیونکہ سلیمان اعظم کے احکام سے سرتابی کرنے کی ان لوگون کو مجال نہ تھی۔ اور شاہ فرانس اول خود بھی بیدست و پا نہ تہا۔ اُس کے پاس جنگی بیڑہ موجود تہا۔ مگر سلیمان کے جانشینون کے عہد مین ان ریاستون کے گورنر اور قزاق بتدریج بابعالی کی ماتحتی سے آزاد ہوتے گئے۔ اور ادہر ہنری ثانی شاہ فرانس کی اولاد کے زمانہ مین فرانس کے پاس سے پاس بحیرہ رُوم مین بمشکل کوئی جنگی جہاز رہگیا۔ جبتک فرانس سے دوستی رہا۔ وہ محفوظ رہا۔ بگاڑ شروع ہوتے ہی اوس کے جنوبی ساحل بہی اٹلی اور ہسپانیہ کے سواحل کیطرح قزاقون کا آماجگاہ بن گئے۔ اوسکا کوئی تجارتی جہاز توپون اور سپاہیون کے بغیر سمندر کو جانے کی جرأت نکرسکتا تہا۔ حتی کہ قزاق فرانسیسی جہازون اور ملاحون کو خود شام کے بندرگاہون اور فلانڈرز کے ملکون کے سامنے سے پکڑے جاتے۔ فرانس کے جنوبی صوبجات پراونس اور لنگوئی ڈاک کا کوئی ایسا بندرگاہ ساحلی موضع نہ تہا۔ جہان کے تیس چالیس ملاح مسلمان لٹیرون کے پاس اسیر نہ ہون۔ وہان کے باشندون کو اپنی حفاظت کے لیئے قلعے تیار کرنے پڑے۔ اور غنیم کی آمد کا پتہ دینے کے لیئے دن اور رات کے لیے علیحدہ علیحدہ علامتین اور نشان تجویز کر دیئے گئے۔ افریقین بلاد کے نومسلم قزاقون سے مال غنیمت نہایت ارزان خرید کرکے پھر بطور خود اونکو بلاد یُورپ مین لیجاکر معقول نفع پر فروخت کرتے۔ الغرض اُس زمانہ کے تمام عیسائی مؤرخین کی کتابین اس قزاقی کے نوحہ سے پر ہین۔

لوئیس سیزدہم شاہ فرانس کی حکومت نے متواتر و مسلسل شکایات سے متاثر ہو کر باب عالی کے پاس قزاقی کا تدارک کرنے کی پر زور درخواست کی۔ جس پر عثمانیہ گورنمنٹ نے بربری قزاقون کو فرانسیسی جہازون کے لوٹنے سے باز آجانے اور فرانسیسی قوم کے کل غلامون کو رہا کر دینے کا حکم دیا۔ مگر بقول مینزیہ صاحب ان احکام کی کوئی پرواہ نہ کی گئی۔ اسپر شاہ فرانس نے براہ راست خود قزاقون سے خفیہ طور پر عہد و پیمان کرنے کا انتظام کیا۔ اور ۲۱ مارچ ۱۶۱۹ء کو ڈیوک آف گائیس فرانسیسی امیر البحر متعینہ بحیرۂ روم کی معرفت شاہ فرانس اور اہالی الجزائر مین عہدنامہ ہو گیا۔ عثمانیہ حکومت اندرونی مخصون مین اس وقت ایسی مبتلا تھی کہ اوس نے اپنے باجگزار صوبہ کے اس خودمختارانہ فعل کی کوئی پروا نہ کی۔ اور اس طرح سے آہستہ آہستہ دلیر ہو کر سلطنت عثمانیہ کے ممالک باجگزار صوبون کو پہلے تو خودمختار ہوتے اور پھر یورپ کی عیسائی طاقتون کو انہین دبا لینے کا موقعہ مل گیا۔ خیر مضی ما مضی خداوند کریم اب ہی مسلمان سلطنتون اور اونکی باجگزارون اور ماتحت صوبون کو نیک ہدایت عطا فرمائے۔ اہالی الجیریا نے معاہدہ تو کر لیا مگر اوس کی تعمیل مطلقاً نہ کی۔ اوسپر دوسرے برس سات فرانسیسی جنگی جہاز قزاقون کی تلاش مین روانہ کیے گئے۔ جو برابر دو برس تک سمندر مین گشت کرتے رہے اور قزاقون کے کئی جہاز بھی ان کے قابو چڑھ گئے۔ مگر یہ بیڑہ کل تجارتی جہازون کی حفاظت کے لیئے ناکافی تھا۔ قزاق اونکو بیڑہ مذکور سے بچ بچا کر برابر لوٹتے رہے۔ حتی کہ ۱۶۲۶ء مین فرانسیسی معززین نے بادشاہ سے درخواست کی کہ "ساحلی علاقہ کو قزاقون کی دستبرد سے محفوظ رکھنے کے لیئے وہان کے کل بندرگاہون مین ساحل کی حفاظت کرنے کے قابل جنگی جہازون کی کافی تعداد رکھی جائے" مگر وزیر اعظم رشلیو کو اسوقت اپنی کل بحری طاقت کی پروٹسٹنٹون کے مقابلہ کے لیئے ضرورت تھی۔ اوس نے سائلین کی مطلب براری کے لیے سلطان سے التجا کی کہ وہ قزاقون کو باز رکھنے کا کوئی انتظام کرین۔ باب عالی نے درخواست منظور کر کے اپنے الجزائری بحری ملیشیا (بحری بے قاعدہ فوج) کے سپاہیون کے نام جنہین سرکاری مراسلات مین غلامان سلطان کے خطاب سے مخاطب کیا جاتا تھا حکم بھیجدیا کہ وہ سلطان المعظم کے دوست شاہ فرانس کی رعایا اور جہازون کی حرمت کیا کرین۔ ادہر گورنمنٹ فرانس نے پراونس کے ایک تاجر مسمی سیمون نیولون کے ہاتھ وہ دو توپین جو بربری قزاقون سے بحری لڑائی مین بطور غنیمت ملی تہین۔ اور وہ ترکی اسیر جو فرانسیسی جہازون پر مقید تھے۔ بھجکر فرانسیسی اسیران کو واپس منگوا لیا۔ اور ۱۹ ستمبر ۱۶۲۸ء کو فرانس و الجیریا مین جدید معاہدہ ہو گیا جس کے رو سے اہالی الجیریا نے فقط فرانسیسی جہازونکی حرمت کرنیکا اقرار کیا۔

اہالی جزیرہ نے اِس معاہدہ کی بہی پوری تعمیل نہ کی۔ جہالت کی وجہ سے جس کے باعث وہ اپنے پاک مذہب کے مقدس احکام کے منشاء کے سمجہنے اور انکی پابندی کرنے سے بہی قاصر ہو گئے تہے۔ یہ امران لوگون کی وجہ سے ارفع ہو گیا تہا اگر جب دوسرے کافرون کے مال متاع کو لوٹا جاتا ہے تو اونکے ایک خاص گروہ کو کیون محفوظ رکہا جائے۔ مگر ان بدعہدیون کا اصل باعث وہ عیسائی نومسلم تہے جو فاقہ و افلاس سے مجبور ہو کر یا جرائم سنگین کے مرتکب ہو کر بلاد اسلامیہ کو بہاگ آئے تہے۔ اور دنیا پرستی اور خود غرضی اونکا حقیقی مذہب تہا۔ اور صرف مسلمانون کی حفاظت وحمایت سے مستفید ہونے کے لیئے بظاہر اسلام کے زمرہ مین داخل ہو گئے تہے۔ ورنہ فی الحقیقت اون کے اصول وشعار وہی پہلے سے تہے مگر تبدیل مذہب کے ذریعہ سے وہ سادہ لوح مسلمانون کو بہی دیانت داری۔ پابندی عہود اور دیگر اسلامی خوبیون سے ویسے ہی دلائل سے جنکو پادریون نے عیسائیون کو حضرت مسیح کے بے نظیر احکام کے خلاف منشاء کاربند بنانے کے لیئے آلہ بنا رکہا ہے اور جو بظاہر اس طرح سے پیش کی جاتی ہین کہ سیدہے سادہے لوگون کو یقین آجاتا ہے کہ جو کچہہ کہہ رہے ہین۔ اوس طرح سے کرنا ہی اپنے مذہب کی سچی خدمت ہے۔ منحرف کرنے مین کامیاب ہو جاتے تہے

بربری قزاقون کی تاخت وتاراج کے بند نہ ہونے پر فرانسیسی وزیر اعظم رشیلو[1] نے ایم نیگوران کو

---

[1] ارمند جین ڈو پلیس ڈی رشیلو جس کا ذکر پہلے بہی آچکا ہے نہایت مشہور فرانسیسی مدبر گذرا ہے۔ وہ ایک شریف مگر مفلس گہرانہ کا فرزند تہا۔ ابتدا مین اُسے سپاہ گری کے لیئے فوجی کالج مین تعلیم دی گئی۔ مگر پادریگری اُس کے مذاق کے موافق تہی۔ اور اس نے مسیحی علم دینیات اور الٰہیات پر پوری توجہ لگا دی۔ اور تہوڑی عرصہ مین اسقدر لیاقت حاصل کر لی کہ پوپ نے اوسے بشپ بنا دیا۔ روما سے جب وہ اپنے وطن و مولد پیرس کو واپس آیا تو ملکہ میری ڈی میڈیسی نے جسکا ذکر کسی حاشیہ مین ہو چکا ہے اوسے اپنا خاص پادری اور اعلیٰ وزیر مقرر کر دیا۔ اور تہوڑا عرصہ بعد پوپ نے بہی اوسے اعلیٰ ترین مذہبی منصب یعنی کارڈینل کا رتبہ عطا کر دیا۔ لوئیس سیزدہم کے زمانہ مین ۱۸ برس کامل اوسکو اسقدر اقتدار حاصل رہا کہ خود بادشاہ بہی اُس سے دبتا تہا۔ اوس نے کالونسٹ فرقہ اور آسٹریا کے شاہی خاندان کو متواتر شکستین دے کر بہت ذلیل کیا۔ لیکن گو وہ پراٹسٹنٹ مذہب کا جانی دشمن تہا۔ مگر اُن سے بیجا سختی نہ کرتا تہا۔ اور بڑا علم دوست تہا۔ فرانسیسی اکیڈیمی (دار العلم والعلماء) اور پیرس کے شاہی بوٹنیکل گارڈن (باغ برائے شائقین نباتات) کو اوسی نے قایم کیا تہا۔ عالمون کی بہت قدر کرتا تہا۔ اوس نے اپنے حالات خود قلمبند کیئے تہے۔ جو ۱۸۲۳ء مین پہلی مرتبہ پیرس مین طبع ہوئے۔ فرانس کے دار الخلافہ پیرس مین ۱۵۸۵ء مین پیدا ہوا اور وہین ۱۶۴۲ء مین فوت ہوا۔ مؤلف ۱۲ +

سنہ ۱۶۳۳ء مین سواحل پراونس کا معاینہ کرنے کے لیئے بہیجا۔ جس نے اونکو قزاقون کی دستبرد کی وجہ سے بالکل برباد اور بحیرہ روم کی فرانسیسی تجارت کو قریبًا معدوم پایا۔ رشیلو ایسا مستعد و منتظم شخص اس بربادی کے انسداد سے کب چوک سکتا تہا۔ مگر خاندان آسٹریا کے ساتہہ جانگداز معرکہ آرائی مین وہ ایسا مصروف تہا کہ اوسے اوسکا انتظام کرنیکی فرصت نہ ملی۔ تاہم اُس نے فرانسیسی سواحل بحیرہ روم کی حفاظت کیلئے بارہ جنگی جہاز بہم پہونچا دیئے۔ اور شیلو لیرڈی روسلی کے زیر کمان ایک بیڑہ مراکو کو روانہ کیا جس نے قزاقون سے چہہ سو عیسائی غلامون کو رہائی دلوادی۔ وزیر مذکور نے مالٹا کے نائیٹون سے بہی اس غرض کیلیئے نامہ و پیام شروع کیا۔ کہ وہ جزیرہ کو شاہ فرانس کے سپرد کردین۔ اور بربری قزاقون کی بیخ کنی کرنے مین فرانس کی امداد و اعانت کرین۔ مگر پہلے مدعا مین اوسے قطعًا اور دوسرے مین تقریبًا پوری ناکامیابی ہوئی۔ آخر جب سنہ ۱۶۳۶ء مین رشیلو نے فرانسیسی بیڑہ جہازات کو آرچ بشپ سورڈس کے ماتحت جزائر ہائیرس کو جو فرانس کے جنوبی ساحل کے قریب بحیرہ روم مین چند چہوٹے چہوٹے غیر آباد سے جزیرون کا مجموعہ ہین۔ اور جنکو ہسپانیہ نے قابو کر لیا ہوا تہا۔ پہر فتح کرنے کے لیئے بحر ظلمات سے بحیرہ روم کو روانہ کیا تو بربری قزاقون کی نسبت اوسے حسب ذیل ہدایات کین:۔

"جزائر مذکورہ بالا کو فتح کرنے کے بعد بیڑہ ساحل بربر کے کنارہ کنارہ ٹیونس سے الجیرز کو جائے۔ اور ان شہر والون سے اون فرانسیسی اسیرون اور غلامون کو جنہین اونہون نے معاہدات صلح کے برخلاف جو شاہ فرانس اور اونمین طے ہوچکے ہوئے ہین۔ روک رکہا ہوا ہے۔ حوالہ کردینے کا مطالبہ کیا جاوے۔ اسکی عوض مین ہم اون ترکون کو جو مرسلیا مین مقید ہین رہا کردینگے۔ اگر وہ اس مطالبہ کی تعمیل نہ کرین۔ تو جنگ کا اعلان کرکے ان شہرون کے باشندون اور جہازون کو اسیر یا تباہ کر دیا جائے" مگر بیڑہ مذکور کو اہل ہسپانیہ کے مقابلہ سے اتنی فرصت نصیب ہوئی کہ وہ ٹیونس اور الجزائر کو جاکر فرانسیسی توپون کے ذریعہ سے فرانسیسی مطالبات کو پورا کراتا۔ اہالی الجزائر اپنے کام مین بدستور اور ایسی کامیابی سے مصروف رہے کہ دو برسون مین اونہون نے اسی فرانسیسی جہازون کو گرفتار کر لیا۔ رشیلو نے اون کی پامالی کے لیئے سنہ ۱۶۴۰ء مین ایک اور نیا بیڑہ تیار کیا۔ مگر پہلے بیڑہ کی طرح اوسے بہی کوئی کامیابی نہ ہوئی۔ طوفان سے اوس کے جہاز پراگندہ ہوگئے۔ اور باقی ماندہ بے نیل مرام فرانسیسی بندرگاہون کو واپس چلے گئے۔ سنہ ۱۶۴۱ء مین بہی گورنمنٹ فرانس کو کوئی کامیابی نہ ہوئی۔ اور اہالی ٹیونس سے فرانسیسی تجارت اور جہازون کی حفاظت و حرمت کے متعلق نامہ و پیام کرنے سے کوئی نتیجہ مترتب نہ ہوا۔

الغرض جب لوییس[۱] چہار دہم (فرانسیسی لفظ لوئی ہے) ۱۶۴۳ء مین تخت نشین ہوا تو فرانس اور بلاد مشرق کے باہمی تعلقات کی حالت نہایت ابتر ہورہی تھی جو نئے بادشاہ کی غلطیون سے جنکا اثر بڑی کی اور فرانس دونون کو یکسان محسوس کرنا پڑا۔ اور زیادہ بگڑ گئی۔

مراد کی وفات

مراد ۹ فروری ۱۶۴۰ء مطابق ۱۶ شوال ۱۰۴۹ ہجری ۲۸ برس کی عمر مین بعارضہ بخار فوت ہوا۔ بغداد سے واپس آکر اور بیمار پڑنے کے درمیانی عرصہ مین اُس نے سلطنت کی خستہ حال بحری طاقت کو پھر مضبوط اور درست کرنے کی کوشش کی۔ البانیا اور اوس کے ملحقہ اضلاع مین اوس کے مہم بغداد مین رہنے کی وجہ سے جو سرکشی اور تمرد کے آثار نمایان ہوگئے تھے۔ اونکا دفعیہ کیا۔ اور عام خیال ہے کہ مرض الموت کے دامنگیر ہونے کے وقت وہ وینس کے ساتھ لڑائی کرنیکی تیاریان کررہا تھا۔ بخار کے مُہلک ہوجانے کے مختلف باعث بتائے جاتے ہین۔ بعض کا خیال ہے کہ کثرت شراب خواری سے تپ خطرناک ہوگیا۔ اوسے بخار سے کچھ آفاقہ ہوگیا تھا کہ ایک منظور نظر کے جلسۂ دعوت مین ایسی بد پرہیزی کی کہ بخار پھر بشدت چڑھ گیا۔ اور وہ آخر مہلک ہوگیا۔ اور بعض کہتے ہین کہ اوسی زمانہ مین سورج کو گرہن لگا۔ اور اس سے اوس کی متوہمانہ طبیعت پر بُرا اثر پڑا۔ بہر حال وہ بخار پیام اجل تھا جس نے اوسے پندرہ دنون کے اندر اِس جہان سے رخصت کردیا۔ خونریزی اس کی مزاج مین اسقدر راسخ ہوگئی تھی کہ نزع کے وقت بھی آخری حکم اوس کی زبان سے گردن مارنے کے متعلق صادر ہوا۔ کل خاندان عثمانیہ مین اوس کے سواء صرف ایک شخص اوسکا بھائی ابراہیم زندہ تھا۔ جسے خدا معلوم بخار کی بے ہوشی اور جنون کی وجہ سے یا اس ارادہ سے کہ عثمانیہ خاندان کا بالکل صفایا ہوجانے سے اوسکا منظور نظر سلحدار پاشا تخت نشین ہوجائے۔ یا شاید محض اس خبط اور احمقانہ ترنگ مین آکر کہ مین اس نامور خاندان کا آخری بادشاہ گنا جاؤن اور اوسکا بھی خاتمہ میرے ہی ساتھ

[۱] یہ اپنے باپ لوئی سیزدہم کی وفات پر صرف پانچ برس کا بچہ تھا۔ سلطنت کا انتظام جسطرح اوس کے عہد حکومت کی ابتدا مین اوس کی دادی کرتی رہی تھی۔ اوسکے تخت نشین ہوتے پر اوسکی والدہ ملکہ این کو جو خاندان آسٹریا کی شہزادی تھی سپرد کیا گیا۔ اور مازارین ملکہ مذکور کے ماتحت وزیر اعظم رہکر سلطنت کا کاروبار چلاتا رہا۔ اِس بادشاہ نے کامل ۷۲ برس سلطنت کی۔ سویڈن۔ پرتگال۔ ہسپانیہ۔ آسٹریا۔ جرمنی۔ انگلستان اور ہالنڈ سے ہر وقت اوسکی لڑائیان ہوتی رہتین۔ کبھی ان مین سے کوئی سلطنت فرانس کے ساتھ ہوجاتی۔ اور دوسروں کے ساتھ ہنگامہ کارزار گرم رہتا۔ اور کبھی موافق کے ساتھ بگاڑ اور دوسرون سے صلح ہوجاتی۔ بری لڑائیون مین فرانس بالعموم کامیاب اور بحری لڑائیون مین انگلستان کے ہاتھ

ہوجائے۔ مراد نے مرنے سے بہت تہوڑا عرصہ پہلے اِس شہزادہ کو قتل کر دیئے جانے کا حکم دیا۔ اور اگر سلطان والدہ کا دم نہ ہوتا تو ایسی حالت مین بہی جب کہ سب کو مراد کے چند منٹون مین مرجانے کا یقین تہا کسی فرد بشر کو اوسکی عدول حکمی کرنیکی جرٔہت نہ پڑتی۔ مگر سلطانہ ماہ پیکر کا وجود جسطرح اپنے بیٹے کے ابتدائی زمانہ حکومت مین قیام سلطنت کا باعث ثابت ہُوا تہا۔ ویسے ہی اب اوس کی جان کندنی کے موقعہ پر خداوند کریم نے اِس نیک بخت شاہزادی کو بقائے خاندان کا موجب بنا دیا۔ اوس نے ابراہیم کو چھپاکر مراد کو جھوٹ موٹ کہلا بہجا کہ ابراہیم قتل کر دیا گیا ہے۔ اور کسی اور شخص کی لاش اوس کے کمرہ کے باہر بہجوا دی۔ مراد کو جس کے رُوح کو ملک الموت نے قبض کرنا شروع کر دیا ہُوا تہا۔ اس پیغام پر یقین آگیا اور اوس نے نہائت خوفناک طریق سے مسکرا کر لاش کو سامنے لائے جانیکا حکم دیا۔ اور اوسکو دیکہنے کو لیئے بستر مرگ سے اوٹہنے کی کوشش کی۔ اس موقعہ کی نسبت ایک مؤرخ لکھتا ہے کہ معالج حکیم نے بادشاہ کو یہ کہکر کہ مُردہ کا معائنہ نقصان پہونچائیگا۔ اوسے اِس ارادہ سے روکدیا۔ اور ایک دوسرے وقائع نگار کا بیان ہے کہ مرآد کے ملازمون نے اس خوف سے کہ اگر راز فاش ہوگیا تو ہماری خیر نہین اوسکو جبرًا بستر سے اوٹہنے نہ دیا۔ اور ان مین سے بعض حافظ قرآن کو جو پاس کے کمرہ مین بیٹھا ہُوا تہا مگر قریب المرگ سلطان کے سامنے آنے کی اب تک جرأت نہ کرسکا تہا بلالائے۔ اور جون ہی اُس نے سورہ یٰسین کی آیات پڑہنی شروع کین۔ آخری نبرد آزما عثمانی سلطان مراد چہارم کا طائر رُوح جسد عنصری سے پرواز کر گیا۔ مراد نے کل ١٧ برس سلطنت کی اوسے سواری اسپ کا نہائت شوق تھا۔ اوس کے اصطبل مین ہر وقت آٹھ سو سمند باد پا موجود رہتے تھے۔۔

سُلطان مراد کی تخت نشینی کے وقت اُس زمانہ کے اکثر عیسائی مؤرخین نے جیسا کہ پہلے لکہا جاچکا ہے۔ یہ پیشینگوییان کرنی شروع کردی تہین کہ سلطنت عثمانیہ کا انجام قریب پہونچ گیا ہے۔ اور اس

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ | تین فرزند ہوئی۔ فلپ اور گسٹس چہوڑ کر ١٧١١ء مین باپکے جین حیات فوت ہوگیا۔ یہ بادشاہ بجد خودستا اور خوشامد پسند تہا۔ مگر لائق آدمیون سے جو نہائت وفاداری اور جانفشانی سے اوسکا کام کرتے تہے۔ کام لینے کا اوسے خوب ڈہب آتا تہا۔ اس نے کئی آشنائین رکہی ہوئی تہین جن سے متعدد ولد الحرام لڑکے بالے پیدا ہوئے۔ مرنے سے کچھ عرصہ پہلے تائب ہوکر اس نے ایک آشنا سے خفیہ شادی کرلی تاکہ گناہ کا مرتکب نہو۔ انگلستان کے دو بادشاہ چارلس ثانی و جیمز ثانی کو کئی مرتبہ اُس سے نقد امداد کا ملتجی ہونا پڑا۔ وہ ١٦٣٨ء مین پیدا ہوا اور ١٧١٥ء مین فوت ہوا اس کے بعد اوسکا پرپوتہ لوئی پانزدہم تخت نشین ہوا۔ مؤلف ١٢ ۔

مین کوئی کلام نہین کہ ترکونکی جو کچھہ اسوقت حالت تہی اوسکو دیکھہ کر ایسی رائے قایم کرتے مین اونکو غلطی پہ نہین کہا جا سکتا مراد ثالث کے زمانہ مین اکثر یورپی طاقتون نے ٹرکی سے تجارتی معاہدے کرکے ترکون کے ساتھہ بہت خلط ملط بڑہا کر اونکو یورپین تہذیب کے کرشمون اور دلفریب اداؤن کا شیفتہ بنا دیا تہا۔ ترک خیال کرنے لگ گئے تھے کہ ہم نے بہتیرے ملک فتح کر لیئے ہین۔ اور ضرورت سے زیادہ محاربون مین کفار اور اعداء کو پامال و مغلوب کر چکے ہین اب امن و آرام کے حظ اٹھانے چاہیئین۔ مگر وہ یہ نہ سمجھے کہ اپنے آبائی پیشہ سپاہیگری کو چھوڑتے ہی امن و آسایش کی عیوب ہم پرستولی ہو جائین گے اوسکے چھوڑنے کے ساتھہ ہی بادشاہ عیاش و کاہل اور پاشے اور سپاہی آرام پسند اور خائن ہوگئے قسطنطنیہ کے عیش و عشرت نے جو زمانہ سلف یونانی عیاشون کی صحبت سے اون مین ہی رائج ہوگئی تہی اونکو اپنا پورا غلام بنا لیا۔ اور اپنے آباؤ اجداد کے برخلاف جنکو کبھی سکون و قرار نہ تہا۔ اونکو حقہ کی نے مونہہ سے لگائے ہوئے گدگدے بسترون اور قالینون پر لیٹے رہنے اور حرکت سے سخت متنفر ہونے کی عادت پڑ گئی۔ مگر اس مضمون پر بیشتر ازین کئی دفعہ بالتفصیل لکہا جا چکا ہے اس لیئے مین مراد کے ایک ہمعصر انگریز مورخ کی صرف وہ چند وجہین جنکا پہلے ذکر نہین آیا۔ یہان تحریر کرنے پر اکتفا کرتا ہون۔ مسٹر پیٹر ہیلین نے منجملہ دیگر بواعث جن سے اوس نے ۱۶۲۹ء مین ٹرکی کے عنقریب زوال پذیر ہو جانیکا نتیجہ نکالا تہا چند وجوہات یہ تحریر کین:-

"اولاً سلطنت کا جسم اسقدر بڑہ گیا ہے کہ سر (یعنی گورنمنٹ) اوسے قابو مین نہین رکہہ سکتا۔

"دوم ترکون نے کچھہ عرصہ سے اپنے مقبوضات مین کوئی اضافہ نہین۔ اور یہ مسلمہ امر ہے کہ جب سلطنتون کے حجم و جسامت اور مقبوضات مین اضافہ ہونا بند ہو جائے۔ تو وہ گہٹنی شروع ہو جاتی ہین" کیونکہ یہ قاعدہ کلیہ ہے کہ تلوار کی مدد کے بغیر کوئی سلطنت قایم نہین ہوتی۔ سب بزور شمشیر وجود پذیر ہوتی ہین۔ اور جب تلوار عدم استعمال سے زنگ آلودہ ہونی شروع ہو جائے۔ تو لازمی طور پر آجاتی ہے معرض زوال مین آجاتی ہے۔ یہی وہ اصل اصول ہے جبپر کاربند ہونے سے سلطنت انگلشیہ کو روز افزون ترقی حاصل ہو رہی ہے۔ دنیا کے سب سے زیادہ بارونق اور آباد ترین حصص اوس کے قبضہ مین ہین۔ اور اوسکو اس قدر وسعت حاصل ہے کہ آفتاب کسی وقت اوسپر سے غروب نہین ہوتا۔ بایں ہمہ اور نیز گو دنیا مین اب کوئی ایسا آباد اور زرخیز مقام نہین رہگیا۔ جو کسی نہ کسی یورپین سلطنت کے قابو مین نہ ہو۔ مگر پھر بھی اس اصول کو مد نظر رکہہ کر سلطنت کے مقبوضات کو بڑہاتے چلے جانے کے لیئے ویرانون اور جنگلون کوہ و دشت اور صحاری کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑون پر ہزارون قیمتی جانین نثار کی جاتی ہین

اور بصورت موجودہ ملحقہ علاقہ خواہ کیسا ہی بے قیمت کیون نہ ہو کوئی سال ایسا نہین گذرتا جس مین چند ہزار میل مربع ایسا علاقہ سلطنت مین ایزاد نہ کیا جاتا ہو۔ ہندوستان کی شمال مغربی سرحد پر آجکل اس بابت پر بحث جاری ہے۔ مدبرون کا ایک فریق زور دیتا ہے کہ حدود کو بڑہانا مناسب نہین نہین ہے۔ موجودہ مقبوضات پر قناعت کرنی چاہیئے۔ دوسرا فریق حدود کے بڑہاتے رہنے کو سخت ضروری بتاتا ہے۔ روسی حملہ کو جسکا ہونا یقینی امر ہے کس صورت مین ہم اچہی طرح سے روک سکین گے۔ یا اوسکا مقابلہ کرنا کس جگہ مناسب ہوگا۔ اس بحث کو علیحدہ رکھکر بھی جب اُس مسئلہ پر غور کیا جائے تو اصول مذکورہ بالا صاف صاف بتا رہا ہے کہ موجودہ حدود پر قناعت کرنا مقبوضات کے رشتہ کے بتدریج سکڑتے جانے کا آغاز ہوگا۔ اور مین امید کرتا ہون کہ نہ فقط دولت علیہ عثمانیہ ہی اپنے سابقہ تجربات سے استفادہ کرنے کی کوشش کریگی۔ اور فتوحات تازہ کے دور کو جو خداوند کریم کی مہربانی سے ۱۸۹۷ء کے محاربہ یونان سے شروع ہوگیا ہے۔ دیرپا بنانے کے لیے پوری سعی سے کام لیگی۔ بلکہ دولت عالیہ انگلشیہ بہی ان سے سبق لیکر قناعت کرنے کی رائے دینے والے مشیرون کے مشورون کو کبھی قبول نہین کرے گی۔

مسٹر پیران وجوہات کو لکھنے کے بعد سلطان مراد کی کم سنی اور ناتجربہ کاری سے فائدہ اوٹھانیکی مسیحی فرمانروائیون کو صلاح دیکر تحریر کرتا ہے کہ "مراد ایسا کمزور عصا ہے کہ اتنی بڑی سلطنت کبھی اوس کے سہارے قایم نہین رہ سکتی۔ اور یقین کامل ہے کہ اگر عیسائی دولتین متفق ہو جائین تو وہ نہین تو ینگچری فوج تاج و تخت عثمانیہ کی مالک ہو جائے گی"۔ مگر اوس کی توقع کے خلاف سلطان مراد چہارم غازی نہ فقط کمزور مزاج شہزادہ ہی ثابت نہ ہوا بلکہ اوسنے سلطنت کے پراگندہ و متفرق اجزا کو جمع کرکے اس کی پرانی شان و شوکت کو پھر قایم کر دیا۔ اور اسوقت سے بعد ابتک گو تین سو برس گذر چکے ہین مگر سلطنت عثمانیہ بدستور محفوظ زمانہ چلی آتی ہے۔ خلدہا اللہ الی انتہاء الدوران!

سُلطان ابراہیم کی تخت نشینی اور اوسکی مجہولانہ کارروائیان۔

اس ... ل دنا معقول بادشاہ کے حالات قلمبند کرنے سے پہلے جسکو ٹرکی کا واجد علیشاہ یا محمد شاہ کہنا کسیطرح مبالغہ آمیز نہین۔ کریسی صاحب تحریر کرتے ہین کہ "ابتک ہم خاندان عثمان کی چارسو برس کی تاریخ لکھ چکے ہین۔ اور دوسو برس سے زیادہ طویل زمانہ کے حالات ابہی لکھنے باقی ہین۔ مگر قوی دل لیکن ناکامیاب سلطان محمود ثانی۔ اور سلطان مصطفے ثانی۔ سلیم ثالث اور نیز ہمارے موجودہ خلیفۃ المسلمین سلطان عبد الحمید خان ثانی الغازی جنکا نامی سر کریسی نے اس لیے نہین لکھا کہ اونکے زمانہ کے حالات اوس کی کتاب کے پہلے اڈیشن مین درج نہین ہوئے۔ اور دوسرا اڈیشن

بہی جنگ روم روس کے بعد فوراً ہی شایع ہوگیا تھا)، کہ ماسوا باقی جسقدر سلاطین کا ذکر آئیگا۔ اونکا عدم وجود یکسان تہا۔ جکی نالیاقتی سے سلطنت کو برابر نقصان پہونچتا چلا گیا۔ اور اُن مین سے ہر ایک کے عہد مین برابر اندرونی خرابیان اور تباہیان وارد ہوتی رہین۔ جو تقریباً سب کی سب ایک ہی طرح کی تہین۔ اور یکسان اسباب کا نتیجہ تہین۔ جنکا ہر عہد کے حالات مین بار بار دوہرانا فضول ہے۔ البتہ معرکۃ الاراء اور نتیجہ خیز محاربات کا ذکر خاص طور پر کیا جائیگا۔ ان تذکرون مین ہمکو ایسے ایسے نامورون سے سابقہ پڑے گا۔ جن کے نام جنگی شہرت کے لحاظ سے صفحہ عالم پر ہمیشہ ثبت رہین گے۔ مگر ان لڑائیون مین ہلال بالعموم شکست یاب ہوتا رہا ہے۔ اور یہ ناموری ہلال کو مضبوط کرنے کی وجہ سے نہین۔ بلکہ اوس کی طاقت کو کمزور کرنے کی بدولت مشہور آفاق ہوئے ہین۔ ازانجملہ چند مشاہیر دونیشی سپہ سالار، مونٹی سکولی، دیولش جرنیل، سوبی اسکی، اطالین شہزادہ، یوجین اور روسی کمانڈر، سوروہین۔ لیکن اس سے یہ نتیجہ نہ نکال لیا جائے کہ ترکونکو اس زمانہ مین مطلقاً کوئی فتح اور ناموری نصیب نہ ہوئی۔ برخلاف اس کے ٹرکی کی افواج اور مجالس شورا بہی واقعی لایق آدمیون سے خالی نہ تہین۔ خاندان کوپرلی اور دیگر نامور اشخاص ٹرکی مین ایسے گذرے ہین۔ جن کے نام نہ صرف مشرقی بلکہ بلاد غرب مین بہی ادب اور عزت سے پکارے جاتے ہین۔ اس موقعہ پر یہ بہی جتا دینا ناموزون نہ ہوگا۔ کہ گذشتہ دو صدیون کی عثمانی تاریخ مین گو ابتدائی زمانہ ایسے دلچسپ اور جوش دلانیوالے واقعات نہین گذرے۔ تاہم وہ اُن اہم مسایل کے متعلق جنکے سُلجہانے مین اسوقت وسطی اور مغربی یورپ کی سلطنتین مصروف ہین۔ بہت کارآمد اور مفید آگاہی دیسکتی ہے۔" صفحات مابعد مین اس اصول کو مین پیش نظر رکہون گا۔

مراد چہارم کے فوت ہونے پر جب ارکان دولت اوسکے بہائی کے مرنے کی خبر اور بادشاہی کا مژدہ سُنانیکے لیئے رخت ملوکانہ لیکر ابراہیم کے کمرہ کیطرف گئے۔ تو اوس نے اس خوف سے کہ جلاد میرے قتل کے لیئے آئے ہین۔ دروازہ کو بند کر لیا۔ اوسے برابر آٹھ برس سے ہر وقت اپنی ہلاکت کا خطرہ رہتا تہا۔ اُس نے سمجہا کہ بہائی نے میرا عندیہ دریافت کرنیکے لیئے یہ حیلہ کیا ہے۔ چنانچہ اُس نے وزراء کو جواب دیا کہ مین تارک الدنیا ہوگیا ہوا ہون۔ اور مجہے جہانداری سے کوئی سروکار نہین۔ آخر جب اوسے زبانی کہنے سے بالکل اطمینان نہ ہوا تو سلطان والدہ نے متوفی سلطان کی لاش اوس کے دکہانے کے لیئے اوس کے پاس بہیجدی۔ اوسپر ابراہیم کمرہ سے باہر نکل آیا۔ اور بہائی کے جنازہ کو دفن کیئے جانے کا حکم دیا۔ اس بعد رزرائے دولت ابراہیم کو جو روز ولادت سے تاریخ جلوس تک کبھی پشت توسن پر سوار نہ ہوا تہا۔ تخت روان پر بٹہا کر حضرت ایوب انصاری کی جامع مسجد کو لے گئے۔ اور وہان حسب دستور شمشیر بندی کی رسم ادا کی گئی

اور تاج و تخت بلکہ قوم و ملک کی قسمت ایک ایسے شخص کے سپرد کر دی گئی جسکی فطرت و طینت کو برسوں کی محبوسی، عورتوں کی صحبت اور دن رات کے اندیشہ ہلاکت نے بالکل ناکارہ اور نکمہ بنا کر اوسے نفس پرست عیاش حریص و سفاک اور ساتھ ہی بزدل اور کمینہ خصلت کر دیا تھا۔ وہ بہت بچپن و ضعیف العقل بست سالہ نوجوان تھا۔ اور اس کے زمانہ مین وہ تمام قبیح خرابیان جو مراد چہارم سے پہلے کے چند نہایت ہی کمزور دل سلاطین کے وقت سلطنت کے انتظام مین پڑ گئی تہین پھر دوبارا پیدا ہو گئین۔ اور مراد کی تمام اصلاحات پر پانی پھر گیا۔ البتہ اوس کے زمانہ کا جبر و ظلم برابر موجودہ بلکہ ترقی پذیر ہو گیا۔

کچھ عرصہ تک ابراہیم کے عہد کا اول وزیر اعظم قرہ مصطفےٰ اوس کی زیادتیون کو روکتا اور اوس کے نقصون کی اصلاح کرتا رہا۔ وہ سلطنت کی عیسائی اور مسلم دونون مذہب کی رعایا کو ایک نظر سے دیکھتا اور اوس کے جد و جہد سے کسی قدر عرصہ کے لیے سلطنت کے مالی انتظام مین بہی خرابی نہ آنے پائی۔ وہ نہ صرف اپنے ظالم و بے اصول آقا کو اپنی جان ہتھیلی پر رکھہ کر اوس کی غلطیان صاف منہ پر کہہ دیتا تہا۔ بلکہ اوس مجنونانہ خواہشون کو روکنے اور سلطان کی منظور نظر کنیزون اور بہانڈون کے اثر بد کو زائل کرنے مین جو علانیہ مناصب ملکی و فوجی کو بیچتے تھے۔ دلیرانہ مصروف رہا۔ مگر ان خوبیون کے ساتھ ہی اس مین چند برائیان بہی تہین۔ اور یہ دونون بلکر اوس کی تباہی کا باعث ہوئین۔ وہ ایسے اشخاص کا جو اسکی رقابت پر تیار ہو گئے ہون یا اون کے رقیب ہو جانے کا اندیشہ ہو جانی دشمن ہو جاتا تہا۔ اور اونکو تباہ و برباد کرنے کے لئے کسی وسیلہ کو ناجائز نہین سمجہتا تہا۔ جب تک اوسے مردر قیبون سے سابقہ رہا تب تک تو اوسے برابر کامیابی ہوتی رہی۔ لیکن رفتہ رفتہ اوس کے ایسے دشمن پیدا ہو گئے جو اپنی جنس کی نوعیت اور تمدنی حیثیت و منزلت کی وجہ سے (یعنی بیگیات حرم) اوس کی دسترس سے باہر تہین۔ اور اوس کی تباہی کا باعث آخر کار انہی مین سے ایک عورت ہوئی۔ محلسرا کی منتظمہ کایہ خانم نے ایک دفعہ وزیر اعظم کو کہلا بہیجا کہ محل کے لیئے پانسو گاڑی ایندہن فوراً بہیجدو۔ اوسی موقعہ پر صوبجات بعیدہ اور سرحدون پر فساد ہو جانے کی خبرین قسطنطنیہ مین موصول ہوئین۔ اور وہ ان اہم معاملات مین ایسا مصروف ہو گیا کہ اوسے خاتون حرم سرا کے لیئے ایندہن بہیجنے کی فرصت نہ ملی۔ اس فرمائش سے چند روز بعد وہ مجلس وزراء مین بیٹھا ہوا کاروبار سلطنت کے متعلق صلاح و مشورہ کر رہا تہا۔ کہ دیوان کے برخاست ہونے کے معمولی وقت سے دو گھنٹے پیشتر اوسے ابراہیم کا حکم پہونچا کہ دیوان کو فوراً برخاست کر کے حاضر ہو جائے۔ وزیر بہ تعمیل ارشاد جب سلطان کے سامنے گیا۔ تو اوس نے اسے دیکہتے ہی سوال کیا۔ "تم نے ایندہن کے پانسو چھکڑے کیون نہین بہیجے؟" وزیر نے جواب دیا۔ "وہ بہیجدیئے جائینگے۔"

یہ کہنے کے بعد اوس نے احتیاط کو ہاتھہ سے دیکر دلیرانہ عرض کیا "میرے بادشاہ - کیا ان پانچ سو چھکڑون کے بہم پہونچانے کی تاکید کرنے کے لیئے جن کی قیمت پانچ سو آنون سے زیادہ نہین مجھے دیوان سے بلوا بھیجا - اور سلطنت کے اہم معاملات کو تعویق اور خرابی مین ڈالنا تیرے لیئے مناسب تہا - اور کیا تو نے یہ دانائی کا کام کیا ہے؟ اس کی کیا وجہ ہے کہ میرے سر حاضر خدمت ہونے پر تو مجھسے ایندھن کی بابت تو سوال کرتا ہے - مگر اپنی رعایا کی عرضداشتون اور سرحدون اور بیت المال کی حالت کے متعلق ایک لفظ زبان سے نہین نکالتا؟" اس گفتگو کے وقت حسین آفندی نام ایک اعلا عہدہ دار موجود تہا - ترکی مؤرخ نائیمہ نے اوسی سے سُنکر یہ قصّہ درج کیا ہے - آفندی مذکور نے جب یحیی آفندی مفتی اعظم سے اوسکا تذکرہ کیا تو اوس نے وزیر اعظم کو نصیحت کی کہ آئندہ وہ سمجھ سمجھکر کوئی لفظ زبان سے نکالا کرے - اور جس معاملہ مین سلطان دلچسپی رکھتا ہو - اوسے حقیر نہ خیال کیا کرے - قرہ مصطفےٰ نے جواب دیا "کیا سچ بتا دینا سلطان کی سچی خدمت نہین ہے؟ کیا مین خوشامدی بن جاؤن؟ مین کمینہ بن کر جھوٹ بولنے پر سچ کہنے اور اسکی طفیل جان دے دینے کو ترجیح دیتا ہون"

قرہ مصطفےٰ کو اس ملاقات کے وقت سے اپنی تباہی کا کامل یقین ہو گیا تہا - مگر اوس نے اپنے رقیب اور جانی دشمن یوسف پاشا کو جو کچھہ عرصہ سے سلطان کا بہت منظور نظر ہو گیا تہا - برباد کرنے کے لیئے ہاتھہ پاؤن مارے بغیر مرنا پسند نہ کیا - اس مدعا کے حصول کے لیئے اوس نے دار الخلافہ کی ینگچری فوج کو رشوت دی کہ وہ سرکاری راشن لینے سے انکار کر دے - جو امر اس بات کی علامت ہوتا تہا کہ فوج ناراض ہو گئی ہے - اوس نے صلاح یہ کر رکھی تہی کہ جب فوج ایسا کرے گی تو اوسکا الزام مین یوسف پاشا پر لگا دونگا کہ بانی فساد وہی ہے - مگر اوس کی یہ سازش ابراہیم کو معلوم ہو گئی اور اس نے قرہ مصطفےٰ کو اپنے سامنے بلاکر قتل کا حکم دیا - قرہ مصطفےٰ کسی طرح سلطان کے سامنے سے بہاگ کر اپنے گھر مین جا چھپا - اور جلاد تعاقب کنان وہان پہونچے تو تو یہ تقدیر پر سونپ دینے کی بجائے جیسا کہ بالعموم بلاد مشرق کے مدبرین ایسی صورتون مین کرتے رہے ہین - اوس نے تلوار پکڑ کر جلادون کا مردانہ مقابلہ کیا - اور چند کو ہلاک کرنے کے بعد آخر پکڑا جا کر قتل کر دیا گیا - اوس کے بعد جب اوس کے مکان کی تلاشی لی گئی تو پانچ تصویرین برآمد ہوئین - جن مین سے ایک اوس کی شبیہہ تہی - اور باقی اوسکے ہمصر اور چار وزراء کی - ان کے برآمد ہونے پر جاہل عہدہ دارون نے مشہور کر دیا کہ مرحوم جادوگر تہا - اور ان تصویرون سے ساحرانہ عملون مین کام لیا کرتا تہا - اس پر اسکا ایک مؤذن ملازم جسکی نسبت شبہ کیا گیا کہ وہ ساحری مین وزیر کا اوستاد تہا - زندہ جلا دیا گیا مگر اصل بات یہ معلوم ہوتی ہے - کہ

مصطفےٰ کو مصوری کا شوق ہوگا۔ اور اس لیئے اونکو محفوظ جگہہ چھپا رکھا ہوگا۔ سرکریسی اس موقعہ پر حاشیہ درکر لکھتے ہین۔ کہ اسلام مین تصویر کی سخت ممانعت ہے۔ اور سچے مسلمان مصوری کو سخت گناہ سمجھتے ہین ؟ پیغمبر آخرالزمان صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے تصویر رکھنے یا بنانے کی بیشک ممانعت کی ہے۔ مگر عربی الفاظ مین تصویر کے معنے وہ نہین بتائے گئے جو عام مفہوم ہین۔ بلکہ مٹی پتھر یا دہات کے مجسمہ یا بت کہے گئے ہین۔ اس لحاظ سے کاغذی پیکر کو تصویر کہنا غالبًا درست نہین ہوگا۔

قرہ مصطفےٰ کے بعد سلطان زادہ پاشا وزیر اعظم مقرر ہوا۔ جس نے اپنے قبل نشین کے انجام سے سبق لیکر کبہی دلیرانہ صاف گوئی کے مرتکب نہ ہونیکا مصمم ارادہ کرلیا۔ وہ سلطان کی ہر ایک خواہش کو نہائیت مستحسن بتاتا۔ اور اوس کے ہر ایک جذبہ نفسانیت کو پورا کرنے مین کوئی دریغ نہ کرتا۔ قرہ مصطفےٰ کا دبا و اوٹھ جانے سے ابراہیم کی عیاشی۔ شہوت پرستی اور سفاکی کا کوئی حد و پایان نہ رہ گیا تہا۔ اور نالائق سے نالائق حرکت کے مرتکب ہونے سے بہی اوسے بہی اوسے شرم و حیا مانع نہ ہوتی تہی۔ مگر ایسا مطلق العنان شخص بہی اپنے وزیر کی بیجا تابعداری سے متعجب ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔ اور اوس سے ایک دن دریافت کیا کہ کیا وجہ ہے کہ تو میرے ہر ایک فعل کو خواہ وہ اچہا ہو یا برا پسند کرتا ہے ؟ بے حیا اور کمینہ وزیر نے جواب دیا۔ میرے بادشاہ تو خلیفہ اور ظل اللہ علے الارض ہے۔ جو خیال تیرے دل مین آتے ہین وہ خدا کی طرف سے الہام ہوتا ہے۔ تیرے احکام مین خواہ وہ بظاہر کیسے نامعقول معلوم ہون فی الحقیقت نہائیت معقولیت پنہان ہوتی ہے۔ یہ کنہ تیرے غلام کو معلوم ہے۔ اور اسی لیئے خواہ وہ تیرے احکام کا منشاء نہ سمجہہ سکے۔ وہ اونکا ادب کرتا ہے ؟ ابراہیم ایسا کاٹہ کا الّو تہا کہ اوسے نہ فقط وزیر کی بات کے باستاں ہونے پر اعتبار ہوگیا۔ بلکہ اوسوقت سے اوسے اپنے ملہم اور لسان الغیب ہونیکا بہی پورا یقین ہوگیا تہا۔ وہ کیسا ہی بیشرمانہ فعل۔ احمقانہ بیوقوفی یا وحشیانہ سفاکی کا مرتکب ہو اوس کو یقین تہا کہ مین یہ سب کچہہ خدا کے منشاء والہام سے کر رہا ہون۔ مگر اس ملہم کی بے حیائی اور سفاہت یہان تک بڑہ گئی کہ خود محلسرائے کی نازنینون کو بہی جنہین عیش و عشرت اور ناچ رنگ کے سوا دین و دنیا سے سروکار نہ تہا۔ وہ ناگوار گذرنے لگی۔ والدہ سلطان نے اوسکو طفلانہ مزاجی اور بدچلنی سے ہٹانے کی بہت کوشش کی مگر بے فائدہ۔

ابراہیم نے والدہ کو وزیر کا جواب سنا دیا۔ اور اپنے نفس کی باگ ہر ایک خواہش و تمنا۔ حظ و لذت۔ اور عوض کشی و خونریزی کے شوق کو پورا کرنے کے لیئے ڈہیلی کر دی۔

مراد نے دور اندیشی سے کام لیکر جو بیشمار خزانہ جمع کیا تہا۔ اوسے زنانہ صفت ابراہیم نے اپنی

ترنگون مین تہوڑی مدت مین اُڑا دیا۔ اور اوس کے بعد اوس نے اپنے نکمے ہم جلیسون اور کنیزون کی فرمایشین اور اپنی طفلانہ تمناؤن کے پورا کرنے کے لیئے روپیہ حاصل کرنے کے واسطے ہر ایک فوجی و ملکی عہدہ کو سب سے زیادہ روپیہ دینے والے کے پاس بیچنا شروع کر دیا۔ پُرانے محصولون کی شرح بڑہا دی گئی۔ اور نئے محصول عائد کئے گئے۔ جن کے نامون ہی سے معلوم ہوتا ہے کہ ابراہیم کیسے لغو کامون کے لیئے اپنی رعایا کا خون چوس رہا تہا۔ دُنیا مین کون سی چیز تہی جسکا اوسکو شوق نہ تہا۔ مگر ایک تو خوشبودار عطریات بالخصوص عنبر اور دوسرے نہایت ہی بیش قیمت سمورون کو صرف پہننے کا ہی نہین۔ بلکہ اپنے گرد و پیش سب طرف اونہی کو دیکہنے کا سخت شوق تہا۔ ان خواہشون کو پورا کرنے کے لیئے محصول عنبر اور محصول سمور کے نام سے دو ٹیکس رعایا پر لگا دیئے گئے۔ سمورون کا خبط سُلطان کو ایک بڑہیا کی کہانی سننے سے جو خاندان حرم کو رات کے وقت قصے کہانیان سُنکر بہلایا کرتی تہی۔ پیدا ہوا تہا۔ ایکرات اُس نے بڑہیا سے زمانہ قدیم کے کسی بادشاہ کا ذکر سُنا یا۔ جو صرف سمور ہی پہنتا تہا۔ اور جس کے محل کے فرش چہتون دیوارون کرسیون اور پلنگون پر سمور ہی سمور لگی ہوئی تہی۔ ابراہیم نے یہ سنتے ہی اوس بادشاہ کی تقلید کا عزم کر لیا۔ اوسے ساری رات سمورون کے ہی خواب آتے رہے۔ اور صبح ہوتے ہی دیوان کو حکم بہیجا گیا کہ سلطنت کے کل گورنرون اور بڑے آدمیون کی طرف پروانے بہیجے جائین کہ ہر ایک اس قدر سمورین فراہم کرکے قسطنطنیہ کو بہیجدے۔ دار الخلافہ کے کل علماء اور تمام ملکی و فوجی عہدہ دارون سے بہی سمورون کا مطالبہ کیا گیا۔ جن مین سے بعض یہ مجذوبانہ ظلم پرستی دیکہہ کر طبیعت کو قابو مین نہ رکہہ سکے۔ اور اپنی نارضگی اور غصہ کا علانیہ اظہار کر دیا۔ غلطہ کا قاضی محمد چلپی حموی درویشانہ پوشاک پہنکر وزیر کے پاس گیا۔ اور اوسے گورنمنٹ کی نادانی اور ایذا رسانی پر سخت ملامت کر کے سُلطان کے سامنے پیش کئے جانیکا مطالبہ کیا۔ اور کہا۔ اس کاروائی سے مجہے تین باتین ہی پیش آسکتی ہین۔ اول شاید تم مجہے قتل کرا دو۔ اس صورت مین مجہے شہادت نصیب ہوگی۔ اور مین اوسے بڑی خوش قسمتی سمجہون گا۔ دوم شاید تم مجہے قسطنطنیہ سے جلاوطن کر دو۔ مین اوسے بہی بُرا نہ سمجہونگا۔ یہان پہلے دو تین متواتر زلزلے آچکے ہین۔ اور اس جگہ کا رہنا خطرہ سے خالی نہین ہے۔ سوم یہ کہ شاید تم مجہے ملازمت سے برطرف کر دو۔ مگر مین اسکا پہلے ہی انتظام کر آیا ہون۔ مین نے اپنے نائب کو اپنی جگہ دیدی ہے۔ اور جامہ قضات کو چہوڑ کر درویشانہ لباس اختیار کر لیا ہے۔ وزیر قاضی کی جسارت سے مخوف ہو کر چپ چاپ اوسکی باتین سُنتا رہا۔ اور غصہ کو بالکل ظاہر نہ ہونے دیا۔

انہی ٹیکسون کے متعلق جو آخر ابراہیم کی معزولی اور قتل کا بالواسطہ طور پر باعث ہوئے ایک

ایک اور واقعہ قابل ذکر ہے۔ ینگچری فوج کا ایک کرنیل مسمّی قرہ مراد جسکو اوس کی رجمنٹ کے پانسو سپاہی اپنی جان سے زیادہ عزیز رکھتے تھے۔ جب معارکہ کریٹ سے جسکا ذکر آگے آئیگا۔ قسطنطنیہ کو واپس آیا تو خشکی پر اُترتے ہی اُس افسر نے جسے دیوان دمحاصل زراعت نے اس کام پر مامور کر رکھا تھا۔ مراد سے کہا کہ اتنے عدد سمور۔ اتنے اونس (ایک اونس = ۲ ½ تولہ) عنبر اور اس قدر نقد روپیہ دو۔ قرہ مراد کی آنکھین غصہ کے مارے یہ سنتے ہی لہو لہان ہو گئین۔ اور اُس نے محصل کو نگاہ غضب آلود سے دیکھکر غراتے ہوئے لہجہ مین جواب دیا ”مین کینڈیا (جزیرہ کریٹ کا صدر مقام جسکا ترک اسوقت محاصرہ کئے ہوئے تھے) سے بارود اور سیسے کے سوا اور کچھ نہین لایا۔ عنبر اور سمور کا نام البتہ سنا ہے۔ ورنہ مین نہین جانتا وہ کیا بلا ہین۔ نقدی میرے پاس ایک کوڑی نہین۔ اور بجز بھیک مانگنے یا قرض لینے کے سوا اور کسی طرح مین تمکو روپیہ نہین دے سکتا“

ان عجیب و غریب اور ظالمانہ ٹیکسون کی آمدنی سے سیر نہ ہوکر ابراہیم نے رعایا کی غیر منقولہ اور موروثی جایداد کا حصہ کثیر ضبط کرکے نیلام کر دیا۔ سرکاری خزانون کو محض اوسی کی تنگیین پوری نہین کرنی پڑتی تھین۔ بلکہ محل سرائے کی نازنینون کی فرمائشین بھی ملک کے لیئے کچھ کم وبال جان نہ تھین۔ ابراہیم نے اونکو عام اجازت دے رکھی تھی کہ سوداگرون کے ہان سے جو چیز اونکو پسند آئے قیمت دیئے کے بغیر لے لین۔ ان ماہ جبین قزاقنون مین سے ایک نے ایکدفعہ ”مامور من اللہ ظل سبحانی“ کی خدمت مین عرض کی کہ مین دن کے وقت خرید و فروخت کرنا پسند نہین کرتی۔ اور جہان پناہ ”رعایا پرور خلیفۃ المسلمین“ نے فوراً حکم نافذ کر دیا کہ دارالخلافہ کے تمام سوداگر اور دوکاندار رات کو دوکانین کھلی رکھین۔ اور اون مین اتنی روشنی کا انتظام کرین کہ اونکی چیزین اچھی طرح سے دیکھی جاسکین۔ رعایا کی ایک دوسری مادر مہربان نے ابراہیم سے کہا کہ میرا دل چاہتا ہے کہ آپ کی ڈاڑھی مین موتی اور جواہرات پرو دیئے ہوئے دیکھون۔ اوسکی خواہش فوراً پوری کر دی گئی۔ اور ابراہیم ”ظل سبحانی“ سے فرعون ثانی یعنی (نعوذ باللہ) خود ابر نیسانی بنکر دربار عام مین رونق افروز ہوئے۔ رعایا نے اوس کی اس حرکت بد کو سخت بدشگونی سمجھا۔ کیونکہ انکی ابنیا ئیون کے خیال مین راندۂ درگاہ ازلی یعنی موسےٰؑ کے ہمعصر فرعون مصر کے سوا اور کسی بادشاہ نے ڈاڑھی کو جواہرات سے پیراستہ نہین کیا تھا۔ ایک بلقیس ثانی کے پیئے لاکھون روپیہ کے خرچ سے ایک رتھ تیار کی گئی۔ اور اوسے زر و جواہرات سے مرصع کیا گیا۔ اور خود بدولت کے لئے ایک ویسی ہی شاندار تفریحی کشتی کے لیئے تاکہ سلطان

اوس پر سوار ہوکر دریائے باسفورس کی سیر کیا کرین۔ رعیت کے زر کثیر پر پانی پھیر دیا گیا۔ الغرض راج ہٹ۔ تریا ہٹ اور بالک ہٹ برپا پاگل، ان تینون ہٹون نے ملکر ملک کی تباہی مین کوئی کسر اوٹھا رکھی تھی۔

ان حالات کو ناظرین پڑھکر متعجب ہونگے کے فوج اور رعایا اس سے کمتر قصورون پر کبی سلاطین کو معزول کر چکی تھی۔ اونہون نے ابراہیم کی بیوقوفیون اور سختیون کو اتنی مدت کسطرح برداشت کیا۔ اس کی وجہ اکثر ناظرین کو جنہون نے صفحات ماقبل کو غور سے پڑہا ہوگا۔ خود بخود معلوم ہوگئی ہوگی۔ تاہم کئی ایسے اصحاب ہونگے جن کو کم فرصتی کے باعث سرسری مطالعہ کرنیسے مفصل توضیح کی ضرورت ہوگی۔ اونکی آسانی کے لیئے یہان بتادیا جاتا ہے۔ کہ ترکی قوم کو اپنے حکمران خاندان سے محبت دانش ہی نہین بلکہ عشق ہے۔ اور ابتداء سلطنت عثمانیہ سے اس قوم نے اپنے دل مین یہ ٹہان رکھا ہے کہ اونپر حکومت کرنیکا اسی خاندان کو حق حاصل ہے۔ یہ امر اونکے دلون مین ایسی پختگی کے ساتھہ جاگزین ہے۔ کہ اب تک کئی گورنرون اور عمال نے بغاوت کرکے حکومت کرکے حکومت کو پے درپے شکستین دی ہین۔ اور اون مین سے کئی عالی ہمت فاتحین کو تاو تخت پر قابض ہونا ذرہ بھر مشکل نہ تہا۔ مگر اونکو ایسا کرنیکا نہ کبھی خیال ہوا۔ اور نہ جرأت پڑی۔ بڑی بات کی تو محمد علی پاشا والئے مصر یا علی پاشا والئے یانیا کی طرح اپنے اپنے صوبہ مین خودمختارانہ حکومت قائم کرلی۔ مگر بظاہر اس مبارک خاندان کی اطاعت کے دایرہ سے قدم باہر نہ نکالا۔ اس امر کو مدنظر رکھکر آسانی سے سمجھہ مین آسکتا ہے۔ کہ جب تک عثمانیہ خاندان صرف ابراہیم کی ذات واحد پر مشتمل رہا۔ وہ خواہ کیسی نالایقی اور ظلم کا مرتکب ہوتا۔ قوم اوسے برطرف یا قتل نہین کرسکتی تھی۔ قوم کو یہ سختیان گوارا تہین۔ مگر اپنے مایہ فخر و ناز خاندان کو معدوم کرنا ہرگز منظور نہ تہا۔ یہی وہ امر تہا جسنے ینگچریون ایسی سرخود سر فوج کو بھی جسکے لیے اب سلاطین کا قتل کردینا ایک معمولی بات ہوگئی تھی۔ ابراہیم کی ذات کے برخلاف کوئی کارروائی کرنے کا خیال تک نہ کرنے دیا۔ مگر جب ابراہیم خاندان کا تنہا رکن نہ رہگیا۔ اور اسکے یکے بعد دیگرے چند بیٹے پیدا ہوجانے سے قوم اور فوج کو قیام خاندان کیطرف سے اطمینان ہوگیا تو گو ولیعہد کی عمر ابھی سات سال سے متجاوز نہ تھی۔ اونکو زیادہ صبر و تحمل کی ضرورت نہ رہی۔ اور ابراہیم خان اپنے کیفر کردار کو پہونچ گئے۔ جسکا ذکر آگے کیا جائیگا۔

جنگ کاسکان ابراہیم کے عہد حکومت مین سلطنت کو ابتدائی چند برسون مین وہ مصطفےٰ جیسے منتظم وزیر کے ملجانے اور ملک کی خوش قسمتی سے عیسائی ہمسایون کے آپس مین مصروف کارزار

ہونے کی وجہ سے سلطنت کو خارجیہ اور اپیرونی معاملات مین چندان ضعف نہ پہونچ سکا۔ قرہ مصطفےٰ نے ابراہیم کے تخت نشین ہونے پر مراد چہارم کی یوروپین حکمت عملی کی تقلید کر کے آسٹریا کے ساتھ موافقت رکھی۔ بلکہ حاکم ٹرنیسلونیا راکوزی کو شاہ سویڈن کا (جو اسوقت آسٹریا سے برسر جنگ تھا) ساتھ چھوڑ کر آسٹریا کے ساتھ لڑائی کرنے سے باز آجانے کا حکم دیا۔ اور پولنڈ و ایران سے معاہدات صلح کی تجدید کر کے سرحدون کی طرف سے مامون ہو کر اندرونی انتظام مین مصروف ہو گیا۔ اور اوس کے ساتھ ہی قصبہ آذاف کو (جو اسی نام کے بحیرہ کے شمالی ساحل اور دریائے ڈان کے دہانہ پر واقع ہے۔ اور اسوقت روس کی عملداری مین داخل ہے) جسپر کاسکون نے مراد چہارم کے عہد کے آخری حصہ (۱۶۳۶ء) مین قبضہ کر لیا ہوا تھا۔ پھر فتح کر لینے کی تیاریان شروع کر دین۔ اس قصبہ کا قبضہ سواحل بحیرۂ اسود اور کریمیا مین جنگی کارروائیون کے لیے نہایت ضروری تھا۔ اور قرہ مصطفےٰ کو بخوبی معلوم تھا۔ کہ بحیرہ اسود کے شمالی حصہ مین عثمانیہ اقتدار کا قائم رکھنا اشد لازمی ہے۔ جن کاسکون[۱] نے اوسپر قبضہ کر لیا تھا وہ برائے نام زار روس کے ماتحت تھے۔ اور متصلہ علاقہ کے رہنے والے تھے۔ وزیر نے ۱۶۴۱ء مین ایک زبردست فوج اور بیڑہ جہازات قسطنطنیہ سے اوسکو پھر فتح کرنے کے لیئے روانہ کیا۔ خان کریمیا بھی تاتاری فوج لیکر مہم مین شامل ہو گیا۔ کاسکون نے حملہ آورون کا بڑی دلاوری سے مقابلہ کیا۔ اور ترکون تین مہینون کے محاصرہ کے بعد سات ہزار ینگچری اور والیشاہ مالڈیویا اور کریمیا کی تاتاری ملکی فوج کے بیشمار آدمی جنکی تعداد ترکی موٴرخ نے بیان نہین کی۔ کٹوا کر واپس ہٹ آنا پڑا۔ دوسرے برس جدید مہم اسی کام پر مامور کی گئی۔ اور اس دفعہ محمد غوری خان کریمیا ترکی باقاعدہ فوج کی مدد کے لیئے ایک لاکھ تاتاری سپاہ آذاف کو لے گیا۔ کاسکون کو معلوم ہو گیا کہ وہ اس قہار فوج کا مقابلہ نہین کر سکین گے۔ زار نے اونکو مدد دینے سے انکار کر دیا۔ اور اسکو سے ابراہیم کے پاس ایلچی بھیجکر آذاف کے معاملہ سے بالکل بے تعلقی ظاہر کی۔ اور باب عالی اور روس مین سابقہ اخلاص اور دوستی کی تجدید کی درخواست کی کمک اور مقابلہ سے مایوس ہو کر کاسک محصور فوج نے اپنی طبعی وحشت و مستعدی سے کام لیکر شہر کو آگ لگا دی اور ترکون اور تاتاریون کے لیئے کھنڈرات کا مجموعہ چھوڑ کر خود رات کے وقت اپنے علاقہ کو چلتے بنے عثمانیہ جرنیل نے شہر کو از سر نو تعمیر کر کے اوس کی ہیئت کے حسب حال قلعہ اور مورچے تیار کئے۔ اور ان علاقون مین ترکی اغراض و اقتدار کی حفاظت کے لیئے بیس ہزار فوج جن مین بیس کمپنیان ینگچری سپاہیون کی تھین۔ اور بیشمار توپین اسلام پاشا کے زیر کمان مدامی طور پر کی گئی۔

[۱] کاسکیا قزاق روس کی ایک مشہور قوم کا نام ہے جو عرصہ مدید سے جنوبی روس مین دریا دانگا۔ دریا ڈان

ابراہیم کے عہد مین ترکی علاقہ پر کاسکون اور روسی علاقہ پر تاتاریون کے متواتر یورشین کرتے رہنے کی شکایتین دربار قسطنطنیہ و دربار ماسکو دونون جگہ جاتی تھین۔ اس وقت ان کا طرز انخلافہ تہا، دونون ایک دوسرے کے پاس کرتے رہتے ہر ایک بادشاہ دوسرے سے یہی درخواست کرتا کہ وہ اپنے خود سر باجگزارون کو قابو مین رکہے آخر زار الیکزیس میکائیلو وزنے سلطان کو خط لکہا کہ مجہ کاسکون کے افعال کا ذمہ وار نہ سمجہا جائے "وہ موذیون کا ایک گروہ ہے جو اپنے جرایم کی سزا سے بچنے کے لیے اپنے بادشاہ (یعنی زار) کی دسترس سے حتی الامکان دور نکل گئے ہین" سلطان اور وزیر نے جوابی خط[1] مین تحریر کیا کہ روسی رعایا کی کل زیادتیون کا الزام کاسکون پر تہوپنا محض ایک بہانہ ہے۔اور اسیطرح تقریبًا دوسرے عذرات بہی ناقابل سماعت ہین۔اگر روس ذمہ اوٹہائے کہ بحیرہ آذان یا بحیرہ اسود کے سواحلی علاقون مین روس کیطرف کا کوئی آدمی بابعالی کی رعیت کے جان و مال کو ذرہ بہر نقصان نہین پہونچائیگا۔اور اس کے ساتہہ ہی زار خان کریمیا کو قدیمی خراج دینا شروع کرے تو بابعالی وعدہ کرتا ہے کہ وہ تاتاریون کو ماسکو کے برخلاف مدد نہین دیگا۔مگر دونون بادشاہون کی خواہش یا تحریرون سے تاتاریون اور کاسکون کو کوئی سروکار نہ تہا۔بادشاہ ایک دوسرے کو جو مناسب سمجہتے ہے لکہا کیے اور یہ دونون جنگجو قومین مشترکہ سرحد پر برابر برسرپیکار رہین۔بلکہ خود روسی اور ترکی فوجون کو ابراہیم کے زمانہ مین ایک سے زیادہ مرتبہ اپنے اپنے سرکش باجگزارون کی حمایت مین یا بطور خود ایک دوسرے سے نبرد آزما ہونا پڑا۔سنہ ۱۱۴۷ھ مین تاتاریون نے روسی علاقہ کے جنوبی صوبجات تک کاسکون کا تعاقب کرکے تین ہزار کو اسیر کیا۔جو قصبہ پریکاپ مین غلامانہ حیثیت مین فروخت کیے گئے۔اس کے عوض مین روسی فوج نے آذاف پر چڑہائی کی۔مگر موسٹی پاشا گورنر آذاف اور اس کی ماتحت ترکی فوج نے اس کو کئی معرکون مین شکست دیکر پسپا کر دیا۔اور چار سو اسیران جنگ اور آٹہہ سو روسی سپاہیون کے سر بطور نشان فتح قسطنطنیہ کو روانہ کیے۔خان کریمیا اسلام غوری جو محمد غوری کا جانشین تہا۔اپنے آقا سلطان کی نسبت روسیون کا بہت سخت دشمن تہا۔وہ اونکو سلطنت عثمانیہ کا قدرتی و طبعی دشمن تصور کرتا تہا۔اور اسی لیے قسطنطنیہ سے جو احکام اوسے اس مضمون کے پہونچتے تہے کہ روسیون کو تنگ نہ کرے

---

[1] یہ خطوط خاندان عثمانیہ کے جرمن مؤرخ وان ہیمر نے اپنی کتاب مین بجنسہ درج کیے ہین۔مؤلف ۱۲

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ اور دریا نیسٹر کے متصلہ بیابانون اور میدانون مین آباد ہے۔اس مین تاتاری خون کی بہی آمیزش ہے۔وہ نہایت جنگجو اور آزادی پسند ہے۔اور جب سے روس کے ماتحت ہوئے ہین۔سلطنت مذکور کو اون سے جنگی فتوحات مین بجید مدد ملی ہے۔سرکار کیطرف سے اونکو بلاتنخواہ جنگی خدمت کے صلہ مین محاصل معاف ہین۔یہ قوم ایک لاکہہ ۹۰ ہزار مسلح سوار اپنے خرچ سے فوجی خدمت کے لیے تیار رکہتی ہے۔کاسکو کی جفاکشی جانثاری و بہادری مشہور ہے مؤلف

اون کی وہ مطلقاً کوئی پروا نہ کرتا تہا۔ ۱۶۷۲ء کے شروع مین وہ پولنڈ اور روس پر یورش کرکے ان ملکون کی چالیس ہزار رعایا کو پکڑ لایا۔ اونکو غلام بناکر بیچ ڈالا۔ شاہ پولنڈ و زار روس نے سفراء بہیجکر اس کی تلافی کی التجاء کی۔ ابراہیم نے اپنے دربار کے دو عہدہ دار ونکو خان کے نام خط دیکر کرمیا بہیجا۔ اور خط مین حکم دیا کہ خان موصوف کل عیسائی قیدیون کو جنہین اوس نے کل معاہدون کے برخلاف اسیر کیا ہے جمع کرکے قسطنطنیہ بہیجدے تاکہ وہ اپنے اپنے ملک کے سفیر حوالہ کر دیئے جائین۔ خان نے خط کو پڑہکے رکہی سے جواب دیا۔ "یہ مین اور یہان کے تمام لوگ سلطان کے غلام ہین۔ مگر روسی صرف بظاہر صلح کے خواہشمند ہین۔ وہ اس کے تب تک ہی ملتجی ہین۔ جبتک کہ ہماری تلوار اون کے سر پر ہے۔ اور اگر ہم اونکو ذرہ بہی ستانیکا موقعہ دیدین۔ تو اونکے بیڑے ابہی اناطولیا کے سواحل کو تاخت و تاراج کئے دیتے ہین مین نے کئی دفعہ دیوان کی خدمت مین عرضداشتین ارسال کین کہ اس نواح مین دو نہایت ہی مضبوط مقام یونہی خالی پڑے ہین۔ اونپر قبضہ کرلینا ہمارے لیئے نہایت مناسب ہے۔ گورنمنٹ عثمانیہ نے میری بات نہ سنی۔ اب روسی وہان کے مالک ہوگئے ہین۔ اور انہون بیس سے زیادہ چہوٹے چہوٹے قلعے تیار لیئے ہین۔ اگر ہم یہ برس بہی ہاتہہ پر ہاتہہ دہرے بیٹھے رہے تو وہ اکرمان[1] پر متصرف ہوجائینگے۔ اور صوبہ مالڈیویا کو فتح کرلینگے"۔ یہ جواب سنکر سلطان کے قاصد خالی ہاتہہ واپس چلے آئے۔ کرمیا کی ریاست کے قیام و انجام اور روس کی مختصر تاریخ آگے درج کی جائیگی۔

محاربہ کریٹ

ابراہیم کے عہد کا دوسرا اہم خارجی واقعہ محاربہ کریٹ کی ابتداء ہے۔ اس کی بنا اسطرح سے شروع ہوئی کہ ۱۶۴۴ء مین نائیٹان مالٹا کے چند جنگی جہازون نے بقول بعض ترکی تجارتی جہازون کے ایک بیڑہ کو جو قسطنطنیہ سے مصر کو جارہا تہا۔ اور بقول بعض ایک ترکی جہاز کو جسپر عازمان حج سلطان کی ایک بیوی اور ایک فرزند سوار تہے۔ گرفتار کرلیا۔ اور اسے جزیرہ کریٹ کے جنوبی ساحل کے بندرگاہ کلس سینی کو لیگئے۔ جزیرہ مذکور اسوقت ریاست وینس کے قبضہ مین تہا۔ جو تہی صلیبی لڑائی مین عیسائی مجاہدین نے جب یونانی سلطنت اور قسطنطنیہ کو قیصر سے فتح کرکے ۱۲۰۴ء آپس مین تقسیم کرلیا تہا۔ تو جزیرہ کریٹ اطالین و جرمنی مجاہدین کے سردار مارکوئیس آف مانٹ فراٹ کے حصہ مین آیا۔ اور اس سے ریاست وینس نے جو نیز اس مقدس جنگ مین شریک تہی خرید لیا تہا۔

[1] یہ شہر صوبہ بسریبیا مین جو کبہی ترکون کے ماتحت تہا پہر روسیون نے فتح کرلیا۔ اون سے جنگ کرمیا کے بعد کی بابتہ از سر نو صوبجات مالڈیویا اور والیشیا کو دلایا گیا۔ اور ۱۸۷۸ء مین پہر روس نے لے لیا۔ جہیل نیسٹر دو سکی کے جنوبی کل پر جسمین سے گذر کر دریائے نیسٹر بحیرہ اسود مین گرتا ہے واقع ہے۔ بکی آبادی تیس ہزار ہے۔ زیادہ تر آرمنی یونانی اور یہودی آباد ہین

بندر رندگو کے وینیشی گورنر نے بیوقوفی سے مالٹی قزاقون کو وہان آنے سے منع نکیا۔ بلکہ اونکی خاطر و مدارات کی۔ سلطان اس معاملہ کی خبر سنتے ہی غصہ سے دیوانہ ہو گیا۔ اور اسی حالت غضب مین اس نے اپنی سلطنت کے کل عیسائیون کو قتل کر دینے کا ارادہ کر لیا۔ مگر مفتی کے کہنے سننے پر اپنی رعایا سے درگذر کر کے صرف فرنگیون کو اور پھر وزراء کے سمجھانے سے فقط رومن کیتھولک پادریون کو ہلاک کرنا کافی تصور کر کے اونکے قتل کا حکم دیدیا جسکی تعمیل ایسی دقت و مشکل سے ملتوی کرائی گئی کہ پندرہ دنون تک ہر ایک فرنگی کو اپنی ہلاکت کا پختہ یقین رہا۔ اس حکم کی منسوخی کے بعد سلطان نے عیسائی سفراء کو بلا کر کہا کہ اس بدعنوانی کے ذمہ وار تم لوگ ہو اور تمہارے بادشاہون کو واجب ہے کہ اہالی وینس و مالٹا سے اس کا عوض لین۔ بعد ازان اوسنے سفراء کو اونکے مکانون مین نظر بند کر کے فرانسیسی سوداگرون کی دوکانون کو بند کرا دیا اور انکے تجارتی جہازون کو قرق کر لیا۔ آخر انگلستان۔ وینس اور ہالنڈ کے سفراء نے عرض کیا کہ ہمارے ملک کو مالٹا کے نائٹون کے طبقہ سے کوئی تعلق نہین اوسمین کلہم فرانسیسی لوگ داخل ہین۔ یہ سنکر ابراہیم نے فرانسیسیون کو تنبیہ اور مالٹا پر چڑھائی کرنیکا ارادہ کیا مگر وزراء نے سمجھایا کہ جبس مہم مین سلیمان اعظم کامیاب نہو سکا اور اوسکی فوج اور جرار بیڑہ مالٹا کے چٹانی قلعون کو فتح نکر سکے۔ تو اب یہ ارادہ کرنا صریح غلطی ہے مصلحت وقت یہ ہے کہ اس موقعہ پر واقعہ ہے۔ اور اچانک حملہ آور ہو جانیسے اوسے اہالی وینس سے جن کے گورنر نے مالٹی قزاقون کو کلس مینی کے بندرگاہ مین پناہ لینے دی باآسانی فتح کر لیا جا سکتا ہے۔

یہ تجویز سبنے پسند کی اور بظاہر وینس کے عذر معذرت کو قبول کر کے فوجی تیاریان مکمل کیگئین اور ۳۰ اپریل ۱۶۴۵ء کو ۴۸ جہازون کا بیڑہ پچاس ہزار فوج لیکر دارڈنیلز سے روانہ ہو گیا۔ روانگی کے وقت ظاہر کیا گیا کہ مالٹا پر حملہ کیا جائیگا۔ مگر موریا کے جنوبی ساحل پر کچھ عرصہ قیام کرنیکے بعد یوسف پاشاہ سپہ سالار نے سلطان کے احکام جو تب تک خفیہ رکھے گئے تھے ماتحت افسرونکو سنا کر مالٹا کی طرف بجانب غرب جانیکی بجائے جنوبی کیطرف رخ کر دیا اور موافق ہوا کی مدد سے بیڑہ ۲۴ جون ۱۶۴۵ء کو جزیرہ کے مغربی حصہ کے بندرگاہ خانیہ مین پہونچگیا۔ اہالی وینس بھی بجائے خود باب العالی کے بظاہر خوشنود ہو جانے سے مطمئن نہین ہوئے تھے۔ اور وینس سے گورنران جزیرہ کو قلعون کی درستی اور ملیشیا فوج کی اجتماع کا حکم بھیجدیا گیا تھا۔ اور کمک بھی روانہ کر دی گئی تھی۔ مگر رعایا اہالی وینس کے ظلم سے تنگ آئی ہوئی تھی اوس نے حکام کو کوئی امداد نہ دی۔ اور گورنر کے ماتحت جو بحری و بری فوج تھی وہ کل ساحل کی حفاظت و مدافعت کے لئے ناکافی تھی علاوہ برین کمکی بیڑہ بھی بعد از وقت پہونچا۔ ترک بلا مزاحمت خشکی پر اتر گئے۔ اور بحارہ

کریٹ جو پچیس برس تک جاری رہا شروع ہو گیا - وینیشی بیڑہ نے دل کا بخار نکالنے کے لیے ترکی جزائر ٹینی ڈوس ولمنوس اور موریا کے سواحل اور میدان ٹرائے کو سنہ ١٦٤٦ء میں تاخت و تاراج کیا مگر جزیرہ کریٹ کے کئی شہر پے در پے ترکون نے فتح کر لئے خانیہ اگست سنہ ١٦٤٥ء میں فتح ہو گیا - سنہ ١٦٤٦ء میں قصبہ ریتیمو فتح ہوا - اور سنہ ١٦٤٧ء میں جزیرہ کے صدر مقام کینڈیا (خندق) کا محاصرہ کر لیا گیا جو برابر بیس برس تک قائم رہا - اور اس اثناء میں وینس نے فرانس کی مدد سے جس نے اپنے معاون و رفیق ٹرکی سے بڑی غداری کی اوسکو بچانے کے لیے بیحد کوشش کی اور ترکی فوج کو کئی سخت زکین بھی ملیں مگر محاصرہ کامل طور پر کبھی نہ اُٹھایا جا سکا - بابعالی نے اعلان جنگ کے بغیر لڑائی شروع کر دی تھی - سنہ ١٦٤٩ء میں ترکوں نے صوبہ ڈلمیشیا پر بھی جو بحیرہ ایڈریاٹک کے کنارہ آسٹریا اور بوسینا کے درمیان واقع ہے چڑھائی کر دی - مگر اونکو چندان کامیابی نہ ہوئی ؛

ایک یورپین مورخ کا بیان ہے کہ کریٹ پر چڑھائی ہونے سے کچھ عرصہ پہلے ابراہیم نے اپنے ایک منظور نظر بہانڈ کو ینکچریون کا آغا اور ایک آتشباز کو بحری فوج کپتان مقرر کر دیا تھا - وہ دونوں سلطان سے زیادہ عقلمند تھے - اونہوں نے یہ عہدے قبول کرنیسے انکار کر دیا - مگر پھر بھی سلطان کی اس بیہودگی سے فوج میں عام ناراضگی پھیل گئی تھی - اور اس ناراضگی کو فوج کے دلوں سے فراموش کرانا بھی وینس کے ساتھ لڑائی کرانیکی ایک وجہ تھی - مگر ابراہیم کی سفاہت اور کم عقلی نے اس لڑائی کو اس قدر طول دیدیا جسکی کسی کو امید نہیں ہو سکتی تھی - یوسف پاشاہ خانیہ و ریتیمو فتح کرنیکے بعد مزید کمک لینے کے لئے قسطنطنیہ آیا - اور ابھی نیا بیڑہ مکمل نہ ہوا تھا کہ ابراہیم نے اوسے روانہ ہو جانے کا حکم دیدیا - اور جب اُس نے عذر کیا تو نالائق بادشاہ نے اپنے قابل جرنیل کو قتل کرا دیا - اور کل وزرا کی متفقہ سفارش کی کچھ پروا نکی - سلطان کی اس نالائقی کا خمیازہ ملک و سلطنت کو اٹھانا پڑا - بیڑہ مجمع الجزائرہ میں ہی پہونچا تھا کہ طوفان سے تباہ ہو گیا اور جزیرہ کی فتح یوسف کے جانشین سپہ سالارون کی ناقابلیت سے طول اٹل ہو گئی ؛

فرانس کی بدعہدی

وینس نے لڑائی شروع ہونے پر کل عیسائی طاقتوں سے اعانت کی استدعا کی تمام رومن کیتھولکون میں غضب کا جوش پیدا ہو گیا تھا - اور فرانس میں ہر جگہ کفار کے ساتھ لڑائی کرنیکے لئے شور و غل برپا ہو رہا تھا - مگر رشیلو کا جانشین یعنی وزیر اعظم مازارن[1] ریاست وینس کی بربادی کو جو لیوانٹ میں فرانس کی تجارت کی رقیب

[1] جولیس مازارینی سنہ ١٦٠٢ء میں اٹلی میں پیدا ہوا تھا - اور روما و سپانیہ میں تعلیم پائی - پوپ کی ایک سفارت کے ہمراہ فرانس گیا جہاں

تہی- فرانس کے حق مین بہت مفید سمجہتا تہا- لیکن ساتہہ ہی بحیرہ روم مین ترکون کا بہی زیادہ طاقتور ہونا پسند نہین کرتا تہا- چنانچہ اوس نے یہ مکارانہ روش اختیار کی کہ بظاہر ترکون کا ہوا خواہ بنا رہا تاکہ فرانس وینس کے گرفتار مصیبت ہونے سے فایدہ اوٹہاکر لیوانٹ کی تجارت سے تن تنہا بہرہ ور ہوتا رہے- اور دوسری طرف وینس کو خفیہ امداد دینی شروع کر دی- تاکہ ترکون کو فرانس کی رفاقت کی پروا نہ کرنے کی قدر رعافیت معلوم ہو جائے- اور ساتہہ ہی اپنی رعایا کو جو ترکون کے برخلاف سخت مشتعل ہو رہی تہی راضی کر دیا جائے- اس نے ایک خاص سفیر مسمی ڈی ورانی قسطنطنیہ بہیجا کہ فرانس فریقین مین بیچ بچاؤ کرا دیتا ہے- بابعالی نے اس درخواست کو سنتے ہی مسترد کر دیا- اس کے بعد چالاک فرانسیسی وزیر نے وینس کو فرانس کے جنگی بیڑہ کی مدد پیش کی- مگر ایسی شرائط پر کہ ریاست کے سینٹ نے انکار کر دیا- یہ دونون کارروائیان کہلم کہلا کرنے کے بعد اوس نے دس ہزار کراؤن کی رقم چوری اور خود اپنے نام سے وینس کو روانہ کی- اور دوسرے برس نو جنگی جہاز بہیجدیے- مگر آدمی کوئی نہ دیا- اور کہدیا کہ اونپر فرانس کا علم بہی نصب نہ کیا جائے- ہسپانیہ نے بہی اسی وقت فرانس کے ایماء پر نو جہاز وینس کی مدد پر روانہ کئے- بعد ازان- اوس نے وینس کو فرانس سے سپاہی بہرتی کرنیکی اجازت دی جس نے اس اجازت سے اسقدر فایدہ اوٹہایا کہ گو فرانس خود بہی متعدد محاربون مین مصروف تہا- اور اوسے آدمیون کی سخت ضرورت تہی- کل محاربہ کریٹ کے دوران مین پچاس ہزار سے زیادہ فرانسیسیون نے مذہبی جوش سے یا بطمع زر وینس کی خدمت قبول کی اور ترکی فوج کی مقابلہ مین ہلاک ہوئے-

یہ بہی سلطنت عثمانیہ کی خوش قسمتی تہی کہ ایک اہم ایسے اہل شخص کے زمانہ مین ٹرکی کے خوفناک دشمن آسٹریا کو فرانس اور دیگر عیسائی مخالفون کے مقابلہ سے ٹرکی کیطرف متوجہ ہونے کی فرصت نہ ملی- اور بابعالی کو فقط وینس ایسی کمزور ریاست سے معرکہ آرا ہونا پڑا- مگر اس لڑائی مین بہی اپنے لائق بادشاہ کی طفیل اوسے متوقعہ کامیابی ہوئی- صاحب غیرت خیر خواہان قوم وملت اس خفت کو اور زیادہ برداشت نہ کر سکے-

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ وہان زینب کے ساتہہ اوس کی دوستی ہو گئی- اور لوئی سیزدہم کا بڑا مشیر بن گیا- جبرتی دختر اوسے بہی اپنی وصیت میں اوصیاء مین نامزد کر گیا- رشیلو کی وفات پر وہ وزیر عظم ہو گیا- اور لوئی چہاردہم کے ایام نابالغی مین اوسکی والدہ ملکہ این کے مختار سے جس کے ساتہہ مازارین نے کچہہ عرصہ آشنائی رکہنے کے بعد خفیتاً شادی کر لی تہی مدار المہام سلطنت رہا- وہ کارڈینل کا مذہبی منصب بہی رکہتا تہا- آخر امرا اور رعایا اوس کے اقتدار سے ایسی تنگ آگئی کہ وہ معہ بادشاہ وملکہ بہاگ کر مملکت چلا گیا- باغیان نے فرانس اوس کی قاتل کیلئے انعام مقرر کر دیا مگر کچہہ عرصہ کے بعد اوسے پہر رسوخ حاصل ہو گیا اور تا دم مرگ لوئی چہاردہم کا معتبر وزیر رہا- ۱۶۵۹ء مین اوس کی سعی سے فرانس اور ہسپانیہ مین صلح ہو گئی- اوس نے بے انتہا زر و دولت جمع کیا- اور آخر کام کی کثرت سے بیمار ہو کر ۱۶۶۱ء مین مر گیا- مؤلف

اور ۱۶۴۸ء مین سلطان کو تخت سے معزول کرنے کے لیے ایک زبردست سازش کی گئی۔

ابراہیم کا عزل و قتل

سازش کے سرغنہ ینگچری فوج کے سردار تھے جو اس دفعہ ذاتی اغراض اور سینہ زوری کے لیے نہین بلکہ محض قومی و ملکی فلاح کے لیے سلطان وقت کی عزل پر کمربستہ ہوئے تھے۔ اور ان سب سے زیادہ مستعد وہی قرہ مراد تھا جسنے مصلی کو بڑی سختی سے سرزنش کی تھی۔ اوسے معلوم تھا کہ اوسی دن سے میری جان ہر وقت معرض خطر مین ہے۔ اور اس مین کچھہ شبہ نہین کہ اگر اوسنے اپنے ایک دوست کے ذریعہ سے جو محلسرا مین ملازم تھا خبر نہ ہو جاتی تو وہ ضرور قتل ہو جاتا۔ سلطان نے اپنی آٹھہ سالہ لڑکی کی شادی وزیر کے بیٹے سے بڑی دہوم دہام کے ساتھہ رچائی۔ اور ۶ راگست ۱۶۴۸ء کی رات کو قرہ مراد اور تین دیگر آغایان ینگچریان مصلح الدین۔ بکطاش۔ و قرہ جاوش کو باین نیت جلسہ جشن مین مدعو کیا کہ جب وہ محلسرا مین آئین تو اونکو ہلاک کرا دیا جائے۔ یہ چارون خبر ہو جانے کیوجہ سے محل کو نہ گئے۔ اور اونہون نے اوسی رات اپنے ساتھیون کو ینگچریون کی مسجد مین جمع کیا اور سبنے فیصلہ کیا کہ وزیر کو برطرف کرایا جائے۔ اوسوقت تک سازشیون کا صرف یہی مدعا تھا۔ سلطان کی معزولی کو صرف اشد ضرورت لاحق ہو جانے پر موقوف رکھا گیا تھا۔ کل علماء بطیب خاطر فوج کے ساتھہ شامل ہو گئے۔ بلکہ مفتی اعظم سے بڑھکر اس معاملہ مین اور کوئی سرگرم نہ تھا۔ کیونکہ ایک دفعہ ابراہیم نے اوس کی لڑکی کی بے حرمتی کی تھی۔ ابراہیم کو جب باغیون کے مطالبہ کی خبر پہونچی تو اوس نے وزیر سے مہر وزارت لے لی۔ مگر رفاقت قدیمہ کا پاس کرکے جسکی اوس جیسے شخص سے کبھی توقع نہین ہو سکتی تھی۔ وزیر کی جان بچانیکی پوری کوشش کی۔

علماء اور فوج نے صوفی محمد کو وزیر اعظم بناکر سلطان کے پاس بھیجا کہ سابق وزیر کو سزا کے لیے فوج کے حوالہ کرے۔ ابراہیم نے بیوقوفی سے فوج و رعیت کے منتخب کردہ وزیر کو ایسا مطالبہ کرنے پر زدوکوب کیا۔ اور اوسے موقعہ ملنے پر جلد سخت سزا دینے کی دہمکی دی۔ اس پر فوج کا غضب بڑہ گیا۔ اور سپاہیون نے محل کا محاصرہ کرکے بآواز بلند دہمکیان دینی شروع کر دین۔ سلطان نے اونکو دار وغہ اسپان کی زبانی منتشر ہو جانیکے لیے کہلا بھیجا۔ بہادر مصلح الدین نے ینگچریون۔ سپاہیون۔ علماء اور ملکی عہدہ دارون کے سامنے جو سب کے سب اب قومی تحریک مین شامل ہو گئے تھے۔ بآواز بلند اسے حسب ذیل جواب دیا۔ "بادشاہ نے ظلم و ستم سے کل عثمانیہ سلطنت کو تباہ کر دیا ہے۔ عورتین بادشاہی کر رہی ہین۔ خزانہ اونکی فرمائشون کو پورا کرنے سے عاجز ہو گیا ہے۔ رعیت برباد ہو گئی ہے۔ کفار کی فوجین سرحدون پر شہر پر شہر فتح کر رہی ہین۔ اون کے بیڑون نے ڈارڈینلز کی ناکہ بندی کر رکھی ہے۔ اے داروغہ کیا یہ سب باتین تجھے نظر نہین آ رہین۔ تو نے بادشاہ کو حق الامر کیون نہ بتایا؟" داروغہ نے کہا "بادشاہ کو اوسکا کوئی علم نہین۔ سب قصور میرا ہے کہ سابق

وزیر کے سامنے مین بادشاہ کی خدمت مین سچ کہنے سے ڈرتا رہا۔ اب جو کچھہ تم کہنا چاہتے ہو مجھے بتادو اور مین بلا کم و کاست سلطان سے جا کر کہدونگا۔" مصلح الدین نے کل مجمع کیطرف سے تین باتون کا مطالبہ کیا۔ اول عہدون کا بیچنا بند کیا جائے۔ دوم۔ تمام منظور نظر اور رقابو یانہ تازنینون کو محل و دربار سے خارج کر دیا جائے۔ سوم وزیر اعظم کو قتل کیا جائے۔ داروغہ نے یہ درخواستین سلطان کو جا کر سنادین۔ جو اونکو منظور کرنے کی بجائے محلسرا کے غلامون اور باغبانون کو مسلح کر کے مقابلہ کی تیاریان کرنے لگ گیا۔ اس حیث و بحث مین رات بہت گذر گئی تہی۔ علماء نے چاہا کہ اب گہرون کو واپس چلے جائین۔ صبح پھر جمع ہو جائینگے۔ مگر اصحاب شمشیر ایسی باتون مین اپنے قلم بردار بہائیون سے زیادہ ماہر تھے۔ ینگچریون کے آغاؤن نے علماء کو کہا "اگر ہم اسوقت منتشر ہو گئے تو شاید صبح کو جمع نہ ہو سکین۔ مناسب یہہ ہے کہ جبتک دُنیا دیکھی سلطنت، مین امن قائم نہ ہو جائے۔ ہم یہین مجتمع رہین۔ اور رات مسجد مین بسر کرین۔" علماء نے یہ صلاح مان لی اور صبح کو عملی کارروائی شروع ہو گئی۔ وزیر اعظم اور رومیلیا کا قاضی عسکر جو رشوت خواری اور عیاشی کیوجہ سے نہایت نفرت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تہا قتل کیئے گئے۔ اور سلطان کو باہر مجمع کے پاس آنے کے لیئے پیغام بھیجا گیا۔ جب وہ نہ آیا۔ تو دو اعلے علماء یہ پیغام سلطان والدہ کے پاس لیکر بھیجے گئے۔ کہ ملک نے ابراہیم کو معزول اور تمہارے پوتہ محمد کو تخت نشین کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اس نیک بخت سلطانہ کا ذکر پہلے آچکا ہے کہ اوس نے کئی دفعہ ابراہیم کو عیاشی اور ستم شعاری سے باز آجانے کی فہمائش کی تہی۔ مگر نالائق بیٹے پر مادر مشفقہ کی نصیحت کا اُلٹا اثر پڑا۔ اوس نے والدہ اور بہنون کو سخت ذلیل کرنا شروع کر دیا۔ اور آخر اون کے قتل کا مصمم ارادہ کر لیا۔ مگر مان کی مامتا کب فرزند کی ذلت گوارا کر سکتی تہی۔ اُس نے بیٹے کو رعایا کے غضب سے بچانے کے لیئے بے انداز کوشش کی وہ جانتی تہی کہ محل کے غلام اور باغبانون کا ایک ساعت کے لیئے بہی فوج کے مقابلہ پر ٹہر سکنا تو درکنار وہ ایسے مقہور و مبغوض آقا کے لیئے اپنی جان کو بہی معرض خطر مین ڈالنا پسند نہین کرینگے۔ اور اوس کی حفاظت کے لیئے ہاتہہ بہی کہڑا نہین کرینگے۔ سلطانہ نے علماء کی زبانی پیغام سُنکر فوج و رعیت کی نیابت سے ملاقات کرنا منظور کر لیا۔ اس نیابت مین مفتی ہر دو قاضی عسکر مصلح الدین بکتاش اور قرہ مراد شامل تھے۔ اونہون نے سلطانہ کو ماتمی لباس مین ملبوس پایا۔ اور صرف ایک حبشن کنیزک اوس کی خدمت مین موجود تہی۔ جو پنکہہ کر رہی تہی۔ وہ سب مؤدبانہ طریق سے خاموش اوس کے سامنے کہڑے ہو گئے۔ ملکہ نے اون سے سوال کیا "کیا بغاوتون بر پا کرنا اچھی بات ہے؟ کیا تم سب اِس خاندان کے نمک پروردہ اور غلام نہین ہو؟"

یہ الفاظ سُنکر پیرانہ سال نبرد آزما مصلح الدین کی آنکھون مین آنسو بھر آئے۔ اور اس نے

نہایت ادب کے ساتھ عرض کیا "اے خاتون والا مقدرت۔ آپ نے بجا فرمایا ہے۔ ہم سب اس خاندان کے پروردہ ہین۔ اور خاکسار کے مجھ سے بڑھکر کسی پر اوس کے احسان نہین مجھے اوسکا نمک کھاتے ہوے اسّی برس ہوگئے ہین۔ مگر اسی حق نمک اور بار احسان کی وجہ سے ہم اور زیادہ خاموش نہین رہ سکتے اور اس عالیشان خاندان اور اس عظیم الشوکت سلطنت کو اپنی آنکھون سے تباہ ہوتا نہین دیکھ سکتے کاشکے مین یہ ایام نامسعود دیکھنے کے لیے زندہ نہ رہا ہوتا۔ مین اپنی ذات کے لیے اور کس چیز کی تمنا کرسکتا ہون؟ روپیہ یا مدارج مجھے کوئی نفع نہین دے سکتے۔ پھر اے خاتون والا منزلت کیا چیز ہے جو مجھ سے یہ کارروائی کرا رہی ہے؟ وہ یہ ہے کہ بادشاہ کی بیوقوفی اور سفاہت سے ملک کو ناقابل اصلاح نقصان پہونچ رہا ہے۔ کفار نے بوسینیا کی سرحد پر چالیس مضبوط قلعے اور شہر فتح کرلیے ہین۔ اور اون کے اسّی جہاز ڈانیلز کے دہانہ پر گشت کررہے ہین۔ مگر بادشاہ کو کچھہ فکر نہین۔ اور وہ اپنی عیش و عشرت سفاکی، ظلم پرستی اور اسراف و خرابی مین غرق ہے۔ تمھاری رعایا کے عقلمند آدمیون نے جو شرع شریف سے پورے باخبر ہین۔ جمع ہوکر سلطان گردی کا فتویٰ دیا ہے۔ جب تک یہ نہ ہوگا۔ تباہی رک نہین سکتی اے خاتون ملک کی حالت پر رحم کر اور اس فیصلہ کی مخالفت نہ کر۔ ایسا کرنے سے آپ ہماری نہین بلکہ خداوند کریم کے پاک احکام کی، مخالفت کرین گی" اس پر بھی سلطانہ ابراہیم کی عدم معزولی پر مصر رہی اور تجویز پیش کی کہ علماء اور وزیر اعظم کی زیر نگرانی ابراہیم ہی کو تخت پر رہنے دیا جاے۔ سلطانہ کے اصرار اور رقت و سماجت سے چند وکلاء کے دل نرم اور وہ اس کی درخواست قبول کرنے پر مائل ہوگئے۔ مگر اناطولیہ کے قاضی عسکر محمد حنفی زادہ نے سلسلہ سخن شروع کرکے کہا "اے ملکہ روے زمین ہم آپ کی رعیت پروری اور بندگان خدا کی فلاح جوئی پر کامل بھروسہ کرکے حاضر ہوے ہین۔ آپ صرف سلطان ہی کی والدہ نہین۔ بلکہ کل مسلمانون کی بھی مادر مہربان ہین۔ خدا کے لیے ان مصائب کا خاتمہ کردے۔ غنیم لڑائی مین بالادست ہورہا ہے۔ اور ملک مین عہدون اور مناصب کی بیع و فروخت کا حد حساب نہین رہ گیا۔ بادشاہ نفس پرستی مین غرق قانون و شرع کے جادہ سے دن بدن زیادہ دور ہوتا جاتا ہے مسجد اصوفیا کے میناروں سے جب موذن آذان دیتے ہین۔ تو محل سراے کے ڈھول و ڈھمکا اور ناچ و رنگ کے شور و غل مین اون کی آواز کسی مسلمان کو سنائی نہین دیتی۔ کوئی شخص سلطان کو اس خوف سے نصیحت نہین کرسکتا کہ کہین ناصح کی شامت نہ آجاے۔ اس کی تصدیق خود آپ کو بھی ذاتی طور پر ہوچکی ہے۔ غارت گر کھلے بندون منڈیون لوٹتے ہین۔ اور بے گناہ قتل کیے جارہے ہین۔ منظور نظر کنیزین سلطنت پر حکومت کررہی ہین" سلطانہ یہ سنکر بھی اپنے اصرار سے باز نہ آئی۔ اور اس نے

آموزی کوشش کرکے کہا "یہ سب بدمعاش وزراء کی کرتوتون کا نتیجہ ہے۔ اونکو موقوف کرکے اونکی جگہہ نیک بخت اور دانا آدمی مقرر کئے جایئن گے"۔ حنفی زادہ نے عرض کیا "سلطان بہادر اور قابل آدمیون کو جنہون نے اوس کی خدمت کی مثلاً قرہ مصطفٰے پاشا و یوسف پاشا فاتح خانیا کو قتل نہین کرچکا ہے؟" اوسپر سُلطانہ نے کہا "مگر ایک سات سالہ معصوم بچہ کو تخت پر بٹھانا کس طرح ممکن ہے؟"

حنفی زادہ نے جوابدیا "ہمارے عاقل و فرزانہ علماء کی رائے ہے۔ کہ دیوانہ کو تخت پر رکہنا خواہ اوسکی عمر کتنی ہو درست نہین۔ اوس سے اونکا ہزارہا درجہ بہتر ہے جو عقل و ہوش رکہتا ہو۔ اگر بادشاہ خواہ وہ معصوم ہو ذی ہوش ہو تو ایک قابل وزیر سلطنت مین پھر امن قایم کرسکتا ہے۔ مگر جوان عمر سُلطان جو عقل و ہوش نہ رکہتا ہو۔ قتل و سفاکی۔ اسراف و بدچلنی اور بدروشی سے سب کچھہ برباد کردیتا ہے"۔

یہ دلیل سُنکر سلطانہ بہی قایل ہوگئی۔ اور اس نے کہا "اچھا مین تمہاری رائے کو منظور کرتی ہون۔ اور اپنے بنیرہ محمد کو لاکر دستار شاہی اوس کے سر پہ رکھے دیتی ہون"۔ خورد سال شہزادہ کو دیکھتے ہی علماء اور فوجی افسرون نے خوشی کے نعرے بلند کردیئے۔ ابراہیم کے تمام غلام اس اثناء مین اوس کے پاس سے بہاگ گئے۔ ہوئے تھے۔ محلسرائے کے "باب سعادت" کے قریب اونچے چبوترہ پر تخت بچہایا گیا۔ اور غروب آفتاب سے تین گھنٹے پہلے بتاریخ ۸ راگست ۱۶۴۸ء سلطنت کے تمام اعلےٰ عہدہ دارون نے سلطان محمد چہارم کے سامنے سرنیاز خم کیا۔ جو سلطان کے رُوبرو دو دو چار چار کی جماعت مین حاضر ہوئے۔ جب ایک جماعت گذرجاتی تو دوسری کو اندر لایا جاتا۔ تاکہ بچہ انبوہ کثیر دیکھہ کر کہین ڈر نہ جائے۔ سُلطانہ نے اپنے پوتے کی حفاظت پر معتبر افسرون کا پہرہ مقرر کردیا۔ رسم تخت نشینی سے فارغ ہوکر وزراء اور علماء عزل کا فیصلہ سنانے کیلیئے ابراہیم کے پاس گئے۔ اور سامنے حاضر ہوئے۔ عبدالعزیز آفندی مفتی اعظم نے ابراہیم کو کہا:۔

"بادشاہ علماء اور عہدہ داران سلطنت کے فیصلہ کی تعمیل مین آپ تخت کو چھوڑ دین"۔ ابراہیم نے غضب آلود ہوکر جواب دیا "غدار! کیا مین تمہارا بادشاہ نہین ہون۔ اس حرکت کے کیا معنے ہین؟"

عبدالعزیز آفندی "نہین۔ تو بادشاہ نہین رہا۔ کیونکہ تو نے انصاف و تقدس کو خیرباد کہدیا۔ اور ملک کو تباہ کردیا۔ تو نے اپنی عمر کو عیاشی اور بیوقوفی مین اور شاہی خزانہ کو فضولیات مین ضایع کیا۔ اور تیری جگہ ظلم و ستم اور خرابی ملک پر حکومت کرتی تہی"۔ مگر ابراہیم برابر یہی کہتا رہا "کیا مین تمہارا بادشاہ نہین ہون۔ اور اوس کے کیا معنے ہین"۔ آخر ایک فوجی آغا نے تنگ آکر جوابدیا "ہان تم ہمارے بادشاہ ہو۔ مگر تمہہ سے یہ درخواست ہے کہ کچھہ عرصہ آرام کرو"۔ یہ سُنکر ابراہیم نے کہا "اگر یہ بات ہے تو پھر مین تخت سے کیون نیچے اترون؟" عبدالعزیز نے جواب دیا "اس لیئے کہ تو نے بزرگون کا شعار چھوڑ دیئے

سے اپنے آپ وادس کے ناقابل بنا دیا ہے"۔ ابراہیم نے اپر سب کو مغلظات سنائین - اور پھر ہاتھہ کو زمین کیطرف نچا کرکے کہا "کیا تم اتنے بڑے بچے کو بادشاہ بنانے لگے ہو - یہ بچہ بادشاہی کسطرح کریگا؟ اور کیا یہ خود میری فرزند نہین ہے؟"۔ بہت سا ہزیان بکنے کے بعد آخر ابراہیم نے تقدیر کے حکم کو مان لیا - اور تخت سے نیچے اوتر کر وزراء کے ساتھہ ساتھہ "میری پیشانی کا نوشتہ تہا۔ خدا کا حکم یہی تہا" کہتا ہوا زندان کو چلا گیا - جہان اوسے سخت نگرانی مین رکہا گیا۔ مگر ساتھہ ہی اوس کی آسایش کا کامل انتظام کردیا گیا - دسوین دن سپاہیون نے فساد کردیا - اور اون مین سے بعض نے ابراہیم کو پھر تخت نشین کرنیکا ارادہ ظاہر کیا۔ اِس معاملے نے اوس کی قسمت کا فیصلہ کردیا۔ پچھلی بغاوت کے سرغناؤن کو بکی بھبوُ دیکہ ساتھہ ہی اپنے لیے بہی خطرہ پیدا ہو گیا - کہ اگر کار قضاء ابراہیم پھر تخت پر بیٹھہ گیا تو ہماری خیر نہین - اونہون نے مفتی سے باضابطہ طور پر حسب ذیل استفتا پیش کرکے اوس کا فتویٰ طلب کیا "کیا ایسے بادشاہ کو معزول اور قتل کرنا جائز ہے - جو ملکی و فوجی عہدے ایسے لوگون کو دیتا ہو جو اون کے نا اہل نہین - اور جو رشوت دیکر اونکو خریدتے ہین؟" مفتی نے مختصر جواب دیا "ہان" یہ فتویٰ حاصل کرکے صوفی محمد اور چند وزراء جلادون کو لیکر زندان مین گئے - ابراہیم اوسوقت کلام اللہ کی تلاوت کر رہا تہا - وہ جلادون کو دیکہتے ہی اون کے آنیکا مدعا تاڑ گیا - اور پکار اوٹہا "کیا میرے کل نمکخوارون میں سے ایک بہی ایسا نہین جو مجھے اِن ظالمون سے بچائے۔ ظالمون رحم کرو - رحم کرو!!"

جلاد یہ فریاد سُن کر کسی قدر ہچکچ گئے - مگر مفتی اور وزیر نے اونکو سختی کے ساتھہ اپنا کام کرنے کا حکم دیا - اونہون نے سلطان کو جس نے اب قاتلون پر لعنتین بھیجنی شروع کردی تہین - پکڑ لیا - اور چند لمحون مین کمان کی ڈوری سے اوسکا گلا گھونٹ دیا گیا -

سلطان محمد چہارم کا ابتدائی عہد حکومت اور مسلسل خرابی و تباہی

سلطان محمد چہارم چالیس برس تخت قیصری پر متمکن رہا - اوس کے عہد کو اگر تین حصون مین تقسیم کیا جائے تو بیجا نہوگا - حصہ اول سلطان ابراہیم کے قتل سے محمد کوبرلی کے وزیر اعظم مقرر ہونے تک یعنی ۱۶۴۸ء سے ۱۶۵۶ء تک دوسرا حصہ - دیرہ مذکور اور اوس کے فرزند کلان کی وزارت کا ۱۶۵۶ء سے ۱۶۷۶ء تک - تیسرا احمد کوبرلی کی وفات سے سلطان کے ۱۶۸۷ء مین معزول ہونے تک -

پہلا حصہ جو سلطان کی نابالغی کا زمانہ تہا بغاوتون اور مسلسل شکستون کی نذر ہوا - دوسرے مین خاندان کوبرلی کے متذکرہ بالا دونون لائق وزراء نے سلطنت کے معاملات کو درست کیا - تیسرے

مین پہر خرابیان پیدا ہوگئین۔ اور سلطنت مین اندرونی وبیرونی مصایب ومشکلات سے زوال شروع ہوگیا ابراہیم کی معزولی مین سلطنت کا ہر ایک گروہ اور طبقہ شامل تہا۔ مگر سپاہی جیساکہ اوپر مذکور ہو چکاہے۔ صوفی محمد کی وزارت سے ناراض ہوگئے۔ اور انہون نے ابراہیم کے قتل ہوجانے کے بعد اوسکا قصاص لینے کے بہانہ سے بغاوت کردی۔ اور ینگچری فوج اور سپاہیون مین عرصہ تک سخت خونخوار معرکہ آرائی ہوتی رہی جس مین آخر ینگچری کامیاب ہوگئے۔ اور صوفی محمد وزارت پر قائم رہا۔ مگر وزیر ہونے کی بجائے وہ درصل اپنے طرفدارون کا غلام بن گیا۔ کل سفید وسیاہ کے مالک ینگچری تہے۔ اور پرانی خودسری عیش پسندی اور آوارہ مزاجی اون مین پھر اس شدت سے عود کر آئی کہ صوبہ ڈلیشیا مین اونکو خود نیم یعنی وِنِیس کی فوجون کے سامنے اپنے افسرون کے برخلاف بلوے برپا کرکے ہلالی کی عزت کو دشمنون کی نگاہ مین حقیر کرتے ہوئے شرم نہ آئی۔ سنہ ۱۶۴۹ء مین انہون نے کنیڈیا کا محاصرہ کرنے سے انکار کردیا۔ اور سرعسکر حسین پاشا کو مجبوراً جنگی کارروائی ملتوی کرنی پڑی۔

صوبون کی حالت دارالخلافہ سے کچھہ بہتر نہ تہی۔ اور عمال کی رشوت ستانی اور جبر وستم کی کوئی انتہا نہ رہگئی تہی۔ صوفی محمد نے اپنے حمایتیون کے تسلط سے تنگ آکر ینگچری اور سپاہی دونون فوجون کے افسرون کے برخلاف خود اپنا علیحدہ دہڑہ بنانے کی کوشش کی۔ مگر خاتونان حرم بہی اوس کے برخلاف ہوگئی تہین۔ اوسکا راز قبل از وقت فاش ہوگیا۔ اور اوسے قتل کردیا گیا۔ ملک کی بد قسمتی سے سلطان کی دادی اور والدہ سلطانہ ترخانہ مین سخت رقابت پیدا ہوگئی۔ جس نے رہا سہا کہیل لہ بگاڑ دیا۔ دونون ایک دوسرے کے مروانے کے درپے ہوگئین۔ اور سنہ ۱۶۵۱ء مین آخر سلطانہ ترخانہ کی سازش بارور ہوگئی۔ ضعیف العمر سلطانہ ماہ پیکر ہلاک کرادی گئی۔ اور رقابت کا خاتمہ ہوگیا۔ مگر گورنمنٹ کی خرابی بدستور قائم رہی۔ سنہ ۱۶۵۶ء مین سپاہی اور ینگچریون نے کئی مہینون کی تنخواہ بقایا میں

لہ ایک ایشیائی مورخ سلطان کی والدہ کا نام کوسم سلطان لکہکر مندرجہ بالا روایت سے بالکل برعکس تحریر کرتاہے۔ اوسکے الفاظ حسب ذیل ہین "محمد خان شیرخوارہ کودک ہفت ماہ (یہ بہی غلط ہے یہ ہفت سالہ تہا۔ مولف) برائے نام اورنگ آرا شدہ مادرش کوسم سلطان حاکم گشت سرداران حکومت زن را قبول نکردند بلوائے عظیم برپا نمودند ودر اسلامبول اضطراب عظیم گردید۔ آخر سلیمان خواجہ سراء کوسم سلطان را قتل کرد۔ ازخانۂ او بسیار صنادیق روپیہ واشرفی وطلاء ونقرہ وجواہر گران بہا وزیور مرصع وظروف ذہب وفضہ برآمد۔ وفات سنہ ۱۰۶۲ ہجری آتش فساد وخانہ جنگی در قسطنطنیہ برپا ماند کہ تفصیل بسیار است۔ ودر سنہ ۱۰۶۳ ہجری تا چہار روز متواتر جابجا در کشور روم زلزلہ حادث شد وبسیار نقصان مال وتلف نفوس گردید۔ واز ماہ ذیقعدہ سنہ ۱۰۶۳ ہجری تا ماہ جمادی الاول سنہ ۱۰۶۴ ہجری بنا بر بن پاشایان قتل وقتال دائر گشت چند پاشایان مردند۔ بادشاہ کم سن بود کسی اور انجام طرحی آورد" ۱۲

پڑ جانے سے ناراض ہو کر اپنے معمولی فساد گاہ یعنی آتمیدان مین جمع ہو کر دیوان کے اراکین کے قتل کا مطالبہ
کیا۔ سلطان نے آتمیدان آغالری (صاحبان آت میدان) کے حکم کو قبول کر کے اپنے عزیز ملازمون کو جلاد کے
حوالہ کر دیا۔ اور اس طرح سے حکومت کی انتظامی مشین کو چلانیوالے تمام پرزے معدوم ہو گئے۔ فوج کی خودسری
سے دلیر ہو کر دار الخلافہ کے صناعون کی جماعت نے بلوہ کر کے وزیر اعظم کو معزول کرا دیا۔ ادہر ایشیائی
صوبون مین آباز اسکے بیٹے نے باپ کی بغاوت سے بہی زیادہ زبردست بغاوت برپا کر دی۔ اور باغیون نے
احمد پاشا گورنر اناطولیہ کو شکست دیکر قتل کر دیا۔ مگر اوسی جنگ سی سالہ کے طفیل جو عیسائی متخاصمین مین بمقام
وسٹ فیلیا[1] ۱۶۴۸ء مین کا معاہدہ ہونے پر ختم ہوئی۔ اور جس کی وجہ سے ٹرکی کا جانی دشمن اسٹریا (جرمنی
کا قیصر) مراد چہارم کے ابتدائی زمانہ اور ابراہیم کے عہد حکومت مین ٹرکی طرف متوجہ نہ ہو سکا تہا۔ ٹرکی ایسے
نازک موقعہ پر بہی آسٹریا کی دستبرد سے محفوظ رہی۔ وہ جنگ مذکور مین اس قدر بگڑ گئی تہی کہ اوسے کچھ
عرصہ تک ہنگری کو فتح کرنیکا خیال تک نہ ہوا۔ فرانس و ہسپانیہ آپس مین مشغول کارزار تہے۔ نیز اول الذکر
۱۶۴۹ء سے ۱۶۵۱ء تک اوس ملکی بغاوت کے انطفاء مین مصروف رہا۔ جو للواندہ کے نام سے مشہور ہے۔ اور جسے
رعایا نے ملکہ این اوس کے عاشق مازارن اور خوردسال لوئی چہاردہم کے برخلاف برپا کر کے کچھ عرصہ کیلئے
ان سبکو ملک سے خارج کر دیا تہا۔ الغرض اوسوقت اکیلی ریاست وینس ٹرکی کے مقابل تہی۔ لیکن جبتک اندرونی
خرابی رہی۔ ٹرکی اس کمزور دشمن سے بہی بازی نہ جیت سکی۔ بلکہ کینڈیا کا فتح کر لینا تو درکنار وینس کے
امیر البحر موسی گومے عثمانیہ بیڑہ کو تباہ کر کے خود ترکی کے جزائر ٹنی ڈوس۔ لمنوس۔ اور ساموتہریسیا کو ۱۶۵۶ء
مین فتح کر لیا۔ اور ڈاردنیلز کا ایسا سخت محاصرہ کیا کہ قسطنطنیہ مین باہر سے اشیاء خوردنی کی درآمد رک جانے
سے قحط پڑ گیا۔ ٹرینسلونیا کا عیسائی شاہزادہ بہی سرکشی پر مائل ہو رہا تہا۔ اور سرحد پر عیسائی رعایا نے قیامت
برپا کر رکہی تہی۔ ان بیرونی مصائب اور ذلتون کو دیکھ کر قوم کی رگ حمیت پھر متحرک ہوئی۔ تمام جماعتون
نے ذاتی اغراض کو بالائے طاق رکھدیا۔ اور انکو ایک ایسے شخص کی تلاش ہو گئی۔ جو انتظام کو اپنے ہاتھ
مین لیکر کل خرابیون کی اصلاح کرے۔ سلطانہ ترخانے محمد کوبرلی کو پیش کیا۔ اور سب فریقون نے اس تجویز
کو بڑی خوشی سے منظور کر لیا۔ اور ۱۶۵۶ء مین وزارت ایک ایسے شخص کو تفویض کی گئی جو نامور وزرا کے
خاندان کا بانی اور سلطنت کے گرتے ہوئے اقبال و اقتدار کو سنبھالنے کا باعث ہوا۔

خاندان کوبرلی

منجم سلطانی نے حکم لگایا کہ تاریخ ۱۵ ستمبر ۱۶۵۶ء ظہر کا وقت نہایت سعید و مبارک
ہے۔ وزیر اوسوقت اہتمام سے جبکہ نماز پیشین کے لیئے مساجد دار الخلافہ سے اذانین ملنی شروع ہون

[1] وسٹ فیلیا ہالنڈ کے قریب پرشیا کا مغربی صوبہ ہے۔ مؤلف ۱۲۔

ایشیائی ممالک کے خوش اعتقادوں کا خیال ہے کہ دوپہر کے وقت شیطان آفتاب کو اپنے دونوں سینگوں کے درمیان تاج کے طور پر لیتا ہے۔ اور بزعم خود کل کائنات کا بادشاہ بنجاتا ہے۔ مگر زوال دوپہر کے بعد مساجد کے موذنوں سے "اللہ اکبر" کی آواز سنتے ہی سورج کو چھوڑ کر چلتا بنتا ہے۔ ایک ترکی مورخ اس روایت کو استعارتاً لیکر کہتا ہے کہ "جسطرح ظہر کی آذان سنکر شیطان رفوچکر ہوجاتا ہے۔ اوسی طرح جب سلطنت کی چار گہونٹ مین یہ آوازہ مشہور ہوا کہ کوبرلی وزیر اعظم ہوگیا ہے تو ظلم و ستم عیاشی و بدنظمی رشوت و بغاوت کے شیاطین اور بہوت جنکا اقتدار مراد و ابراہیم کے عہد حکومت اور محمد کے ایام نابالغی مین نصف النہار پر پہونچ گیا تہا۔ اپنا تاج و نگین تسلط چہوڑ کر ناپید ہوگئے"

محمد کوبرلی ایک البانوی دارغوط، کا پوتا تہا جو وطن سے مہاجرت کرکے ایشیا کوچک کے قصبہ کوبری مین جو دریا ہالیس[۱] کے دہانہ کے قریب واقع ہے آباد ہوگیا تہا۔ محمد کوبرلی اوائل عمر مین محل سلطانی میں نایب باورچی کا کام کرتا تہا جس سے ترقی کرکے باورچی ہوگیا۔ ۵ برس اس خدمت پر رہنے کے بعد وہ وزیر اعظم خسرو کا خان سامان ہوگیا۔ اور خسرو کے جانشین کے زمانہ مین وہ دار وغہ اسپان ہوگیا یہ وزیر بہی البانوی تہا۔ اور ہموطنی کے لحاظ سے کوبرلی پر بڑی مہربانی کرتا تہا۔ اوس کے ذریعہ سے کوبرلی دمشق۔ طرابلس۔ اور یروشلیم یعنی شام کا گورنر اور بیکے از وزراء سلطنت ہوگیا۔ اس کے بعد اوس نے اپنی خوشی سے صوبہ البانیا کے ضلع غوزتندل کے گورنری کے ادنے عہدہ کو قبول کیا۔ وہان اوس نے علاقہ مذکور کے باغیون پر فوج کشی کی۔ مگر شکستیاب ہوکر گرفتار ہوگیا۔ اوس کے ورثا نے زرفدیہ دیکر اوسکو چہڑا لیا۔ اور وہ ندامت کے باعث یا کسی اور وجہ سے ملازمت شاہی کو چہوڑ کر اپنے آبائی شہر کو چلا گیا۔ مگر البانیا کا گورنر محمد پاشا کنج گردن جب قسطنطنیہ گیا۔ تو اوسے ترغیب دلا کر ساتہ لیتا گیا۔ محمد پاشا تہوڑی مدت کے بعد وزیر اعظم ہوگیا۔ مگر ساتہ ہی اوسے یہ بہی جلد معلوم ہوگیا۔ کہ کوبرلی پر دربار بہت مہربان ہے۔ اور اندیشہ ہے کہ کہین اوسے وزیر اعظم نہ بنادیا جائے۔ لیکن یہ مسلمہ امر ہے کہ کوبرلی نے وزارت کے حصول کیلئے × × × خود کوئی ناجائز کوشش نہین کی تہی۔ اوس کے دوست احباب نے جو اوس کی مستعدی۔ دانائی۔ اور ثابت قدمی سے اچہی طرح واقف تہے۔ اوس کی سفارش سلطان کی والدہ کے پاس کی کہ تباہی زدہ سلطنت کو یہ شخص شاید رو باصلاح لاسکیگا۔ سلطانہ نے اعیان و ارکین سلطنت سے مشورہ کرکے کوبرلی کو وزارت کا عہدہ پیش کیا اسوقت اوس کی عمر ستر برس کی

سلہ ترک دریائے ترمل ارماق پکارتے ہین۔ یہ اناطولیا، کوچک کے وسط سے گذرتا ہے۔ اور ضلع کپاڈوشیا سے نکل کر بحیرہ اسود مین گرتا ہے کیخسرو شاہ ایران نے کروسس دکاروں شاہ صوبہ لیڈیا ایشیا کوچک کا ایک صوبہ کا پرانا نام کو شکست دی تہی۔ مولف ۱۲۔

تہی۔اوس نے وزارت کا منظور کرنا اِن شرائط سے مشروط کیا۔میری کل تجاویز کو بلا حجت اور بحث مباحثہ کے بغیر قبول کر لیا جایا کرے۔تمام عہدون پر جس کو مین چاہون مقرر کرون۔اور جسے چاہون سزا یا انعام دون۔مین کسی کی سفارش ماننے پر پابند نہ ہونگا۔اور نہ کسی کے پاس جوابدہ۔کل اختیار میرے ہاتھہ میں ہو۔کوئی منظور نظر یا بڑا آدمی مجھہ سے فوقیت نہ رکھے گا۔میرا حکم سب سے بالاتر ہو مجھہ پر کامل اعتبار کیا جائے۔اور کسی شخص کی تہمت یا الزام میرے برخلاف سماعت نکی جائے۔سُلطان کی والدہ نے بیٹے کیطرف سے حلف اوٹھائی کر یہ تمام شرائط پوری کی جائینگی۔اور محمد کوبرلی سلطنت عثمانیہ کا وزیر اعظم ہوگیا

دربار نے اوس کے سابق محسن محمد پاشا کج گردن کو معزول کرکے حکم دیا کہ معزول وزیر کو قتل کر دیا جائے۔اور حسب معمول اوس کی کل جایداد ضبط کر لی جائے۔مگر محمد کوبرلی نے شفاعت کرکے اوس کی جان بچادی۔اور صوبہ کینشہ دواقعہ ہنگری کے محاصل اوسکو جاگیر مین دیدیئے۔اپنی وزارت مین محمد کوبرلی نے یہ پہلا کام رحمدلی کا کیا۔اور یہی آخری بہی تہا۔حالات موجودہ سخت گیری کے متقاضی تہے۔اور کوبرلی نے سخت گیری شروع کردی۔مگر وہ ویسی نہ تہی جو مراد چہارم نے اپنے عہد کے آخری حصّہ مین اختیار کر لی تہی۔بلکہ ویسی جو سلطان مراد نے زمام حکومت ہاتہہ مین لیتے پر مناسب خیال کی تہی۔کوبرلی نے دوراندیشی سے کام لیکر مفتی سے بجبر یہ فتویٰ لکھا لیا کہ وزیر جو کچھہ کریگا۔وہ سب جائز ہوگا۔اور اس فتویٰ کو لیتے ہی اوس نے سلطنت کو اون تمام شیاطین کے وجود سے پاک کرنا شروع کر دیا۔جنہون نے بدامنی پہیلا رکہی تہی۔یا عنقریب پہیلانے والے تہے۔قسطنطنیہ مین متعصب جاہل مشائخ اور درویشون کی ایک جماعت تہی۔وہ ہر وقت برپا کراتی رہتی تہی۔اور جو شخص اون کے عقائد کو نہین مانتا تہا۔اوس کی جان کے دشمن ہو جاتے تہے۔کوبرلی نے اون سب کو گرفتار کرکے جلاوطن کر دیا۔اور جب اون کے ایک بڑے شیخ نے جسے لوگون پر بہت اقتدار حاصل تہا۔وزیر کے برخلاف کچھہ بڑبڑ کی تو اوسے فوراً قتل کراکر باسفرس مین پہنکوا دیا۔انہی دنون مین یونانی بطریق اعظم نے مسیحی مذہب حاکم والیشیا کو ایک خط لکھا جو کوبرلی کے ہاتہہ آگیا۔اس خط مین نمک حرام بطریق نے سلطنت عثمانیہ کی نسبت ویسی ہی پیشنگوییان کی ہوئی تہین۔جیسی کہ اٹہائی سو برس کے بعد اب بہی ہمارے عیسائی بہائی بالخصوص پیر فرتوت مسٹر گلیڈسٹون اور اکثر پادری لوگ کرتے رہتے ہین۔بطریق نے دیوو وڈ حاکم والشیا کا پرانا خطاب) کو لکہا۔ اسلام کی طاقت کا خاتمہ قریب پہونچ گیا ہے۔عنقریب پہونچ گیا ہے۔عنقریب عیسائی مذہب بالادست ہو جائیگا مسلمانون کی تمام زمینین عیسائیون کے قبضہ مین آجائینگی۔اور پہر اذان صلیب و جرس سلطنت

کے مالک ہوجائیں گے" اِن الفاظ کا صریح مدعا معلوم ہورہا تہا کہ دیو وڈ وولیر ہو کر بغاوت کریں۔ کوبرلی نے بلا تامل بطوق کو شہر کے ایک دروازہ پر پہانسی دیکر لٹکوادیا۔ اور ایسی احتیاط و خبرداری سے کام لینا شروع کیا۔ کہ کسی شخص کے گذشتہ یا موجودہ افعال اور سازش و بغاوت کی تیاریاں اوس سے پوشیدہ نہ رہتیں۔ اوس نے ہر ایک صوبہ اور شہر مین جاسوس مقرر کر دیئے۔ اور اپنے احکام کی تعمیل کے لیئے معتبر و دیانت دار۔ اور تابع فرمان افسر مامور کیئے۔ اِس طرح اوس کی ثابت قدمی اور صادق العزمی کا اثر کل قلمرو مین دور نزدیک پہونچ گیا۔ اور لوگ اوس کے فرمانون کی تعمیل بلا تامل کرنے لگ گئے۔ وہ جانتے تہے کہ یہ ایسے شخص کے احکام ہین جو کسی کام کے کرنے سے خود کبھی نہین جہجکتا اور تامل نہین کرتا۔ وہ خدمت گذارون کو کبھی فراموش نہین کرتا۔ کوبرلی کسی خطاء کار یا مشتبہ کو خواہ وہ کسی قوم مذہب یا حیثیت کا ہو کبھی خالی نہ چہوڑتا۔ وہ دہمکیان دیکر غصہ نہین نکالا کرتا تہا بلکہ اوس کا غضب دہمکیون سے پہلے وارد ہوجاتا تہا جبتک سزا دینے کا موقعہ نہ آجائے وہ اپنی تیاریون اور ناراضگی کو کمال لیاقت سے پوشیدہ رکہتا تہا۔ ترکی مورخ نایمہ وزیر اعظم کے ایک معتبر ملازم شیبی کی سند پر لکھتا ہے کہ کوبرلی کا اصول تہا کہ غصہ ہونا اور ملامت کرنا فضول ہے۔ بلکہ کرنا صاحب اقتدار کے لیئے عموماً خطرناک ہوتا ہے۔ مدبر کو برافروختہ اور یکبارگی مشتعل ہوجانا ہرگز واجب نہین تنکا (یعنی مستوجب سزا) کو خواب خرگوش مین مگن اور مطمئن پڑا رہنے دینا چاہیئے۔ اِس طریق سے اوسے ہلاک کرنے مین بالعموم یقیناً کامیابی ہوتی ہے۔

محمد کوبرلی نے پانچ برس وزارت کی اور اس عرصہ مین ۳۶ ہزار آدمی اوس کے حکم سے قتل کیئے گئے۔ قسطنطنیہ کے جلادون کے افسر ذوالفقار نے وزیر کی وفات کے بعد اپنی زبان سے تسلیم کیا۔ کہ مین نے اپنے ہاتہہ سے چار ہزار آدمیون کو ہلاک کرکے باسفرس مین ڈالا تہا۔ جرمنی مورخ وان ہیمران اعداد کی تصدیق کرکے بیان کرتا ہے کہ یہ پیرانہ سال وزیر جس کے ایام وزارت کے ہر مہینہ مین بالاوسط پانچ سو سے زیادہ جانین اوس کے حکم سے ہلاک ہوتی تہین۔ گورنری کے زمانہ مین بڑا رحمدل اور نرم مزاج مشہور تہا۔ اِس سے صاف ظاہر ہے کہ وہ بالطبع سفاک اور ظالم نہین تہا۔ بلکہ کل سلطنت مین امن قایم کرنے کا ذمہ وار ہونے پر اوسے یقین ہوگیا کہ سختی کے بغیر بدامنی و فساد کی بیخکنی ناممکن ہے اور حکومت کا رعب نہین بیٹھ سکتا۔ اور اس نے اِس یقین کے مطابق عمل کیا۔ اِس مین کلام نہین کہ امن بڑی گران پر خریدا گیا۔ لیکن اس سے کسی کو انکار نہین ہوگا۔ کہ گو بدل بہت زیادہ تہا مگر وہ رائگان نہ گیا۔

دار الخلافہ کو سرکشون اور متمردون سے صاف کرکے کوپرلی سب سے پہلی بحری طاقت کی درستی پر متوجہ
ہوا - اور وینشی امیر البحر کو ڈارڈینلز کے دہانہ سے ہٹانے کے لئے ۱۶۵۶ء مین قسطنطنیہ سے فوج روانہ کی گئی - مگر
ینگچریون کی بزدلی سے موسن سی رنگو کو نمایان فتح حاصل ہوئی - لیکن یہ فتح بالآخر اہالی وینس کے حق مین نہایت
نامبارک ثابت ہوئی - عیسائی امیر البحر فتح سے سرمست ہوگیا - اور شیخی مین آکر لڑائی سے تیسرے دن اپنے
کل بیڑہ کو ترقی قلعہ قوم تورنی کے مقابلہ سے آیا - ترکی کمانڈر کو یہ موقعہ خدا خدا کرکے ملا تھا - اوس نے ایک
قلعہ شکن توپ سے امیر البحر کے جہاز کے میگزین پر ایسی شست باندہکر گولہ پہینکا - جو ٹھیک نشانہ پر بیٹھا بارود
کے اڑنے سے جہاز مذکور مع امیر البحر غرق ہوگیا - اور وینشی بیڑہ ایسی افراتفری سے دم دبا کر بہاگا - کہ تین
روز ماقبل کی فتح کالعدم ہوگئی - کوپرلی نے اون سپاہیون اور افسرون کو جنہون نے ان معرکون
مین بہادری دکہائی خلعت ہائے فاخرہ عطا کرکے ادنے اعلےٰ تمام بزدلون کو جلاد کے سپرد کردیا - اس
مخلوط قدر افزائی اور سختی سے ساری فوج کے کان کہڑے ہوگئے - اِس کا نظام درست ہوگیا - اور اس اصلاح
کا پہلا نتیجہ یہ ہوا کہ تہوڑی ہی مدت بعد جزیرہ ٹنی ڈوس وینشی بیڑہ کی آنکہون کے سامنے فتح کرلیا
گیا - لمنوس بہی آسانی سے ہاتہ آگیا - اور ڈلمیشیا مین بہی ترکی افواج کو کئی برسون کے بعد اب
پہلی مرتبہ متواتر کئی فتوحات حاصل ہوئین - مگر ۱۶۶۱ء مین وینشی بیڑہ نے میلو[1] کے قریب عثمانیہ بیڑہ
پر فتح پاکر سابقہ شکستون کی کسیقدر تلافی کردی -

لمنوس اور ٹنی ڈوس کے فتح ہوتے ہوتے موسم سرما آگیا تھا - مگر اس سے وزیر کی فوجی مستعدی
مین کوئی فرق نہ پڑا - زمستان اوس نے حاکم ٹرنسلونیا مسمی راکوزیئی کی سرکوبی پر جو بیت اللحم گبر کا جانشین
تہا صرف کیا - اور ساتہہ ہی ایشیائی صوبون کی بغاوت کے انطفاء کیلئے تیاریان کرتا رہا - راکوزیئی
پر خوبخشی ہونے سے پہلے شاہ سویڈن کی طرف سے بابعالی کی خدمت مین ایک سفارت یہ درخواست لیکر حاضر
ہوئی - کہ پولنڈ کے برخلاف ترکی سویڈن سے جس کی حکومت اُس وقت آجکل کی نسبت بہت زیادہ
وسیع اور ریاست اور پولنڈ کی حدود تک پہیلی ہوئی تہی - جارحانہ و مدافعانہ اتحاد کرلے - راکوزی نے
بہی اس درخواست کی سفارش کے لیئے اپنے ایلچی سویڈش سفارت کے ساتہہ کردیئے تہے - کوپرلی نے شاہ
سویڈن کے سفیر کی درخواست کو نامنظور کرکے راکوزی کے ایلچیون کو اس قصور مین کہ اون کا آقا نے بابعالی
کی اجازت کے بغیر پولنڈ کے برخلاف سویڈن اور کاسکون سے کیون اتحاد کرلیا ہے قلعہ ہفت برج مین قید
کردیا - راکوزی اس تہدید پر بہی اپنے ارادہ سے باز نہ آیا - اور اُس نے پولنڈ پر حملہ کرنے کے لیئے مالڈیویا اور

[1] کریٹ اور یونان کے درمیان ایک مشہور جزیرہ کا نام ہے جس کے بندرگاہ کا نام بہی میلو یا کسترو ہے - مؤلف ۱۲ -

والیشیاکے دیوڈون کو اپنے ساتھہ گانٹھہ لیا۔ لڑائی ہونے پر پولنڈنے اوسے شکست فاش دی۔ اور ۱۶۵۸ء میں بابعالی نے اوسکو اور نیز والیشیا کے دیوڈ قسطنطین اول کو معزول کیدیا۔ آخر الذکر کی برطرفی خاندان بصارابہ کا خاتمہ ہوگیا۔ ۱۴۱۷ء سے لیکر ۱۶۵۸ء تک ۲۴۱ برس اسی خاندان سے والیشیا کے حاکم مقرر ہوتے رہے تھے۔ جن میں سے مارسیا اعظم بانئے والیشی فوج رودولف اعظم مصلح کلیسا الوالعزم و فاتح میکائیل شجاع اور میتھیو اول واضع قوانین والیشیا بڑے جبروت کے فرمانروا تھے قسطنطین کی جگہ یونان مہنی جو ایک قفل ساز کا بیٹا تھا۔ مقرر کیا گیا۔ اور وہ دیو لنڈ کو بھاگ گیا۔ جہان اوسے اوس کی قضا دے گئی۔ مگر راکوزی نے ہاتھہ پاؤن ہلائے بغیر ٹرنسلونیا کی حکومت چھوڑنا پسند نہ کیا۔ بست کا ترکی پاشا اوس کی سرکوبی کو بھیجا گیا۔ تو بمقام لیپا ۱۶۵۸ء میں راکوزی نے والیشیا کے نئے ویوڈ سے مدد چاہی۔ یہ نمک حرام غدار پہلے ہی بابعالی کے برخلاف بغاوت کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔ وہ راکوزی کا ساتھہ دینے پر آمادہ ہوگیا۔ مگر امراء ریاست نے اس کی مخالفت کر کے کہا کہ وہ سلطان کی تلوار ہماری تلوار سے بہت لمبی ہے۔ اس پر مہنی تلافی قصور اور خطاء بخشوانے کے لیے فوج لیکر کوپرلی کی خدمت میں حاضر ہوگیا۔ عساکر عثمانیہ نے راکوزی کو مغلوب کر کے اکاطیس بار کسی کو اوسکی جگہ مقرر کیا۔ اور سلطان نے چالیس ہزار ڈیوکٹ سالانہ خراج ادا کرتے رہنے کی شرط پر ۱۶۵۸ء میں اوسے حکومت کی سند عطا کر دی۔

مہنی نے صرف دفع الوقتی کے لیے فرمانبردارانہ انداز اختیار کیا تھا۔ اوس کی نیت برابر بد رہی ٹرنسلونیا سے واپس آکر وہ فوج کو بتدریج بڑہاتا رہا۔ اور قسطنطنیہ کے ساہوکاروں سے زر خطیر فوجی تیاریوں کے لیے قرض لیتا رہا۔ جب وہ تیاریان اوس کے خیال میں مکمل ہوگئین۔ تو اوس نے علانیہ متمردانہ روش اختیار کر لی۔ سب سے پہلے اوس نے اون تمام والیشی امراء کو جو عثمانیون کے ہواخواہ تھے۔ قتل کر دیا۔ اور پھر مقام ترغوزی کی فوج پر اچانک حملہ آور ہو کر سب کو تلوار کے گہاٹ اوتار دیا۔ وہان سے مقامات برائیلا و جرجوا پر پیشقدمی کر کے دونون کو فتح کر لیا۔ اور وہان کے تمام مسلمانون کو تہ تیغ کر کے اونکی جائدادین ضبط کر لین۔ ان مقامات پر قابض ہونے کے بعد اوس نے تمام ترکون کو ڈنیوب سے جنوب کیطرف دھکیل دیا۔ مگر اوس پر قناعت نہ کر کے اوس نے راکوزی کے ساتھہ اتحاد کو پھر تازہ کر لیا۔ اور اوس سے دس ہزار ٹرانسلوینی فوج منگوا کر دس ہزار والیشی فوج کے ہمراہ مالڈیویا کے ڈیوڈ گہیکا کے برخلاف جو ترکون کی اطاعت مین ثابت قدم تہا روانہ کی۔ حملہ آورون نے گہیکا پر مالڈیویا کے صدر مقام جاسی کے قریب فتح پائی۔ لیکن اس فتح کے ساتھہ ہی مہنی کی فتوحات کا خاتمہ ہوگیا۔ کوپرلی نے ترکی فوج کو والیشیا پر بھیجکر کریمیا کے خان کو تاتاری فوج سے مالڈیویا پر حملہ کرنیکا حکم دیا۔ ٹرنسلوینی اور والیشی فوج کو دریائے بانغ لوئی کے کنارون پر سخت شکست ملی۔ مہنی جان بچا کر پہاڑون کو بھاگ گیا۔ اور باب عالی نے

کہیکا کی فرمانبرداری سے خوش ہوکر اوسے والیشیا کا بھی حاکم بنادیا۔

اکثر ناظرین والیشیا کی سلسل بغاوتون کے حالات پڑہکر متعجب ہون گے کہ باب عالی ہر ایک بغاوت کے بعد سرکش حاکم اور متمرد والیشیون کو مطیع کرنے کے بعد پھر کیون خود مختار چھوڑ دیتا ہے اور صرف حکام کی تبدیلی پر قناعت کرتا رہا۔ دُنیا مین اور کوئی سلطنت ایسی نہین۔ جس نے کسی ماتحت ریاست کیطرف سے ایک دفعہ ہی ایسی نالائق حرکت سرزد ہونے پر درگذر کیا ہو۔ حتی کہ سلطنت انگلشیہ ایسی پابند عہود اور نیک نیت سلطنت نے بغاوت و تمرد سے چشم پوشی کرنا تو درکنار کئی خود مختار ریاستون کو محض اس تصور پر کہ اون کا اندرونی انتظام اچھا نہ تہا۔ بالکل معدوم کرکے ممالک محروسہ مین شامل کرلیا۔ ترک اگر ایسی بیوقوفی نہ کرتے اور ایک خطا دوخطاء نہایت درجہ تین خطاء سے درگذر کرکے چوتہی دفعہ فساد ہونے پر اگر والیشیا و مالڈیویا کو ممالک محروسہ مین شامل کرکے اونپر براہ راست حکومت قائم کرلیتے تو آج یہ صوبے مطلق العنان اور اونکا فرمانروا سلطان کا ہم پلہ یورپین بادشاہ نہ ہوتا۔ یہ اعتراض بظاہر بہت زبردست معلوم ہوتا ہے۔ لیکن میری رائے مین (اور یہی اُن سب لوگون کی رائے ہوگی جو خدا کے مواعید اور راستی و ایمانداری کے آخر فتحیاب ہونے پر ایمان رکھتے ہین) خاندان عثمانیہ کو باوجودیکہ اوس کے بعض حکمران اشد نالائق گذرے ہین۔ اور وہ ابتدا سے برابر زبردست اور قوی دشمنون سے گہرا رہا ہے صرف اسی "بیوقوفی" کی طفیل یہ فخر حاصل ہے۔ کہ اوس کے برابر کسی اور خاندان کو حکومت کرنی نصیب نہین ہوئی۔ اور وہ اب تک محسوس زمانہ ہے۔ اور بیونہ لگائے تا قیامت رہیگا۔ کوتاہ بین دُنیادار اور مادی اسباب پر اعتماد کرنے والے پابندی عہود و ثیقہ اور خواہ اوس مین بظاہر نقصان پہونچتا ہو۔ ایمانداری سے اقرار ون کے ایفاء کو بیوقوفی کہا کرین خدائی کامون کے جاننے والے اس سے بڑہکر اور کوئی سعادت نہین دیکہتے۔ اور یہ اسی سعادت کی خیر و برکت ہے کہ سلطنت عثمانیہ کا وجود اب تک اوسی شان وشوکت سے قائم ہے۔ اس معاملہ پر مین رسالہ مفروضہ مظالم آرمینیا اور دول ثلاثہ مین مفصل بحث کرچکا ہون۔ یہان اوس کے دوہرانے کی ضرورت نہین۔ یہی پابندی عہود سلاطین کو والیشیا پر مالکانہ تصرف کرلینے سے مانع تہی۔ ان صوبون کو فتح کنندہ سلطان نے وہان کی رعایا سے حتمی وعدہ کردیا تہا۔ کہ اونپر عیسائی حاکم مامور ہوا کریگا۔ جو امرائے ملک کے صلاح و مشورہ سے حکومت کریگا۔ باب عالی اندرونی انتظام سے کوئی تعلق نہ رکہے گا۔ باب عالی کو صرف خراج سے سروکار رہوگا۔ یہ رعائتین عطا کرتے وقت عمداً یا سہواً یہ شرط درج نہ ہوئی۔ کہ اگر اہالی فلاق و بغدان آئندہ کبھی سرکشی اور نافرمانبرداری کے مرتکب ہونگے تو یہ رعائتین منسوخ

ہوجائینگی۔ اور رعایا جاتی کو اون کے ملک کے الحاق کا اختیار ہوگا۔ اس سہو کی اصلاح فریقین کی رضامندی کے بغیر شرعاً و اخلاقاً نہیں ہوسکتی تہی۔ اور ظاہر ہے کہ بدعہد و الیشی کب ترمیم معاہدہ پر رضامند ہو سکتے تہے۔ ترکون نے اس سہو کا خمیازہ اوٹہانا منظور کیا۔ مگر اپنی طرف سے فسخ ثانی کی لاگہہ بدعہدیون پر بہی معاہدہ شکنی کو گوارا نہ کیا۔

بغاوت والیشیا کے فرو ہونے تک آسٹریا و جرمنی کے حکمران خاندان کو جنگ سی سالہ کی بدخماری سے کسیقدر ہوش آگیا۔ اور وہ پہر ترکی کی عملی مخالفت کے لیئے تیار ہوگئی۔ انطفاء بغاوت کے بعد تاتاری متمرد رعایا کو تاخت و تاراج کرتے ہوئے اسٹریا کی سرحد کے قریب پہونچ گئے۔ اس قرب کو بہانہ بنا کر ہنگری کے آسٹرین سپہ سالار کونٹ ڈی سوکس نے سرحدات سلطنت کو تاتاریون کی یورش سے محفوظ رکہنے کا عذر کر کے عثمانیہ مقبوضات ہنگری کے کچہہ حصہ پر قبضہ کرلیا۔ سیدی علی پاشا گورنر بودا نے جرنیل مذکور کو غصب کرنے سے منع کیا۔ اوس نے گول مول الفاظ مین جواب دیکر فہمائش کی کچہہ پرواہ نہ کی۔ اس پر پاشاء موصوف نے قلعہ گران وارڈن (نگیا وردا) پر حملہ کر کے ۱۶۶۰ء مین اوسے فتح کرلیا۔ وینس سے پہلے ہی لڑائی جاری تہی۔ اب آسٹریا سے بہی شروع ہوگئی۔ اور فرانسیسی سفیر ایم ڈی لاہے کی بیوقوفی سے فرانس کے ساتہہ بگڑتے بگڑتے رہگئی۔ جس کی تفصیل بیان کرنے سے پہلے ایشیائی بغاوت کے انجام کا بتا دینا ضرور معلوم ہوتا ہے۔ سلطان محمد کا ارادہ تہا کہ وہ خود فوج لیکر باغیون کے مقابلہ پر جائے مگر کوبرلی بادشاہ کو ہنگریون کے اختیار مین دیدینا مناسب نہ سمجہکر مرتضیٰ پاشا کو فوج کی کمان پر مامور کیا۔ اباذا خور نے میدان جنگ مین کئی فتوحات حاصل کین۔ لیکن آخر اوسے محسوس ہوگیا کہ سرکشی کا جذبہ رعایا کی طبعی فرمانبرداری اور اطاعت پسندی پر ہمیشہ غالب نہین رہ سکتا۔ یہ سمجہہ آنے پر اوس نے معافی کی درخواست کی۔ مرتضیٰ نے اس بہادر باغی کو اوس کے سرکردہ ہمراہیون کے سمیت بمقام حلب مدعو کر کے دغا سے قتل کردیا۔ محمد کوبرلی نے اوس کے اس فعل کو پسند کیا۔ جس سے ایشیائی صوبجات مین بغاوت کی قطعی بیخکنی ہوگئی۔

فرانس کے ساتھہ بگاڑ اور کوبرلی اوّل کی وفات

یورپین سیاح چارڈن لکہتا ہے کہ محمد چہارم کے عہد کے شروع مین عورتین اور خواجہ سرا ملک پر حکومت کرتے تہے۔ جو تمام اعلےٰ عہدون پر جسے چاہتے تہے مقرر کرتے تہے۔ تقریباً ہر مہینے نیا وزیر اعظم مقرر ہوتا تہا۔ اور پرانا عہدہ کے ساتہہ ہی جان و مال سے ہاتہہ دہو بیٹہتا تہا۔ یہ رنگ دیکہہ کر فرانسیسی سفیر ڈی لاہے نے دل مین خیال کیا کہ سلطان کے نابالغ رہنے تک یہی حال رہیگا۔ اور اس لیئے ہر نئے وزیر کو حسب معمول نذرانے پیش کرتے رہنا فضول روپیہ ضایع کرنا ہے۔ چنانچہ جب کوبرلی وزیر اعظم

ہوا۔ تو اوس عنصر ہی خیال کیا کہ یہ بھی چند روزہ مہمان ہے۔ مگر یہ اوس کی غلطی تھی۔ اور یہ غلطی دونون سلطنتون مین سخت بگاڑ کا باعث ہوئی۔

کوبرلی وزارت کا اہتمام لینے پر جب وزارت عظمے کے دفتر مین دخل ہوا تو کل عہدہ داران سلطنت اور باستثناء فرانسیسی سفیر کے تمام سفراء ممالک غیر نے حسب معمول نذرین پیش کین۔ اس پر وزیر نے کئی دفعہ فرانسیسی سفیر کو حسب معمول حاضر ہونے کے لیئے ایما کرا بھیجا۔ بلکہ بعد مین اسپر بہت زور بھی دیا۔ لیکن سفیر اس خیال خام مین تھا کہ مین اپنے ملک کو کیون خواہ مخواہ زیر بار کرون۔ آخر جب کوبرلی نے کئی اعلے عہدہ دارونکو جن سے اوسے خطرہ ہو سکتا تھا۔ دربار سے نکلوا کر اپنا اقتدار بخوبی جما لیا۔ اور دُنیا پر ظاہر ہو گیا کہ یہ وزیر ایسی جلدی برطرف نہین ہو سکے گا۔ تو فرانسیسی سفیر لاچار اوس کی ملاقات کرنیکو گیا۔ اور نذر پیش کی۔ مگر اب نذر دینے سے اوس نے فی الواقع اپنے ملک کا اوس کی مالیت کے برابر روپیہ ضائع کیا۔ وزیر کے دل مین سفیر کی بدمعنی سے گرہ بیٹھ گئی ہوئی تھی۔ اور اوس نے تا مُردہ بلکہ کل فرانسیسی قوم سے بدلہ لینے کی ٹھان لی تھی۔ وزیر موصوف اور اوس کے فرزند کے زمانہ مین فرانس اور ٹرکی مین غیر دوستانہ نامہ وپیام ہونیکا یہی کدورت ابتدائی باعث تھی۔ بعد ازان فرانس کی مزید بدعہدیون اور مخالفانہ کارروائیون نے اس رنجش کو یہانتک بڑھا دیا۔ کہ دونون سلطنتون مین کھلم کھلا مقابلہ ہو جانے کا پورا اندیشہ ہو گیا۔

کوبرلی کو اپنا غصہ نکالنے کے لیئے جلد موقعہ دستیاب ہو گیا۔ ناظرین کو یہ تو معلوم ہی ہے کہ محاربہ کریٹ کے شروع سے فرانس وینس کو خفیہ مدد دیتا رہا تھا۔ فرانسیسی گورنمنٹ نے علاوہ برین ڈی للاہے کو ہدایت کر رکھی تھی۔ کہ وہ اہالی وینس کے ساتھہ درپردہ خط وکتابت جاری رکھے۔ اور ادنکو ترکون کے ارادون اور تجاویز سے مطلع کرتا رہے۔ اس ایماندار سفیر کے ایک قاصد نے جسکا دل یکبارگی نور ایمان و اسلام سے منور ہو گیا تھا۔ ۱۶۵۹ء مین اوس کے چند خطوط جو وہ گورنمنٹ وینس کی طرف لیجا رہا تھا۔ وزیر کے حوالہ کر دیئے ان خطوط مین ریاست وینس کو نصیحت کی گئی تھی۔ کہ وہ بابعالی کے مطالبون کو ہرگز قبول نہ کرے۔ لوئی چہاردہم اوس کی حفاظت وحمایت کرے گا۔ لیکن اگر ریاست نے ایک صلح کرنی چاہی تو پھر میرا آقا دخل نہین دیگا۔ یہ خط خفیہ طرز انشاء اور عبارت مین مرقوم تھے۔ سلطان اور وزیر اوسوقت ایڈریانوپل مین مقیم تھے۔ آخر الذکر ان خطون کو دیکھتے ہی غصہ سے آگ بگولا ہو گیا۔ اور فرانسیسی سفیر کو فوراً ایڈریانوپل مین حاضر ہونے کا حکم بھیجدیا۔ سفیر خود بیمار تھا۔ اوس نے اپنی جگہ بیٹے کو روانہ کیا۔ وزیر لازمی طور پر اوس سے اچھی طرح پیش نہ آیا۔ اور اوسکو خطوط کا مطلب بیان کرنیکا حکم دیا۔ فرزند سفیر نے جواب دیا۔

ور مین اپنے بادشاہ کے رازون کو افشاء نہین کرسکتا۔ یہ سنکر محمد کوپرلی اپنے غصہ کو جذب نہ کرسکا اور اسی حالت اشتعال مین چاؤش دار دلی، کو حکم دیا۔ اس کتے کو درست کرے۔ اس حکم کی تعمیل ہونیکے بعد فرانسیسی کو ایڈریانوپل کے برج اعظم کے زندان مین ڈالدیا گیا۔ کوپرلی کا یہ کہنا بالکل درست تھا کہ ایسی نالائق حرکت اگر خود سفیر بھی کرتا تو برداشت نہین کی جاسکتی تھی۔ چہ جائیکہ اوسکا بیٹا بھی ایسی گستاخی کرے۔ بلاواہ وہ سفیر کا بیٹا ہی کیون نہ ہو۔ چھوٹے ڈی لاہے کے ساتھ سفارت کے جو ترجمان اور سکرٹری گئے ہوئے تھے۔ اونکو بھی دھمکیان دیگئین۔ مگر اس سے بڑھکر اونکے ساتھ کوئی سلوک نہ کیا گیا۔ بڑا ڈی لاہے یہ خبر سنتے ہی قسطنطنیہ سے ایڈریانوپل دوڑا گیا۔ وزیر نے اس سے بھی خطون کے مطلب بیان کرنیکا مطالبہ کرکے اوس کی بدعملی اور غداری پر سخت ملامت کی۔ اتنے مین راکوزی کی سرکوبی کی ضرورت پڑگئی۔ وزیر سفیر کی سخت نگرانی کرنیکا حکم دیکر اور اوس کے بیٹے کو قید مین ہی چھوڑ کر ٹرینسلوینیا کو چلا گیا۔ اور جب ۱۶۶۰ء مین اس مہم سے فارغ ہوکر واپس آیا۔ تو اوسوقت بمشکل تمام سفیر کو قسطنطنیہ واپس جانے کی اجازت دی۔ مازارین نے اس واقعہ کی اطلاع پہونچنے پر انقطاع تعلق مناسب نہ سمجھکر اصلاح معاملہ کے لیئے بلانڈل نامی ایک معزز اہل کار کو شاہ فرانس کا دستی خط دیکر سلطان کیطرف روانہ کیا۔ اس خط مین تلافی مافات اور وزیر کی برطرفی کا مطالبہ کیا گیا تھا۔ مگر جس کے برخلاف شکائت کی گئی تھی۔ وہی سیاہ و سفید کا مالک تھا۔ کوپرلی نے بلانڈل سے بڑی بے رخی سے ملاقات کرکے فرانس کی سخت شکائت کی کہ وہ بالجالی کے دشمنون کو مدد دیتا ہے۔ اور آخر مین ڈی لاہے کو بیعزتی کے ساتھ سلطنت عثمانیہ سے نکال دینے کی دھمکی دی۔ بلانڈل نے خود سلطان سے ملنے کی بہت کوشش کی۔ جو بالکل لا حاصل تھی۔ اس سے قطعی مایوس ہوکر وہ آخر شاہ کے خطوط لیکر فرانس کو واپس چلا گیا۔ اوس کے پہونچنے پر مازارن نے ۱۶۶۱ء مین ڈی لاہے کو واپس بلالیا۔ اور فرانسیسی معاملات کی نگرانی و خبرداری قسطنطنیہ کے ایک فرانسیسی سوداگر رابولی کے سپرد کی گئی۔ جو ۱۶۶۵ء تک مشرق مین فرانسیسی اغراض کا امین رہا۔

ڈی لاہے کی واپسی پر سفارتی تعلقات منقطع ہوگئے اور دونون سلطنتون مین تقریباً کامل بگاڑ ہوگیا۔ آسٹریا ہالنڈ اور انگلستان نے فرانس کو جنگ پر اکسانا شروع کردیا۔ اور اون کے سفراء متعینۂ قسطنطنیہ نے اوسے بھڑکانے کے لیئے فرانسیسیون کی ذلت کو عمداً بڑی رنگ آمیزی اور مبالغہ سے ظاہر کیا۔ مگر مازارن اونکے داؤ مین نہ آیا۔ ۱۶۵۹ء مین اوس نے ہسپانیہ سے صلح کرلی تھی۔ اور معاہدہ پیرنیز سے اوسکو بلاد مغرب مین فرانس کی طاقت و اقتدار بڑھانے کی بڑی امیدین ہوگئی تھین۔ ٹرکی کے ساتھ لڑائی مول لینے سے جنکے مخدوش ہوجانے کا بہت احتمال تھا۔ اس لیئے اوس نے سلطنت عثمانیہ سے

آسٹریا اور وینس کے ساتھ مشغول کارزار تھی براہ راست کھلم کھلا بگاڑ کرنا مناسب نہ سمجھ کر چار ہزار فرانسیسی فوج کینڈیا کی کمک پر روانہ کر دی - وینش فوج کے لیئے فرانس سے بکثرت رنگروٹ بھرتی کیئے جانے کی عام اجازت دیدی اور بالآخر اوس کے برخلاف آسٹریا کو مدد دینے کا ارادہ کر لیا -

مگر یہ ارادہ قوہ سے فعل مین ابھی ظاہر نہ ہونے پایا تھا کہ مازارن اور کوپرلی ایک ہی سال مین (۱۶۶۱ء) فوت ہوگئے - یہ دونون وزیر ملکی خدمات کے لحاظ سے مساوی درجہ رکھتے ہین - دونون تادم مرگ اپنے بادشاہون پر پورے قابو یافتہ رہے - اور اون کے حسن انتظام سے دونون سلطنتون کی طاقت بہت سنبھل ارن نے فرانڈ کی خانہ جنگی کا اور کوپرلی نے ینگچریون کی سرکشی - اوا ایشیا کوچک و بالائے مصر کی بغاوت کا خاتمہ کیا - اول الذکر نے رشیلو کے کام کی تکمیل کر کے خاندان آسٹریا کی دونون شاخون (یعنی قیصر جرمن وآسٹریا و بادشاہ ہسپانیہ) کی طاقت کو کمزور کر کے مشرق اور جنوب کیطرف فرانس کے مقبوضات کو وسیع کیا - اور آخر الذکر نے فتح کینڈیا کے لیئے رستہ صاف کر کے باجگذار ٹرینسلونیا اور صوبجات ڈینیوب کے رشتہ محکومی کو از سر نو مضبوط کیا - اور آسٹریا کے ساتھ ایسے محاربہ کی بنیاد ڈالی جس سے وی اینا پھر ایک دفعہ سخت خطرہ مین پڑ گیا - علاوہ برین کوپرلی نے سلطنت کی بحری طاقت کو درست کیا - اور نیسٹر اور ڈان کے کنارون پر قلعے تعمیر کر کے بحیرہ اسود کے شمالی ممالک مین عثمانیہ اقتدار کو مضبوط کیا سخت گیری اور سنگدلی مین وہ کسی طرح مازارن کے اوستاد رشیلو سے کم نہ تھا - وہ ۳۱ اکتوبر ۱۶۶۱ء کو جان بحق ہوا - مرتے وقت اوس نے سلطان کو یہ چار نصیحتین کین - (۱) عورتون کی صلاح پر کبھی نہ چلنا - اور ہر وقت محلسرائے مین بند نہ رہنا (۲) کسی رعیت کو بے اندازہ دولتمند نہ ہونے دینا - نہ کبھی کسی ایسے شخص کو وزیر بنانا (۳) خزانہ کو جسطرح ہو ہر وقت معمور رکھنا (۴) فوج کو کبھی بیکار نہ رہنے دینا - ہر وقت پشت توسن پر رہکر فوجون کو مصروف کارزار رکھنا - اس کے بعد سلطان نے التجا کی کہ تم ملک کی بہتری کے لیئے قابل سمجھتے ہو - وزیر نے جواب دیا - مین اپنے بیٹے احمد سے کسی کو زیادہ قابل نہین اور باپ کی سفارش پر بیٹا اوس کے فوت ہوتے ہی وزیر اعظم بنا دیا گیا - محمد کوپرلی کو قیام امن کے لیئے سخت گیری کی ایسی ضرورت تھی کہ بستر مرگ پر بھی اوسے کئی شخصون کو قتل کرنا پڑا - سلطان اور احمد کوپرلی نے اوسکا جنازہ نہایت تزک و احتشام سے نکالا - اور اوس کی قبر پر نہایت عالیشان مقبرہ سنگ مرمر کا بنایا گیا - مگر عام روایت ہے کہ ایک ہی رات سلطان اور وزیر احمد نے متوفی وزیر کو خواب مین کہتے ہوئے دیکھا کہ مین گرمی سے ہانپ رہا ہون - مجھے پانی دو - مفتی نے خواب سنکر مشورہ دیا کہ مقبرہ کی چھت ہٹا دی جائے تاکہ بارش قبر پر پڑ سکے - چنانچہ گنبد کی چوٹی اوتار دی گئی - اور اوس پر

تارون کی جالی ڈال دی گئی - مراد اول کا مقبرہ بھی اسی غرض کے لیئے بے سقف رکھا گیا تھا ۔

کوبرلی دوم

محمد کوبرلی کی وفات پر سلطان محمد چہارم خاصہ نوجوان ہوگیا تھا - مگر وہ خود حکومت کرنیکے لیئے کافی مضبوط اور قوی حوصلہ نہین تھا - اوس کی بڑی تمنا یہ تھی کہ دن رات شکار کھیلتا رہے - اور اسی مین اوسکا تمام وقت اور ہمت صرف ہوتی رہی - لیکن ملک کی خوش قسمتی سے اوسے اپنے نئے وزیر احمد کوبرلی پر پورا اعتماد تھا - اور گو اوس کے برخلاف بیشمار سازشین ہوئین - مگر اوسکو تادم مرگ اس عہدہ جلیلہ پر سرفراز اور کامل مختار رکھا - سنہ ۱۶۶۱ء سے لیکر سنہ ۱۶۷۶ء تک ترکی کا واقعی حاکم احمد کوبرلی تھا - اور اُس نے ملک کا ایسا عمدہ انتظام کیا کہ عثمانی اور عیسائی دونون مورخین اوس کی تعریف رطب اللسان ہین - اور اوسکو سب سے بڑا ترکی مدبر قرار دیتے ہین - وزارت کا اہتمام لیتے وقت اوس کی عمر صرف ۲۶ برس کی تھی - مگر ایک تو طبعی طور پر قسام ازل نے اوسے اعلےٰ قابلیتین عطا کی تھین - اور نیز اوسے ایسی کامل تعلیم دی گئی جو اسوقت قسطنطنیہ کا بہترین مدرسہ دیسکتا تھا - باقی رہگئی عملی تربیت اور حکومت و سپہ سالاری کا سلیقہ یہ دونون باتین اوسے باپ کے زمانہ مین گورنر صوبجات اور فوج کا جنرل رہنے سے حاصل ہوگئی تھین - احمد کوبرلی جب اغراض سلطنت مقتضی ہون باپ کے برابر سخت گیر اور جابر ہوجاتا اور خودداری اور رعب کو قایم رکھنے مین بھی اوس سے کم نہین تھا - مگر بالعموم اوس کی فیاضی اور رحمدلی کی طرف زیادہ مایل رہتی - اور اوس کی سعی و کوشش کا بڑا مدعا یہ تھا - کہ جس طرح ہوسکے رعایا کے سرون سے محاصل شاہی کا بوجھ کم کیا جائے - اور اوسکو جاگیردار سپاہیون کی زیادہ ستانی اور پاشاؤن اور دیگر مقامی حکام کے جابرانہ ظلم و ستم سے محفوظ رکھا جائے -

باپ کی طرح اوس نے بھی وزارت کا چارج لیتے ہی اپنے آپ کو علماء کی سازش سے محفوظ رکھنے کا انتظام کیا - اور ساتھ ہی طبقہ علماء کے افسر اعلےٰ مفتی اعظم کو جس نے جلسہ دیوان مین مرحوم وزیر کی سختگیری کی شکایت کی تھی - اسی وقت نہایت شریفانہ ملامت ان الفاظ مین کی "مفتی اگر میرے باپ نے لوگون کو قتل کرایا تھا - تو اسکو اختیار تیرے ہی فتویٰ سے ملا تھا" مفتی نے جواب دیا - مین نے بھی تو اوس کے ظلم سے ڈر کر یہ فتویٰ دیا تھا - وزیر اعظم نے کہا "افندی - شرع رسول مقبول (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا مفتی اور عالم ہو کر تجھے یہ کہتے ہوئے شرم نہین آتی کہ تجھکو خدا کی نسبت اوس کے بندہ کا زیادہ ڈر تھا" یہ سنکر مفتی دم بخود ہو گیا - اور تھوڑے دنون کے بعد وزیر نے اوسے برطرف کرکے جزیرہ رہوڈس کو جلا وطن کر دیا - اور اوس کی جگہ اپنے معتبر دوست ثانی زادہ کو مقرر کر دیا -

محاربہ آسٹریا اور فرانس کی بیوفائی

احمد کو بری درصل صرف ملکی انتظام کی اصلاح و درستی اور اوسکو عمدہ طور پر چلانے کی لیاقت خداداد رکھتا تھا۔ مگر باپ وزارت کے ساتھہ اوسے دو محاربون کا بھی جو وینس اور آسٹریا کے ساتھہ جاری تھے۔ چارج دیگیا۔ جس ذمہ واری کو احمد نے جوانمردانہ منظور کر لیا تھا۔

نئی وزارت کے شروع ہونے پر وینس اور آسٹریا نے صلح کے لیئے نامہ و پیام کئے۔ مگر ان دونون اور بالخصو آخر الذکر کی نیت صاف نہ تھی۔ وہ محض دفع الوقتی کے لیئے لیت و لعل کر رہی تھی۔ اوسپر کو برلی نے زیادہ گفتگو کرنے سے انکار کر کے آسٹریا کو الٹی میٹم (آخری وقطعی شرائط کا مراسلہ) بہیجدیا۔ اور جب شافی جواب نہ ملا تو ایسے پیمانہ پر جنگی تیاریان شروع کین۔ جن سے لوگون کو پھر سلیمان قانونی کے زمانہ کی شان وشوکت یاد آگئی۔ احمد کا ارادہ فقط ٹرینسلونیا اور ہنگری پر ہی ترکی اقتدار کو کامل مضبوطی کے ساتھہ قایم کرنے کا نہین تھا۔ بلکہ اوس نے آسٹریا کو پوری طرح سے پامال کرنے کی ٹھان لی تھی تاکہ اوسکو پھر سر اوٹھانے کی سکت نہ رہی۔ مگر افسوس اس کے لیئے مناسب وقت وہ تہا۔ جبکہ آسٹریا جرمنی کے پروٹسٹنٹ شاہزادون اور فرانس کے ساتھہ جنگ سی سالہ مین اور ابراہیم محلسرا مین رنگ رلیان اوڑانے اور مہاراج کرشن کا روپ دہارنے مین مصروف تہا۔ محمد چہارم قسطنطنیہ سے ایڈریانوپل تک فوج کے ساتھہ گیا۔ جہان پہونچکر اوس نے فوج کو وزیر کے ماتحت میدان جنگ کو بہیجدیا۔ اور خود اپنے محبوب شغل (صید شکار) مین جسکا وہ عاشق زار تہا۔ مشغول ہونے کے لیئے وہین بیٹھہ گیا۔ حضرت سرور کائینات صلی اللہ علیہ وسلم کا مقدس جھنڈا روانگی کے وقت سلطان نے اپنے ہاتھہ سے وزیر کے حوالہ کیا۔ اور وہ نشان فتح ونصرت ۸ر جون ۱۶۶۳ء کو قلعہ بگریڈ (بغداد) کے برج پر نصب کیا گیا۔ کو برلی زادہ نے دریائے ڈینوب کو قصبہ گران کے قریب عبور کیا۔ اور بلا مزاحمت ہنگری و ٹرینسلونیا کے کل میدانی علاقہ پر متصرف ہو کر اوسی برس ستمبر مین ہنگری کے مضبوط مقام نوحل کا محاصرہ کر کے اوسے فتح کر لیا۔ یہ قلعہ ہنگری کی کلید اور سد سکندری سمجھا جاتا تہا۔ ایسی نمایان فتح جنگ سینٹ سی کے پیچھے اب پچاس برسون کے بعد یورپ مین حاصل ہوئی تھی۔ اس سے تمام ملحقہ علاقہ مین ترکون کا رعب بیٹھہ گیا۔ اور تمام متصلہ قلعون نے خود بخود اطاعت قبول کر لی۔ وزیر نے موسم سرما مین اور کوئی جنگی کارروائی یا پیش قدمی نہ کی۔ مگر بے قاعدہ فوج کے تاتاریون نے صوبجات ہنگری۔ مالڈیویا۔ اور سیلیسیا مین چارون طرف پہیل کر خود دائینا کی دیوارون تک ملک کو برباد اور لوگون کو تاخت وتاراج کر دیا۔ اور اسی ہزار عیسائی اسیر کر لائے۔

آسٹریا کے قیصر لیوپولڈ کو اوس وقت باہر سے کسی امداد کی توقع نہ تھی۔ جرمنی کی وہ ریاستین جو معاہدات

دستِ فیلیا اور بالخصوص اتحادِ ریاست ہائے رائن (یعنی جو اوس دریا کے پر واقع ہین) کے بعد فرانس کی حمایت مین چلی گئی تہین - کسی طرح مدد نہین کرنا چاہتی تہین - پس قیصر کا دار و مدار اپنی ہی فوجون[1] پر تہا - پوپ یہ سکندر ہفتم سے جو خاندان آسٹریا کا بڑا خیر خواہ تہا - یہ رنگ دیکہکر کل عیسائی طاقتون کو ترکون کے برخلاف مجتمع کرنے کی صلاح کی - اور سب سے اول اس بارہ مین لوئی چہاردہم کو تحریک کی - شاہ مذکور نے سفیر بہیجکر پوپ کو کہلا بہیجا کہ گو ایسے اتحاد مین شامل ہونا فرانس کے لیئے مناسب نہین - اس سے ترک برافروختہ ہو کر اپنے ممالک محروسہ مین کل عیسائیون کو قتل کر دینگے - اور فرانسیسی تجارت لیوانٹ مین معدوم ہو جائے گی - اور سب سے بڑہکر مانع یہ ہے کہ قیصر نے ہم سے کب کوئی بہلائی کی ہے - بلکہ جبکہ موقع ملا نقصان پہونچاتا رہا - لیکن باہم مذہب کے لحاظ سے مین اس اتحاد مین شریک ہو جاؤنگا - اور اپنی دوست جرمن ریاستون کو بہی شمولیت کی ترغیب دونگا - لوئی نے اس وعدہ کے ایفاء کے لیئے عملی کارروائی بہی شروع کر دی - اوس نے جرمن ریاستون سے خاص معاہدہ کیا جس کے رو سے ہر فریق نے تیس تیس ہزار فوج ترکون کے مقابلہ پر روانہ کرنے کا اقرار کیا مگر قیصر لکلی فوج کی تعداد اوس کر ہی کانپ گیا اور اوسکا یہ اندیشہ بیجا بہی نہ تہا - ایماندار عیسائیون کی کر تو تین اوسے متنبہ کرنے کے لیئے کافی موجود تہین - چوتہے صلیبی جنگ مین یورپ کے با ایمان عیسائی گہرون سے تو بیت المقدس کو منہ کفار " (یعنی مسلمانون) سے فتح کرنے کے لیئے چلے تہے - مگر رستہ مین اپنی ہی ہم مذہب یونانی سلطنت کے گرد ہو گئے - اور قدس و کفار کو فراموش کر کے یونانی قیصر کو قتل اور اوس کے دار الخلافہ قسطنطنیہ اور کل سلطنت کے مالک بن بیٹہے جسکے حصے بخرے ہو کر سب ایماندار بہائیون مین تقسیم کر دیئے گئے - فرانس تو پہلے ہی قیصر آسٹریا کا جانی دشمن تہا - اور اوس کی معاون ریاستین اکیلی ہی جرمنی مین قیصر مذکور کو کچہہ کم تنگ نہین کیا کرتی تہین ! - الغرض قیصر نے پوپ کی منت کی کہ اتحاد کا خیال جانے دو - اور پوپ نے ویسا ہی کیا - لوئی چہاردہم اپنی نسبت یہ بے اعتباری دیکہہ کر بہت بگڑا - اور اوس کے وزیر لائین نے پوپ کو لکہا " کہ کسی اور پوپ کو ایسی امداد پیش کی جاتی تو وہ جامون مین پہولا نہ سماتا - اور ایسی تائید غیر مترقبہ پر خداوند یسوع مسیح کا خاص شکریہ ادا کرتا - مگر خیر ہم نے اپنا فرض ادا کر دیا تہا - آگے پوپ جانے اور اوسکا کام " +

قیصر کو اس طرح خارجی امداد سے مایوس ہو کر اپنی ہی قوت پر انحصار کرنا پڑا - ادہر موسم سرما کے گذر جانے پر کوپرلی زادہ نے مئی ۱۶۶۴ء مین پیشقدمی شروع کر کے دریا مور کو عبور کیا - اور قلعہ سری دار کا محاصرہ کر کے ، رجولائی کو اوسے فتح کر لیا - یہ قصبہ اور قلعہ قیصر لیوپولڈ نے تعمیر کیا تہا - جسے یہ جتانیکے لیئے کہ

[1] اوس زمانہ مین عیسائی سلطنتون کا دستور تہا - کہ لڑائی ختم ہو جانے پر فوجونکو منتشر کر دیتے تہے - اور جب ضرورت ہوتی سپاہیون کو گہرون سے بلا لیا جاتا تہا - باقاعدہ مدامی فوج کسی کے پاس نہ تہی +

عثمانی اوس کی کوئی حقیقت نہین سمجھتے۔ اس قلعہ کو منہدم کر کے آگ لگا دی گئی۔ یہان سے ترک شمال کیطرف بڑھے اور جھیل بالاتون کے مغربی ساحل کے کنارہ کنارہ گذر کر اگر دار کیپور ناق۔ اور کئی دیگر مضبوط مقامات کو فتح کر لیا۔ اور ۲۶ جولائی کو قصبہ کرمند کے قریب جو دریاء راب کے داہنے کنارہ پر واقع ہے پہونچ گئے۔ اگر وہ اس دریا کو عبور کر جاتے تو وائنا تک پھر راستہ صاف تھا۔ مگر آسٹریا کی فوج گو تعداد مین ترکی فوج سے کم تھی مگر اوس کا سپہ سالار اوس زمانہ کے لائق ترین جرنیلون مین سے تھا اور علاوہ برین قیصر کو باہر سے بھی کمک پہونچ گئی تھی جس کے طفیل آسٹریا کو وہ فتح نمایان حاصل ہوئی جسکا آگے مفصل ذکر کیا جائیگا۔ قیصر اور پوپ نے ترکون کو متذکرہ بالا سلسل فتوحات سے گھبرا کر فرانس سے پھر مدد کی التجا کی۔ مگر صرف نقد امداد کی۔ لوئی نے جواب دیا کہ مین ۲۴ ہزار اپنے جرمن معاونین کی فوج سے مدد دینے کو تیار ہون۔ قیصر نے اس کمک کو بھی منظور نہ کیا۔ اور ایسے صاف کہدیا کہ ملک مین اس قدر فوج داخل ہو جانے پر سلطنت کا مالک مین نہین رہجاؤنگا۔ بلکہ شاہ فرانس ہوگا۔ لوئی کے پاس مازارن ایسے لائق اور دور اندیش وزراء نہین رہ گئے تھے۔ وہ عیسائی ہمسایون کی تمام پہلی مخالفتون کو فراموش کر کے رعایا اور عیسائیون کی نگاہ مین مذہب دین کا حامی بننے کے لیے ترکون کی مخالفت پر تلا ہوا تھا۔ اوس نے قیصر کی بار بار کے اظہار بے اعتباری کی کوئی پروا نکی۔ اور آخر فریقین مین یہ قرار پایا کہ شاہ فرانس چھ ہزار فرانسیسی اور ۲۴ ہزار جرمنی ریاستون کی فوج سے آسٹریا کی مدد کرے۔ اور دو لاکھ کرون اخراجات جنگ کے لیے نقد دے۔ چنانچہ فرانس نے یہ رقم پوپ کو بھیجکر تیس ہزار فوج ڈیوک فولاڈی اور کونٹ کولگنی کے زیر کمان میدان جنگ کو روانہ کر دی۔ اور ساتھ ہی پوپ کو کل عیسائی طاقتون کے اجتماع کی دوبارا کوشش کرنے کی صلاح دی۔ مگر اس طرف کسی نے توجہ نہ کی۔ +

آسٹرین افواج کا سپہ سالار پہلے کونٹ ستروزی تھا۔ فرانسیسی و جرمن کمکی فوج کے پہونچنے سے پہلے آسٹریون کی حالت ناگفتہ بہ تھی۔ صرف صوبہ کروشیا کی طرف جرمنی جرنیل ہوہن لوہی اور حاکم کروشیا زرینی نے مقامات خنفر کرشن۔ بیبوک۔ بازیس۔ اور پانسو سے زیادہ دیہات کو فتح کرنے اور جلانے مین کامیاب ہوئے۔ ستروزی کو بھی کوپریلی زادہ کے مقابلہ مین چند خفیف سی فتوحات حاصل ہوئی تھین۔ مگر وہ دریائے موہر کے معرکہ مین قتل ہو گیا۔ اور اس کی جگہ مشہور جرنیل کونٹ ڈی مونٹی سوکولی جسنے ترکون پر فتح عظیم پاکر عیسوی دُنیا مین اپنا نام ہمیشہ کے لیے قائم کر دیا مقرر کیا گیا +

یہ شخص بھی زمانہ حال کے اکثر نامور جرنیلون کیطرح اطالین تہا۔ وہ اٹلی کے صوبہ موڈینا کے ہنام شہر مین سنہ ۱۷۰۶ع مین ایک امیر گہرانہ مین متولد ہوا۔ جوان ہونے پر وہ آسٹریا کی فوج مین داخل ہو گیا۔ اور جنگ سی سالہ کے آخری حصہ مین اور بعد ازان پولنڈ کے برخلاف محاربات مین خاصی ناموری پیدا کی۔ جب تک اوسنے فرانسیسی کمک نہ پہونچی وہ ترکون کا مقابلہ کرنے کی جرأت نہ کر سکا۔ اور کوپرلی زادہ نے دریائے موہر اور راب کے درمیانی دوآبہ پر قبضہ کر لیا۔ یہ دونون دریا بوداپیسٹ اور وائینا کے درمیان مغرب کی طرف سے آکر دریائے ڈینیوب مین گرتے ہین۔ کمک پہونچ جانے پر اوس نے دریائے راب کے بائین کنارہ مقام کرمنڈ کے قریب ترکون کو وائینا کیطرف بڑہنے سے روکنے کے لیئے مورچہ تیار کر دیئے۔ یہ دریا بہت عریض ہے۔ اور بڑی تیزی کے ساتہہ بہتا ہے۔ چنانچہ ترکی فوج ہراول نے جب اوسے عبور کرنے کی کوشش کی تو عیسائی فوج نے اوسکو بآسانی پیچھے ہٹا دیا۔ اس پر عبور دریائے کیلیئے کوئی اور مناسب مقام تلاش کرنے کے لئے کوپرلی دریا کے دائین کنارہ کے برابر برابر صوبہ سٹریا کی طرف جو صوبہ ہنگری سے بجانب غرب ہے بڑہنے لگ گیا۔ دوسری طرف مونٹی سوکولی بھی اوس کی مزاحمت کے لیئے دوسرے کنارہ پر ساتہہ ساتہہ بڑہتا گیا۔ اس پیشقدمی سے کوبرلی نہ فقط وائینا بلکہ آفن اور سوبین برگ سے بھی جہان ترکی میگزین اور ریزرو فوج جمع ہو رہی تہی۔ دُور نکل گیا۔ ترکون نے اس اثناء مین کئی دفعہ دریا کو عبور کرنا چاہا۔ مگر کامیاب نہوئے۔ آخر دونون فوجین اوس مقام سے جہان دریاء لافوز راب مین گرتا ہے آگے گذر کر مقام سینٹ گوتہرڈ کے قریب پہونچ گیئن۔ دریاء لوفرز کے محل التصاق سے اوپر دریاء راب اکیلا ہی چلا آتا ہے۔ اس لیئے وہان سے آگے اوسکا عرض و عمق اتنا بڑا نہ تہا کہ ترکون کو عبور مین کوئی سخت دقت ہو سکتی۔ چنانچہ دونون فوجون نے قسمت و زور آزمائی کے لیئے اس مقام کو پسند کر کے ایک دوسرے کے بالمقابل دریا کے دونون کنارون پر ڈیرے ڈالدیئے۔ اور فیصلہ کو تلوار پر چھوڑنے سے پہلے صلح و صفائی سے کام لینے کی کوشش کی گئی۔ رنگلش آسٹرین ایلچی نے صلح کی شرط ایک پیش کی کہ نوحل قیصر کو واپس دیدیا جائے۔ ترکون نے متعجب ہو کر جواب دیا کہ کیا کبھی پہلے بھی عثمانیون نے مفتوحہ علاقہ کو خود بخود عیسائیون کے حوالہ کر دیا ہے۔ جو ایسی درخواست کیجاتی ہے؟ اسیطرح وزیر نے آسٹریا کی اس درخواست کو منظور نہ کیا کہ معاہدہ ستواتورک کی بنیاد پر جدید صلح کیجائے وزیر کا مطالبہ تہا کہ فتوحات تازہ کی بنا پر یہ صلح ہو۔ آخر مصالحت کی بحث چھوڑ کر تلوار پر حصر رکہا گیا۔ آسٹرین جرنیل نے اس اتفاقیہ مہلت و وقفہ کو فوجون کی ترتیب اسباب و میگزینون کو موقعہ

سلہ یہ شہر صوبہ ہنگری مین بوداپیسٹ سے بجانب شمال تقریبًا ایک سو میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ مؤلف ۱۲ +

رکہنے اور صف جنگ میں ہر ایک پلٹن کے لیئے خاص خاص مقام اور موقعہ مقرر کرنے میں صرف کیا۔ اور یکم اگست سنہ ۱۶۶۴ء کو اوس کی صائب تدبیر کا نیک نتیجہ کل دنیا پر واضح ہو گیا۔

سینٹ گوتھرڈ کا راہب خانہ جس کے نام سے یہ معرکہ مشہور ہے۔ لوفرزا اور رآب کے محل اتصال سے تہوڑے سے فاصلہ پر اوپر کیطرف رآب کے دائیں کنارہ پر واقع ہے۔ اسی کنارہ پر سینٹ گوتھرڈ کے راہب خانہ اور گاؤں سے بجانب غرب موضع ونڈش ڈورف تک ہموار میدان ہے۔ لڑائی سے پہلے ایک گاؤں تک ترکی افواج کا یمین اور دوسرے تک یسار پہیلا ہوا تہا۔ بائیں کنارہ پر بہی اسی میدان کے برابر طویل ہموار میدان ہے۔ مگر وہ عرض میں زیادہ ہے۔ اور اسی میدان میں یہ نتیجہ خیز لڑائی ہوئی۔ اس میدان میں آسٹرین فوج مقیم اور جنگ کیلئے صف آرا تہی۔ میدان مذکور کے وسط میں موضع گرنزڈورف ہے۔ آسٹرین فوج کا قلب وہان تہا۔ اس گاؤں کے سامنے دریا کے دہارے میں خم ہے۔ جو جنوب کیطرف یعنی جدہر ترکی فوج تہی قوس کیطرح نکلا ہوا ہے۔ اس سے ترکی فوج کو عبور کرنے میں بڑی آسانی ہو گئی۔ کیونکہ وزیر محور بطرف کے دونوں کونوں پر باتریاں نصب کر دینے سے اس قابل ہو گیا تہا کہ دوسرے کنارے کے خم کے وسط پر ترکی فوجوں کے اترنے میں جو فوج مزاحم ہو اوسے توپوں سے فنا کر دے۔ مونٹی سوکولی نے جرمن ریاستوں کی ۲۴ ہزار ملکی فوج کو اپنی صف کے قلب میں موضع موگرزڈورف کے اندر اور قریب رکہا۔ اور آسٹرین و ہنگرین فوج کو یمین دائیں طرف پر مامور کر کے فرانسیسی چھ ہزار ملکی فوج کو یسار میں مامور کیا۔ مقابل فوجوں کی یہ ترتیب بتانے کے بعد کریسی صاحب لکھتے ہیں۔ کہ ویسے ترکی فوج تعداد میں غنیم سے زیادہ تھی۔ اور ذاتی شجاعت و تہور میں مسلمہ امر ہے کہ سپاہی کسی مخالف سے کم نہیں ہیں۔ مگر سلیمان کے بعد جس کے عہد میں عیسائی دشمن ترکی فوج کے نظام و ترتیب پر بنظر رشک و حسد عش عش کیا کرتے تھے۔ اوس کے نظام و ترتیب میں قابل افسوس خرابی پیدا ہو گئی تہی۔ سلیمان کے زمانہ سے مقابلہ کرنا تو درکنار وہ تو دور کی بات ہے جنگ سرسیس کے وقت کی نسبت بہی جو سنہ ۱۵۹۶ء میں ترکوں اور جرمنوں کے درمیان ہوئی تہی ترکی فوج میں زمین آسمان کا فرق ہو گیا تہا۔ ترکی سپاہی تو چنداں بگڑے یا نہ ترک افسروں میں جنگی لیاقت اور مہارت نام کو نہیں رہ گئی تہی۔ برعکس اس کے جرمنوں اور مغربی یورپ کی دیگر سلطنتوں کی فوجوں نے جنگ سی سالہ کی طفیل جس میں ٹلی۔ والنسٹین۔ گسٹاوس اڈولفس۔ برنہارڈ

[51] جوہن سرکلس ملی مشہور جرمن جرنیل سنہ ۱۵۵۹ء میں پیدا ہوا۔ اوس نے محاربات ہنگری میں ترکوں کو کئی دفعہ شکست دی۔ سنہ ۱۶۲۳ء کی جنگ برگ میں بڑی شجاعت دکھائی۔ سنہ ۱۶۲۶ء میں بمقام لٹاکر بیچن چہارم شاہ ڈنمارک کو شکست دی۔

ٹلی ۵۶ ٹرینٹن - تورینش ۵۷ اور خود مانٹی سوکولی ایسے بیعدیل جرنیلون کوانبی لیاقت خداداد کے جوہر دکہانے پڑتے تہے - اسلحہ فوجی نقل وحرکت اور فن صف آرائی اور عام فوجی نظام وترتیب مین بے اندازہ ترقی و اصلاح کرلی تہی - ترکی توپخانہ مین گو توپین بہت تہین - مگر جرمنون کے توپخانہ کے مقابلہ مین اب بیدا اور گولنداز ویسے قابل نہ تہے - یکچریون نے برچہی کا اِستعمال ترک کردیا تہا - سلیمان کے زمانہ مین اوسکے اسلحہ مین یہ بہی شامل تہی - ترکی فوج مین ثابت قدم برچہی دار پیادہ سپاہیون کے دستے اور بخوبی مسلح باقاعدہ فوج سواران تقریبًا ناپید ہوگئی ہوئی تہی - جرمنی فوج پیدل اب برچہی دار اور بندوقچیون سے مرکب تہی - اور اونکی فوج سوارون کا ایک حِصہ زرہ پوش اور بخوبی مسلح سوارون کی جمیعتون پر مشتمل تہا - اور مونٹی سوکولی کی رائے تہی کہ حملہ کے لیئے مناسب موقعہ ملنے پر یہ جمعیتین ترکی انفنٹری (پیدل) اور کیولری (سوارون) کو یقینًا پامال کردینگی - اور غنیم اس سیلاب تند وتیز کی بانعلیب وجوہ مزاحمت نہین کرسکیگا - جرنیل مذکور برچہی کو ہتہیارون کی ملکہ کہتا تہا - اور اوس کے خیال مین ترکی سپاہ اس کی عدم موجودگی سے بہت کمزور ہوگئی تہی - اوسی مین یہ مہلک نقص ہے - اس واقعہ سے پچاس برس بعد فرانسیسی جرنیل مولارڈ نے بہی ترکون کے سنگین کی تازہ ایجاد سے

---

۵۶ جرمنی ریاست سیکسن دیمار کا ڈیوک اور مشہور جرنیل جنگ سی سالہ مین پروٹسٹنٹ مذہب کا بڑا حامی تہا - کئی معرکون مین فتح پائی - آخر مین فتوحات مین زہر سے ہلاک ہوا - ۱۶۰۳ء مین پیدا اور ۱۶۳۹ء مین فوت ہوا + ۵۷ سویڈن کا مشہور جرنیل اور کونٹ - اس نے جنگ سی سالہ مین آسٹریا کے شاہی خاندان ہیپسبرگ کا تقریبًا خاتمہ کردیا تہا - مگر چار برس کے بعد شاہ سویڈن نے اوسے میدان جنگ سے واپس بلالیا - ۱۶۰۳ء مین پیدا اور بمقام سٹاک ہولم ۱۶۵۱ء مین فوت ہوا +

۵۸ مشہور فرانسیسی مارشل اور امیر وہ ڈیوک بولون کا بیٹا اور ولیم سوم شاہ انگلستان کا بہانجا تہا - اس نے آسٹرین فوج کو کئی معرکون مین شکست فاش دی - آخر بمقام سسباش جبکہ وہ مونٹی سوکولی کا مقابلہ کررہا تہا - توپ کے گولہ سے ہلاک ہوا - تمام فرانسیسی فوج اوس کی لاش دیکہکر چیخ اوٹہی ہائے ہمارا باپ مرگیا - اوس نے اپنے حالات خود قلمبند کئے تہے - جو ۱۸۰۲ء مین شایع ہوئے بمقام سیدان ۱۶۱۱ء مین پیدا اور ۱۶۷۵ء مین فوت ہوا +

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ مگر سویڈن کے جرنیل بادشاہ گسٹاوس اڈولفس سے ایک معرکہ مین ہزیمت یاب اور سخت زخمی ہوا اور ۱۶۳۲ء مین فوت ہوا -

۵۲ مشہور آسٹرین جرنیل والنسٹین ۱۵۸۳ء مین پیدا اور ۱۶۳۴ء مین غداری سے قتل ہوا -

۵۳ سویڈن کا نامور اور بہادر بادشاہ وہ آسٹریا کی فوجون کو شکست دیتا ہوا ڈینیوب تک پہونچگیا - ٹلی کو دو دفعہ عظیم شکست دی - بڑا عالم ودوست تہا - ۱۵۹۴ء مین پیدا اور ۱۶۳۲ء مین فوت ہوا - پروٹسٹنٹ مذہب کا بڑا حامی تہا -

فائدہ اوٹھانے مین لاپروائی کرنے اور اوس کا استعمال شروع نہ کردینے پر تقریبًا ایسی ہی رائے ترکی فوج کی نسبت ظاہر کی۔

مونٹی سوکولی نے سینٹ گوتھرڈ کی لڑائی کے بعد ترکی فوج کے کل نقص اپنے ہاتھ سے قلم بند کئے مگر اوس کا یہ مطلب نہین کہ عیوب مذکورہ اوپر اس لڑائی سے واضح ہوئے تھے۔ نہین اسکی شاہبازانہ نظر اور فوجی اصول برتنے وزیر کی افواج کو دیکھتے ہی اور محاربہ کے ابتدائی معرکون مین اونکی صف آرائی اور فوجی طاقت آزمایش کرنے پر ہی اونہین بھانپ لیا تھا۔ البتہ ترکون کو لڑائی سے پہلے اپنے نقصون کا علم نہ تھا۔ احمد کوپرلی کے زیر کمان اب تک برابر فتح پاتے چلے آنے سے اون کے حوصلے بہت بڑھے ہوئے تھے۔ اونکو اپنی طاقت اور اپنے سپہ سالار وزیر کی مہارت پر پورا بھروسہ تھا۔ اور اس تیقن و اعتبار سے سرمست اونہون نے یکم اگست ۱۶۶۴ء کو راب کیطرف بڑھکر دریا کو عبور کرنا شروع کیا۔ کوپرلی نے جیسا کہ اوپر اشارا ہوچکا ہے قوس کے دونون پہلوؤن پر باتریان نصب کردی تھین۔ اونکی پناہ مین ینگچری فوج جو ترکی فوج کے قلب لشکر مین صف بستہ تھی زیادہ نقصان اوٹھانے کے بغیر دریا سے گذر گئی اور اوس نے قصبہ موگرزڈورف پر حملہ آور ہوکر غنیم کے قلب کو بالکل پامال کرکے اوسپر قبضہ کرلیا۔ اس کامیابی سے ترکون کو کامل فتح کا یقین ہوگیا۔ مگر مونٹی سوکولی اپنے قلب کے لیے یمین سے کمک لے آیا۔ شاہزادہ لورین نے جس کے طویل اور شاندار سلسلہ فتوحات کا آغاز اس لڑائی سے ہوا۔ آسٹرین زرہ پوش سوار دستہ لیکر بذات خود ینگچری فوج پر دھاوا کیا۔ اور خود اپنے ہاتھ سے وزیر اعظم کی محافظ فوج کے کمانڈر کو قتل کیا۔ ترکی فوج قلب کی جو فوج آگے بڑھ گئی ہوئی تھی۔ وہ اس طرح پہلو پر سے آسٹرین کیولری کے ہلے کی زد مین آجانے پر مجبورًا راب کو پیچھے ہٹ آئی۔ اس کے بعد آسٹریون نے موگرزڈورف پر حملہ کرکے اوسے آگ لگادی۔ مگر ان شجاع ینگچریون نے جنہون نے موضع مین داخل ہوکر غنیم کے دھاوے کو روکنے کیلیے جھٹ پٹ خندقین اور مورچے تیار کرلیے تھے۔ واپس ہٹنے یا ہتھیار رکھدینے سے صاف انکار کردیا۔ اور جبتک آگ نے اونکو زندہ نہ جلادیا۔ ایسی ثابت قدمی سے اپنی جگہ پر قایم رہے کہ مونٹی سوکولی بھی اونکے ثبات کو دیکھکر قربان ہوگیا۔ کوپرلی اپنی قلب کی فوج کو نرغہ مین دیکھکر اپنے یمین سے زبردست کمک خود لیکر دریا سے گذر آیا۔ ادھر مونٹی سوکولی نے کونٹ کولگنی فرانسیسی فوج کے کمانڈر کو جو یسار پر تھا کہلا بھیجا کہ وقت بہت نازک ہے۔ پوری طاقت سے جلد مدد کو پہنچو۔ کولگنی نے فورًا ایک ہزار پیدل اور سوار اون کے دو دستے ڈیوک ڈی لا فولاڈی اور بوزیوی کے زیر کمان بھیجدیے۔ کوپرلی نے جیسا ان صاف رخسار بےریش و بروت فرانسیسیون کو دیکھا جنکی ڈاڑھی مونچھین منڈی ہوئی تھین۔ بالون کی معطر ٹوپیان پہنے

ہوئے آتا دیکھا تو اپنے ایک خادم سے طنزاً سوال کیا "یہ نوعمر لڑکیاں کون ہین"؟ مگر یہ نوعمر لڑکیاں "ترکون کے دل دہلا دینے والے نعرہ ہائے تہلیل وتکبیر (اللہ اکبر) کی کچھہ پروا نہ کرکے "الاانگ" "الاانگ" (دوڑے دوڑو) بڑہے آؤ کے نعرے مارتی ترکون کی صفون مین شیرون کی طرح کود پڑین - اور جو سامنے آیا اوسے فرش خاک پر خواب عدم مین سلا دیا - اونہون نے اس ہلہ مین کشتون کے پشتے لگا دیئے - جو خوش قسمت سنگوری اس قتل عام سے بچ گئے - اونکو عرصہ تک فرانسیسی نعرہ "الاانگ الاانگ" فراموش نہ ہوا - اور سالہا سال تک ڈیوک ڈی لافوڈ کا چرچا فولادی کے نام سے اونکی بارکون مین ہوتا رہا -

فرانسیسی فوج کے دہاوا سے کوبرلی کا پہلا وار بالکل خالی گیا - اوس کی فوج قلب کمک قتل ہوگئی یا دائین کنارہ کو پیچھے ہٹ آئی - لیکن بائین کنارہ پر تہوڑی سی زمین پر اوسکا قبضہ باقی رہا - دوپہر کے قریب اوس نے عیسائیون کے دونون پہلوؤن پر ایک ساتھہ حملہ کرنیکا انتظام کیا (افسوس سمجھہ اوسے موقعہ گذر جانے پر آب آئی - اونپر اوسے شروع ہی مین حملہ کرنا واجب تہا) اور خود پہلے سے زیادہ فوج لیکر اوسی وقت دوسری دفعہ عیسائیون کے قلب پر حملہ آور ہوا - عثمانیہ بیقاعدہ سوارون کے چار زبردست بیڑے دریا سے گذر کر مونٹی سوکوئی کے یمین پر اور تین ویسے ہی بیڑے عیسائیون کے یسار پر بڑھے کوبرلی نے اپنے ساتھہ پیدل اور سوار دونون طرح کی فوج لی - اس انتظام کے علاوہ اوس نے حملہ کرنے سے پہلے متعدد بیڑون کو حکم دیا کہ میدان جنگ سے کسی قدر فاصلہ پر سے دریا کو عبور کرکے آسٹریا فوج کے عقب اور پہلوؤن پر حملہ آور ہون - ترکون کے دریا سے گذرتے ہی ایک سرے سے دوسرے سرے تک خونخوار ہنگامہ شروع ہوگیا - عیسائی فوج کے کئی حصے ہزیمت یاب ہوکر بہاگ گئے - یہ رنگ دیکھہ کر کئی عیسائی جرنیلون نے پیچھے ہٹ جانیکی صلاح دی - مونٹی سوکوئی نے جواب دیا کہ پیچھے ہٹنے مین خیر نہین - بچاؤ اسی مین ہے کہ ترکون کے آگے بڑہنے کا انتظار کیا جائے - اور صرف اون کے حملہ کے روکنے کی کوشش کرنے پر قناعت نہ کیجائے - بلکہ چیدہ افواج کی زبردست جمعیت لیکر خود ابتدا کرین - اور ترکی قلب لشکر پر جانگداز حملہ کرین - اس صورت سے بچاؤ کی ہی امید نہین - بلکہ فتح کا نصیب ہو جانا بھی بعید نہین - سب افسرون نے اس تجویز کو پسند کیا - اس غرض کے لیئے عیسائی سوارون کا زبردست بیڑہ جمع کیا گیا - اور اون مین سے ہر ایک کو کہدیا گیا کہ "یا تن رسد بجانان یا جان زتن برآید" یا دشمن کو فنا کرنا یا اسی کوشش مین خود فنا ہو جانا - آسٹرین کیولری کے جرنیل جان سپورک نے اپنے سوارون کے سامنے برہنہ سر فرش خاک پر سربسجود ہوکر باواز بلند[1] یہ دعا کی "اے سپہ سالارون کے سپہ سالار جو آسمانون پر ہے - اگر تو آج کے

[1] ماراتھان کی مشہور لڑائی مین جو ایرانیون اور قدیم یونانیون کے درمیان ہوئی یونانی جرنیل ملٹیاڈ نے بھی دیوتاؤن سے اسیطرح

دِن اپنے فرزند عیسائیون کی مدد نہ کرنا چاہے تو کم از کم ان ترک سگون کی بھی نہ کریو- اور پھر تو جلد ایسا ماجرا دیکھ لیگا جو تجھے بہت پسند آئیگا"

اِس فیصلہ کن کے لیئے صفون کی ترتیب درست کر لینے پر مونٹ سو کولی نے دہاوے کا حکم دیدیا- اور آہنپوش سوار بلند نعرے مارتے ہوئے سیلاب کیطرح ترکون پر جھپٹ پڑے- ترک خلاف معمول مخالفون کو نعرے مار کر حملہ کرتے ہوئے دیکھ کر جو ہمیشہ محض ترکون کا شعار رہا تھا بکے بکے رہگئے- وہ اسی تحیر مین تھے- کہ غنیم سر پر پہونچ گیا- اور ایسی حالت مین زرہ پوش سوارون کی ناقابل مزاحمت تند سیل کے تصادم سے جس کی تائید و کمک پر عیسائی بندوقچیون اور برچھی دارون کے بھی دل بادل فایر کرتے ہوئے بسرعت تمام آگے بڑھتے چلے آرہے تھے- ترکون کے قدم لڑکھڑا گئے- اونکی صفین ٹوٹ گیئن- اور حملہ آورون نے ینگچری عیسائی- البانوی- تاتاری سب کو سامنے رکھ کر اونکو آساق دریا کیطرف دھکیل دیا- جن مین سے اکثر دریا مین کود پڑے- اور باقی حواس باختہ ہو کر ادہر اودہر بھاگ گئے- دونون کی فوج بھی اپنے قلب کو جس مین کل چیدہ فوج اور خود وزیر موجود تھا- ہزیمت یافتہ دیکھ کر حوصلہ ہار گئی- وہ شکست کو روکنے اور حملہ آورون کی پیش قدمی کی مزاحمت کرنے کی بجائے نامردون کی طرح میدان جنگ سے دم دبا کر کھسک گئی- اور عیسائیون کو مسلمانون پر کامل فتح حاصل ہو گئی- دس ہزار اور بقول بعض ۲۵ ہزار ترک اس لڑائی مین قتل اور غرق ہوئے- اور پندرہ توپین اور چالیس جھنڈے فاتحین کو غنیمت ملے- دُوسرے دن عیسائیون نے میدان جنگ ہی مین شکرانہ کی نماز ادا کی- اور اس فتح کی یادگار مین جس سے یورُپ کے عیسائیون کی اوس سہ صد سالہ شکست و ذلّت کے بدلہ لینے کا جو مرا دال کے سرویا اور ہنگری کی متفقہ افواج کو کوسوا کے میدان مین ہزیمت دینے سے شروع ہوئی تھی- آغاز ہوا میدان جنگ مین ایک گرجہ تعمیر کیا گیا- جو ابتک موجود ہے" اس جنگ کے حالات بتفصیل درج کرنے کی وجہ یہ منصف مزاج انگریز مورخ یہ تحریر کرتا ہے کہ "یہ سینٹ گوتھرڈ کی لڑائی سے ترکی کی عادبات کی تاریخ مین ایک نیا دور شروع ہو گیا تھا- اس لیئے اوس کے حالات تشریح و توضیح کے ساتھ بیان کئے گئے ہین مگر محاربات مابعد مین جنکا ذکر آئندہ آئیگا- ایسی تفصیل سے کام نہین لیا جائیگا- اس لڑائی کو باوضاحت اس لیئے بیان کیا گیا ہے کہ مونٹ سو کولی نے اوس کے متعلق

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ کی دعا مانگی تھی- کہ تم ہمارے مدد نہ کرو- مگر فریق مخالف کی بھی مدد نہ کرنا- قیصر لیو پولڈ نے سپورک کو اوسکی خدمات کے صلہ مین کونٹ بنا دیا تھا- مگر وہ ہمیشہ اپنے نام کو "سپورک کونٹ" لکھا- حسب معمول "کونٹ سپورک" تحریر نہ کرتا- اسکی وجہ وہ یہ بتاتا ہے کہ مین پہلے سپورک تھا- کونٹ بعد مین- اس شخص کو بالکل نہ تھی اپنا نام بمشکل لکھہ سکتا تھا +

اور نیز ترکون کو طریق حرب کی نسبت خود مفصل رائے ظاہر کی تہی۔ جس سے ناظرین کو آگاہ کرنا مناسب سمجھا گیا۔ اِس عیسائی جرنیل نے ترکی فوج کے جو نقص بتائے ہین وہ سُلطان محمود مرحوم کیوقت تک بدستور بلکہ اضافہ کے ساتھہ موجود رہے۔ ان اعتراضون کا لب لباب اور ان نقصون کا خلاصہ یہ ہے کہ دوسری قومون نے اسلحہ اور فن حرب مین بہت ترقی کر لی۔ اور ترکون نے اِس بارہ مین اونکو دیکھ بہوش سامنے سے مجرمانہ غفلت کی۔ دوم رشوت اور دیگر ناجائز اسباب دیعنی خاتونان حرم کی سعی وسپارش، کو وجہ سے ناقابل و نالائق فسر مامور ہوتے رہے۔ مگر سلطنت کی خوش قسمتی سے ترسپاہیون کی بے نظیر شجاعت و مردانگی محرمات سے اون کے اجتناب کلی اون کے قواء کی مضبوطی اور نیز اوس احتیاط کی وجہ سے جو میدان جنگ اور چھاؤنیون دونون جگہ اونکو عمدہ اور کافی خوراک بہم پہونچانے کے متعلق کیجاتی تہی داور کیجاتی ہے، ان قباحتون کی بہت کچھہ تلافی ہوتی رہی۔ اور ٹرکی کا وجود قائم رہا۔ ورنہ اگر سپاہی بہی ناکارہ ہوتے یا ہوجاتے تو مدت کی ترکی تمام ہو گئی ہوتی۔ عثمانیہ فوج اور ملازمت کی اِن خوبیون کو کونٹ مونٹی سوکولی سے لیکر مارشل مارمونٹ[ا] تک ہر ایک فوجی مبصر نے تسلیم کیا۔ اور یہ محقق امر ہے کہ ٹرکی سے فوجی عظمت کا وہ ضروری عنصر دیعنی قوم کی طبعی شجاعت و مردانگی، جو کسی مصنوعی ذریعہ سے پیدا یا تازہ نہین ہو سکتا۔ کبہی مفقود نہین ہوا۔ دیعنی ترکی قوم مین سپاہیانہ اوصاف برابر موجود رہے ہین، اور اگر سلطنت عثمانیہ کو خداوند کریم لائق جرنیل اور قابل مدبر عطا کرے تو اوس کے پاس ایسا عمدہ مصالح موجود ہے کہ وہ بڑی آسانی سے اون کمیون کو جو گذشتہ دو صدیون سے ترکی فوج مین موجود رہی ہین۔ دیعنی نقص اسلحہ و ترتیب و قواعد جدید کی عدم موجودگی، پورا کر سکتے ہین "۔

سر ایڈورڈ کریسی کی اس تمنا کی نسبت مجھے یہ کہنے یا ناظرین کو بتانے کی کوئی احتیاج نہین کہ خداوند کریم نے اوسے پورا کر دیا ہے۔ اور ہمارے موجودہ خلیفۃ المسلمین کی ظل حمایت مین غازی عثمان غازی مختار اور شیرادہم پاشا ایسے شیران میدان دغا کی نگرانی اور یورپ کے قابل ترین افسران کی تعلیم و تربیت سے ترکی فوج آج اسلحہ سامان حرب و ضرب قواعد و نظام اور بہادری و شجاعت مین دنیا کی کسی فوج سے کم نہین ہے۔

سینٹ گوتھرڈ کی شکست سے گو ٹرکی کو ایسا زخم نہین پہونچا تہا جو جلد مندمل ہو سکے۔ مگر محمد کوپرلی اور احمد کے حسن انتظام سے ٹرکی کی مالی حالت ایسی درست اور اوس کے وسائل ایسے وسیع ہو گئے تھے

[ا] نپولین بوناپارٹ کے زمانہ کا ایک مشہور فرانسیسی جرنیل جسے نپولین نے راگوسا کا ڈیوک بنا دیا تہا۔ ۱۷۷۴ء مین پیدا اور ۱۸۵۲ء مین فوت ہوا۔ موٗلف +

کہ تہوڑے عرصہ ہی مین اسکا عوض لے لینا یا بحالی کے لیئے مشکل نہ تہا۔ یہ امر قیصر لیوپولڈ کو بھی معلوم تہا مگر وہ اس فتح سے شیخی مین نہ آیا۔ اور سرمست ہو کر آغراوس کے فوایدسے بہی محروم رہنے کی ذلت اوٹہانے سے بچا رہا۔ علاوہ برین یہ فتح اوس کے جاتی دشمنون فرانسیسی اور جرمنی ریاستون کی ملکی فوجون کی مدد سے حاصل ہوئی تہی۔ اور اگر لڑائی جاری رہنے کی صورت مین مزید فتوحات حاصل ہوتین تو اونکا سہرا ابھی اوس کے موروثی دشمنون یعنی نئے دوستون کے سر بندہتا اور گو مادی فایدہ ان فتحون سے اوسی کو پونہچتا۔ مگر حقاکہ یا عقوبت دورخ برابرست کی مثل صادق آتی۔ مزید بران ممکن تہا کہ مسلسل لڑائی سے خواہ وہ کامیاب ہی رہتا جب اوس کی طاقت کمزور ہو جاتی تو کوئی چہاردہم دوستی کا پیرایہ چہوڑ کر بر سر عناد ہو جاتا۔ الغرض ان امور پر غور کر کے اوس نے ترکون سے صلح کر لینی ہی مناسب سمجہی۔ ترکون کے دماغ سے بہی اس شکست سے خمار دور ہو گیا اور احمد کوپریلی کو اندمال نقصانات کے لیئے مہلت درکار تہی۔ اوس نے قیصر کی پیش کردہ صلح قبول کر لینا مناسب سمجہا۔ مگر چونکہ وہ اپنی طاقت اور قیصر کی مشکلات سے واقف تہا۔ اوس نے پہلی سے اکڑ تو نہ رکہی۔ لیکن دبنے کا بہی نام نہ لیا۔ اور ستواتورک کے معاہدہ کو اب بہی نئے معاہدہ کے لیئے نمونہ بنایا جانا قبول نہ کیا۔ اور جنگ سے چند ہی دن بعد دہرگہت کو بمقام دسوار مندرجہ ذیل شرائط پر جو ٹرکی کے حق مین تہین بیس برس کے لیئے فریقین مین صلح ہو گئی۔ ٹرینسلونیا کی نسبت قرار دیا گیا کہ ترک اور آسٹرین دونون اوس کو خالی کر دین۔ اور رفاقی کو اوسکا حاکم بنایا جائے۔ مگر یہ صوبہ سلطان کا باجگزار رہے۔ ہنگری کے اون سات اضلاع مین سے جو ٹرینسلونیا اور ودریا ء تہی۔ اس کے درمیان ہین۔ تین قیصر کے حوالہ کر دیئے گئے۔ اور باقی چار جن پر راکوزی نے قبضہ کر لیا تہا۔ ترکون کے پاس رہے۔ اور مفتوحہ مقامات نوحل اور نودی گراد بہی سلطان کے ہی قبضہ مین رہنے دیئے گئے۔ یعنی ترک تقریبًا تمام فتوحات پر برابر متصرف رہے۔ اس کے علاوہ قیصر نے سلطان کو دو لاکہ فلورن بظاہر بطور خراج ادا کئے۔ یورپ ایسی نمایان فتح کے بعد فتوحات کا سلسلہ قایم رکہنے کی بجائے قیصر کے اس تعجیل کے ساتہہ اور پہر ایسی شرائط پر صلح کر لینے سے حیران رہگیا۔ مگر وہ اوس بے چارہ کی مشکلات سے واقف نہ تہا۔ جن سے دانا وزیر فایدہ اوٹہا کر باوجود شکست کہانے کے فاتح کی حیثیت مین بڑے طمطراق کے ساتہہ قسطنطنیہ کو واپس آیا۔ اور اپنے عہد وزارت کے دوسرے جنگی کارنامہ کی تیاری مین مصروف ہو گیا۔ جس مین اوس کو کامل کامیابی اور نیک نامی حاصل ہوئی۔ مگر اوس کے حالات بیان کرنے سے پہلے بربری قزاقون اور فرانس کی مخالفت کے کچھ مزید حالات اس موقعہ پر درج

کر دیئے مناسب معلوم ہوتے ہین۔

بربری قزاق اور فرانس کی مخالفت

عثمانیہ سلطنت گو وینس ایسے غنیم کا اب بہی سمندر پر مقابلہ کر سکتی تہی۔ مگر اوس کی بحری طاقت اور بیڑے سلیمان کے زمانہ کے افواج بحری کی نسبت بری فوج سے بہی زیادہ ابتر اور کمزور ہو گئے تھے اس انحطاط کا ایک باعث جو کل شعبون کے انحطاط کا یکسان موجب ہوا قسطنطنیہ کے بحری کارخانون اور ترسانہ مین مامورین اور ذمہ دار اعلا افسرون کی روزافزون خیانت ولاپرواہی ہے۔ مگر اوس کے علاوہ خاص اسبارہ مین دوسری بڑی وجہ یہ تہی۔ کہ باب عالی کو شمالی افریقہ کے صوبون پر پورا قابو نہین رہگیا تہا۔ ٹریپولی۔ ٹونس اور الجیرز کے والیان ریاست بہی گاہ گاہ باب عالی کو بحری لڑائیون مین بیشک مدد دیتے رہے۔ مگر یہ اعانت اب وہ محکومانہ حیثیت سے نہین۔ بلکہ زیادہ تر مذہبی اخوت اور یگانگت کے لحاظ سے دیا کرتے تہے۔ سترہوین صدی کے وسط مین یہ ریاستین تقریباً پوری مطلق العنان ہو گئی تہین۔ اور وہ بات نہین رہ گئی تہی۔ کہ جبطرح سلیمان کے حکم پر بار بروسا اور طوغود تینون ریاستون کے بیڑے لیکر ہر وقت تعمیل کے لیئے تیار رہتے تھے۔ اب اس فرمانبرداری کا عشر عشیر بہی پایا جاتا ہو۔

ان سب ریاستون کے قزاقون کا بالعموم اور الجزائر والون کا بالخصوص اسقدر حوصلا اور طاقت بڑہ گئی تہی۔ کہ اونکے بیڑے اب نہ فقط بحیرہ روم کے عیسوی سواحل کو تاخت و تاراج کرتے تھے۔ بلکہ آبنائے جبل طارق سے گذر کر شمالاً وجنوباً بحر اوقیانوس کے سواحل کو بہی برباد کرتے رہتے تہے۔ جزائر مڈیرا کو اونہون نے کئی دفعہ لوٹا۔ اور ساحل ہولینڈ تک۔ آبنائے انگلش کے مغربی حصہ اور بحیرہ آئرلینڈ مین گشت کرتے رہے۔ اور کئی مرتبہ آئرلینڈ کے سواحل پر اتر کر متعدد قصبات و دیہات کو تاخت و تاراج کیا۔ اور باشندون کو غلام بنا کر لے گئے۔ ان بحری یورشون کے حالات آئرلینڈ کے قومی گیتون اور فسانون مین اب تک وہان کے لوگون کے زبانزد ہین۔ اونکی جرأت یہان تک بڑہ گئی ہوئی تہی کہ وہ بے دہڑک جزیرہ آئیسلینڈ اور ناروے و سویڈن تک پہونچ گئے۔ اور گویا اون یورشون کا بدلہ جا لیا۔ جو ان ممالک کے بحری سردار ساتوین صدی عیسوی مین بحیرہ روم پر کیا کرتے تہے۔ اہالی الجزائر کے پاس ہلکے جہازون کے علاوہ چالیس نہایت مضبوط اور بخوبی مسلح جنگی جہاز تہے۔ ان مین سے ہر ایک پر چالیس سے پچاس تک توپین اور تین سو سے لیکر چار سو تک ملاح دیعنی بحری قزاق ہوتے تھے۔ الجزائر کے بحری کارخانون اور جہازون مین ہر وقت دس اور بیس ہزار کے درمیان

عیسائی غلام کام کرتے تھے۔ ٹریپولی اور ٹیونس بھی اسیقدر مراتب جنگی بیڑے رکھتے تھے۔ اور ان کے ہان بھی عیسائی غلام موجود رہتے تھے۔ عیسائی سلطنتیں نرمی و دلاسا یا توپ و تفنگ سے اپنے تجارتی جہازات سواحل اور رعایا کو ان سے محفوظ رکھنے کی کوششیں کرتی رہیں۔ کئی معاہدے ہوئے اور بیسیوں دفعہ سخت مقابلے ہوئے۔ مگر انیسویں صدی کے آغاز تک کل مسیحی یورپ ان جنگجو اور متعصب فرزندان اسلام کی غارتگری کو کماحقہ نہ روک سکا۔ مگر افسوس اس کے رکتے ہی اونکی آزادی کا بھی خاتمہ ہو گیا۔ ۱۸۱۵ء میں انگریزی امیر البحر بلیک نے اونپر تھوڑی دیر کے لیے انگریزی سطوت و جلال کا سکہ بٹھا دیا۔ الجزائر کے ڈے نے مقابلہ و لڑائی کرنے کے بغیر انگریزی بیڑہ کی موجودگی سے ہی سہم کر انگریز غلاموں یعنی اسیروں کو امیر البحر کے حوالہ کر دیا۔ مگر ٹونس کے ڈے جب ایسا کرنے سے انکار کیا تو بلیک نے عین قلعہ ٹونس کی توپوں کے سامنے ڈے کے بیڑہ کو تباہ کر کے سواحلی قلعوں کو منہدم کر دیا۔ امیر ڈے کے ہوش و حواس درست ہو گئے۔ اور اوس نے انگریز اسیروں کو حوالہ کر دیا۔ اوس کے بعد ڈچ امیر البحر ڈے روٹر اور فرانسیسی امرائے بحر ڈی بوفورٹ۔ تور دل۔ ڈہاک کوان کور مٹھ وغیرہ نے بھی کئی دفعہ اونکی گوشمالی کی۔ لیکن ۱۸۱۶ء میں انگریزی نامور امیر البحر لارڈ ایکسموتھ[1] کی امیری پر گوارا کر کے وقت اہالی الجیرز کے دم خم میں کبھی فرق نہ پڑا۔ ۱۶۶۳ء میں انگلستان نے باب عالی اور الجزائر سے معاہدہ کیا جس کے روسے انگریزوں کو اختیار دیا گیا کہ اگر الجزائری اقراروں کی خلاف ورزی کریں تو انگلستان اونکو ٹھیک سزا دے۔ اس سے باب عالی اور انگلستان کی دوستی میں کوئی فرق نہیں آئے گا۔ الجزائر اور فرانس کے اوس برادرانہ معاہدہ کے بعد جسکا پہلے ذکر آچکا ہے۔ یہ دوسری سخت مہلک غلطی باب عالی سے سرزد ہوئی۔ اور ایسی غلطیوں کا خمیازہ ۔ عرصہ مدید سے بری طرح بھگت رہا ہے۔

فرانس کی تجارت چونکہ اس زمانہ میں بلاد مشرق میں بہت بڑھی ہوئی تھی۔ اور بحیرہ کے ساحل کے معتد بہ حصہ پر متصرف ہونے کیوجہ سے بحیرہ روم میں اوس کے جہازوں کی آمد و رفت زیادہ رہتی تھی۔ بحری قزاقوں کے ہاتھ سے دوسری عیسائی طاقتوں کی نسبت اوسی کو زیادہ نقصان پہونچتا تھا۔

---

[1] وائکونٹ ایڈورڈ پلیو ایکسموتھ ۱۳ برس کی عمر میں بحری فوج میں داخل ہوا۔ اور شمالی امریکا بحیرہ ہند وغیرہ میں حسن خدمات کے صلہ میں بتدریج ترقی کرتا ہوا آخر بحیرہ روم کے انگریزی بیڑہ کا کمانڈر انچیف مقرر کر دیا گیا۔ گولہ باری سے پہلے ڈے نے اوس معاہدہ کی خلاف ورزی کی تھی۔ جو انقطاع رواج غلامی کے متعلق انگلستان اور الجزائر میں ہوا تھا۔ ۱۸۱۶ء میں ایکسموتھ نے نہایت تعجب انگیز دلاوری سے بندرگاہ میں گھس کر ڈے کے بیڑہ کو آگ لگا دی۔ اور پھر شہر پر ایسی سخت گولہ باری کی۔ ڈے نے کل شرائط کو بلا حجت قبول کر لیا۔ ۱۷۵۷ء میں پیدا اور ۱۸۳۳ء میں فوت ہوا +